TIGHT BINGING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222463
UNIVERSAL
LIBRARY

باسمہٖ سبحانہٗ

دیوان عاقل

۱۳۱۹ھ

حسب ارشاد فیض بنیاد

عالی جناب مستغنی عن الالقاب نواب میر داور علیخان بہرام جنگ

بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہم رئیس اعظم حیدرآباد دکن

صانہ اللہ عن الشرور والفتن

بہ حسن سعی و اہتمام محمد سید طاہر رضا

مطبع نور الاسلام حیدرآباد میں طبع ہوا

دیباچہ

حمد و نعت و منقبت کے بعد جو حد بشری سے باہر ہے واضح ہو کہ تمام مخلوق سے افضلیت انسانکو ہے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَم گواہی کو موجود ہے مگر شرف انسان نطق سے ہے لیکن اس صفت مین اور بہائم بھی اسکے شریک غالب ہین تو ضرور ہوا کہ کوئی وجہ خاص افضلیت ہو ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی اور وہ عقلاً محال ہے - پس بدیہات سے ہے کہ سخن معقول و صواب باعث فضیلت ہے اسی کی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا ہے ؎ بہ نطق آدمی بہتر است از دواب ❊ دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب ❊ پس کلام معقول موجب فضیلت انسانی ہے جسکو اسمین زیادہ کمال ہوا اُسکو درجۂ کمال انسانیت حاصل ہوا - جیسے پیغمبرانِ برحق و امامانِ مطلق اسیطرح علی قدر المنزل تمام افراد انسانی کا حال ہے - اب اگر خیال قوی سے کام لیا جائے تو کلام دو حال سے خالی نہین یا بطور جملہ و نثر ہوگا یا بطریق نظم - اسکے بھی بیان کی ضرورت نہین کہ منظوم کو کیا شرف حاصل ہے اگر احیاناً حضرت ختمی مآب صلواۃ اللہ علیہ و علیٰ آلہ الاطیاب نے نظم مین تکلم فرمایا ہوتا تو پھر اُسکے شرف کا مرتبہ معراج اسقدر بلند و برتر ہوتا کہ جسکو جبرئیل و اہمہ و اسرافیل خیال بھی نہ پاتے - مگر پھر بھی اتنی ترقی طور عزت اسکو نصیب ہے کہ اکثر ائمہ طاہرین علیہم السلام سے کلام نظم منقول و مروی ہے اور یہہ شرف اسکے واسطے کافی ہے - اسکے سالک بھی علی قدر مراتبہم

درجات وطبقات رکھتے ہین۔ مین جس ناظم کے ذکر کی تمہید اور جسکے کلام کی خوبی کا عنوان
لکھ رہا ہون وہ میرے دوست مرحوم میر محمد سلطان عاقل اس زمانہ کے طبقۂ کملائے اہل
کلام سے تھے خدا غریق رحمت کرے پایۂ نظم اُنکا جسقدر بلند ہے اُسکے بیان کی حاجت نہین
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ ناظر کو ایک صفحہ الٹنے کے بعد خود سب معلوم ہوجائیگا
لکھنا تو یہ ہے کہ ایسے کامل ماہر فن کا ذخیرہ محنت اُن مرحوم کے انتقال اور اُنکے اعقاب کی
بے سرمایگی سے یون ہی عالم خفا و احتجاب مین رہا جاتا تھا مگر خدا زندہ رکھے میرے ولی نعم
قدرشناس اہل کمال صاحب حشم والاہمم امیر ابن الامیر ابن الامیر والاجناب عالی خطاب نواب
میرداور علیخان بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہ کو کہ اُنھون نے
اپنی دریادلی و مسیحانفسی سے کام لیکر کلام مرحوم کو اپنے خزانۂ خاص سے چھپوا کر نام مرحوم کو
زندۂ جاوید کردیا۔ اگرچہ جناب ممدوح بہ خیال ادائے حق تلمذ جو مرحوم سے اُنکو حاصل ہے اُنکے
انتقال کے بعد سے اُنکے اعقاب خصوصاً اُنکے فرزند سعادتمند سید فرخ سلطان سلمہٗ کی
غور و پرداخت اور اُنکی مایحتاج کے متکفل ہین مگر یہ کام جو اُنکے بقائے نام کا باعث ہے
نہایت ہی قابل مدح و ثنا ہے۔ خدا اُنکی دولت مین برکت اور نکوئی کو زیادہ کرے۔

آخر مین مین اپنے مرحوم دوست کیواسطے دعا کرتا ہون کہ یہ کلام اُنکا مقبول عام ہو اور
جو خطائے فن اسمین ہو اُسکو صاحبان نظر اور جو خطائے شرعی ہو اُسکو خدا معاف کرے اور
اُنکے نام کو بقا اور درجات اخروی کو بلندی عنایت کرے اور اُنکا حشر اُنکے ائمہ و موالی
کیساتھ ہو آمین ثم آمین

خاکسار خادم الاطبا والشعرا
سید بادشاہ علی ضیا لکھنوی

مختصر حالات مصنف مرحوم

قبل اسکے کہ مین کچھ لکھون اس امر کا اعتراف ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ چند سطرین مین نہ بہ حیثیت تذکرہ نویس لکھنے کیلیے آمادہ ہوا ہون۔ نہ تذکرہ نویسی کی معلومات کا مجھے دعوی ہی بلکہ مصنف کے بعض ضروری اور مختصر واقعات کا تذکرہ سیدھے سادے الفاظ مین کردیا ہی۔ البتہ مصنف مرحوم کے سوانح عمری لکھنے کا ذمہ میرے معزز و قابل دوست مولوی سید الطاف حسین صاحب منتظم لیجس لیٹیو کونسل سرکار عالی نے لیا تھا۔ اسمین شک نہین کہ انھون نے یہانتک اس کام کو انجام دیا ہے بہت ہی خوبی اور پوری قابلیت سے انجام دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اُنکے سرکاری مشاغل سے وہ مکمل نہ ہوسکا جو دیوان کے ساتھ شایع ہوسکتا۔ اور چونکہ دیوان کو تیار ہوے عرصہ گزر چکا تھا زیادہ تر التوا بوجہ تقاضاء شوق احباب نامناسب خیال کیا گیا۔ اور بعض احباب نے مجھے اِن سطور کے لکھنے پر مجبور کیا۔ چار و ناچار مجھے قبول کرنا پڑا۔ تاہم مجھے اپنے قابل دوست سے پوری امید ہے کہ وہ اُس سوانح عمری کو جو اس دیوان کا ایک ضروری حصہ ہے فوقتاً فوقتاً مکمل کرکے بہت جلد شایع کردین گے۔

سید محمد سلطان صاحب عاقل مرحوم ۱۵ شعبان سنہ ۱۲۷۰ھ کو دہلی مین پیدا ہوے۔ وہین کی آب و ہوا مین نشو و نما و تربیت پائی۔ چونکہ طبیعت مین فطرتاً موزونیت تھی۔ بچپن ہی سے شاعری کا شوق پیدا ہوگیا۔ عالم جوانی مین بنارس مین آئے۔ میر وزیر علی صاحب سفید پوش (جو فن پھکیتی مین یکتاء دہر اور جگت اُستاد تسلیم کیے گئے ہین) کے یہان شادی ہوئی۔ اپنے خُسر سے اُنھون نے اس فن مین بھی کمال حاصل کیا۔

شاعری مین پہلے نواب نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان غالب کے شاگرد تھے - اُنکے انتقال کے بعد میرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادۂ خاندان تیموریہ کے شاگرد ہوئے - مرزا صابر مرحوم جیسے اُستاد فن کو انکی شاگردی پر ناز تھا - واقعی مرحوم کا کلام جسقدر نمکینی بلند خیالی و مضمون آفرینی کے رنگ مین ڈوبا ہوا ہے اُسکے بیانکی ضرورت نہین خود دیوان اس پر دال ہے - قصیدہ گوئی تو خاص مرحوم کا حصہ تھا - اُنکی فکر رسا زیادہ وقت کی طالب ہی نہ تھی - اکثر اوقات اعلی مضامین کے قصائد اور نہایت رنگین غزلین باتون باتون مین منظوم کرکے سر معرکہ سُنائین اور سُننے والونکو بےچین کر دیا ہے

چونکہ اتفاقات روزگار و نامساعدت زمانہ سے شمالی حصۂ ہند مین عرصہ سے کچھ ایسا تغیر و شہر آشوب پیدا ہوگیا ہے کہ خود اہل کمال اپنے شائقین کے متلاشی ہوکر جابجا متفرق ہوجاتے ہین عاقل مرحوم بھی بمقتضائے وقت حیدرآباد کی قدردانیون کا آوازہ سُنکر ۱۲۹۹ھ مین یہان وارد ہوے - چند ہی روز مین یہان کے طبقۂ امرا کی کمال شناسیون کا ایسا ہجوم ہوا کہ حیدرآباد کے قیام کو پسند فرمایا - علاوہ شعر و سخن مین کامل ہونیکے علم مجلس بھی کچھ ایسا حاصل تھا کہ جس محفل مین تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اپنی جادو بیانی شیرین کلامی و خوش اخلاقی کے اثر سے اہل محفل کے دل ہاتھ مین لیکے اُٹھتے - چند ہی روز مین ہر دلعزیز ہو گئے - چونکہ طبیعت آزادی پسند تھی سلسلۂ ملازمت کی پابندی پسند نہ کی - اور بعض احباب کی راے و مدد سے ایک مطبع قائم کرکے اخبار ہزار داستان نکالنا شروع کیا - عرصہ تک یہ اخبار بڑی آب و تاب سے نکلتا رہا - مگر پھر بعض وجوہ سے ہزار داستان سے قطع تعلق کرکے مطبع آصفی قائم کیا اور ۱۳۰۱ھ سے اخبار آصفی کی اشاعت شروع ہوئی - مرحوم اعلی خیالات کے مجموعہ تھے جنکو اپنے زور قلم سے بذریعۂ اخبار ملک پر ظاہر کرتے رہے - اور رعایا و گورنمنٹ کے مابین طرفین کے فوائد مدنظر

رکھکر اپنے اس فرض کے طرز ادا کو بھی ایک قابل تعریف یادگار چھوڑ گئے۔

عالیجناب نواب نظام یار جنگ حسام الملک خانخانان بہادر و عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر عدالت و عالیجناب نواب بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہم بالخصوص مرحوم کے قدرشناس تھے۔ آخر مین عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر دام اقبالہ عاقل مرحوم کے نہایت درجہ کفیل و معین رہے۔ حتیٰ کہ اُنکے انتقال کے بعد سے ابتک اُنکے عیال کی پرورش اسی سرکار فیض آثار سے ہو رہی ہے۔ اور دیوان بھی سرکار محتشم الیہ کی فیاضی سے طبع ہوا ہے۔ جو اعلیٰ قدر افزائی کا ایک دیرپا ثبوت ہے۔ امر واقعی یہ ہے کہ سرکار ممدوح نے جس دریا دلی اور علو ہمتی سے استاد مرحوم کی شاگردی کا حق ادا کیا ہے اُسکی نظیر مشکل ہے۔ خداوند عالم اُنکے اقبال و عمر و دولت مین روز افزون ترقی بخشے۔

حضرت عاقل مرحوم باوجود شاعرانہ خیال اور وجیہہ و جامہ زیب و جوان ہونے کے حد درجہ کے محتاط و متقی تھے۔ افسوس صرف ۳۹ سال کی عمر تھی کہ ۸ محرم ۱۳۰۹ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت کی۔ ایک فرزند رشید سید فرخ سلطان جنکی عمر اسوقت ۱۸ سال کی ہے اپنی نشانی چھوڑ گئے۔

انتقال کی تاریخین اکثر احباب اور شاگردون نے لکھی ہین مگر راقم کو اُنمین سے ایک بھی یاد نہین جو ہدیۂ ناظرین ہو۔ خود مین نے جو تاریخ لکھی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

تاریخ وفات

عاقلِ شیرین سخن شاعرِ استادِ فن	چونکہ برفت از گلشن رفت چو گل زین چمن
فکرِ تاریخ جام دادہ بہ پایور تمام	عاقل شیرین کلام شد زجہان بیوطن ۱۳۰۹ھ

آخر میں مجھے افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عاقل مرحوم کا بہت سا کلام اُنکے استغنا سے اُنکی حیات ہی میں تلف ہو چکا تھا اور جو کچھ باقی رہا تھا وہ بھی پورا دستیاب نہ ہوا۔ بہت کوشش سے جسقدر دستیاب ہوا وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ فقط

خاکسار مرزا محمد بہادر خیرآبادی

وکیل درجۂ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدِ امکان سے باہر ہے بیان جاہِ محمدؐ کا
کہ دورِ ہر دو عالم حاشیہ ہے اُسکی مسند کا

کئے جب صرفِ حدبندی عناصر دونوں عالم کے
کھچا قدرت سے خاکا آپ کے قصرِ مشید کا

ملے جب مِل کے دونوں لب ملی کونین کی دولت
دہانِ پاک مین نقشہ ہے سارا میمِ مقصد کا

رخِ انور کے پرتو کا جو ہو سر گرم نظارہ
تو نوراً دیدۂ خورشید ہو ہم چشم مُرمد کا

بساطِ حشمتِ کونین گویا مبتدا ٹھہری
خبر ہے مَسندِ حضرت کہ نقشہ ہے وہ مُسند کا

کشودِ کارِ عالم حصر اِس سرگشتہ پر ہوتی
مگر اکِ فوق ہے گردونِ دون کو طوقِ مرصد کا

سرافرازی ہے دانشمند کو پائی محمدؐ سے
قدم کا حرفِ آخر تاجِ سر ہی لفظ موبد کا

ہوئی منظور جب کتمِ عدم سے جلوہ پیرائی
رہا چوتھے فلک پر مہر بن کر سایہ احمدؐ کا

جو ہو پرتو فگن یہ صبحِ رخ تربت مین عاقل کی
تو شرقِ مہر ہو ہر ایک ذرہ صحنِ مرقد کا

عدم آباد کو جب قافلہ دم کا روان ہوگا
تنِ خاکی جسے کہتے ہین گردِ کاروان ہوگا

نہ وہ مجھ سے خفا ہے نے عدو پر مہربان ہوگا
خیال اپنا تھا یہ بھی وہ بھی اپنا ہی گمان ہوگا

رقیبون سے تحمل درد کا کیا مہربان ہوگا
نکل جائینگے باتون مین جو انکا امتحان ہوگا

یہان ہے ضبط مانع صبر وہان قفل دہان ہوگا
ہمارا آپ کا انصاف یان ہوگا نہ وہان ہوگا

مین وہ برگشتہ ہون سامان راحت کا نہ یان ہوگا
پڑیگا جس کا سایہ مجھ پہ وہ اک آسمان ہوگا

وفا دیکھی نہ کچھ اہل ہوس کی وائے ناکامی
وہ کہتے ہین کہ سب سے پہلے تیرا امتحان ہوگا

نہ کہنا مانیے میرا مجھے تسکین ہے اس سے
شب وصل عدو پائے نزاکت درمیان ہوگا

نہ پوچھ اہل تمنا کی ہوس ای ناصح نادان
اسی کو وصل کہتے ہین کہ کب ہوگا کہان ہوگا

چلے اُس بزم مین ای حضرت دل کس بھروسے پر
جسے تم صبر سمجھے ہو وہ نذر امتحان ہوگا

ثبوت اثبات کا ہے نفی سے ثابت ہے ای ناصح
ابھی نامہربان ہے وہ تو اک دن مہربان ہوگا

یقین ہے ضعف محشر مین مخل دادخواہی ہو
کہ بعد مرگ سینہ پر مرے سنگ گران ہوگا

جو سوزش ہجر مین ہے وصل مین اُس سے سوا ہوگی
جلین گے اور ہم وہ مہروش جب مہربان ہوگا

نہین آتا نظر مین ضعف سے۔ کیا رحم کھائے وہ
کسی سے اُسکے آگے حال میرا کیا بیان ہوگا

ہوا ہے انتہا مین ایک حسن و عشق کا عالم
کسی کے حال پر کس طرح کوئی مہربان ہوگا

مین وہ لاغر کہ اُنکے ذہن پر بھی چڑھ نہین سکتا
وہ یہ نازک کہ میری دھیان مین آنا گران ہوگا

۳

کسی کی چشم نے غافل کیا یہ ہم کو اے عاقل
کہ زیر سنگ مرقد بھی ہمین خواب گران ہوگا

۱۲

اگر سد رہ دشمن نہ کوئی پاسبان ہوگا
مرے دل کے دھوئین مین آپکا پنہان مکان ہوگا

مرے خاموش جلنے کا وہان جسدم بیان ہوگا
تو غنچہ شمع کے شعلہ کا شارح کا دہان ہوگا

جلا کر دل مرا تمکو ملال اے مہربان ہوگا
کہ سب رونے لگین گے بزم مین جسدم دھوان ہوگا

خدایا دیکھیے عمر ابد ہے کس کی قسمت مین
وہ کہتے ہین کہ مرنیوالون کا آج امتحان ہوگا

اثر ہوتا ہے ذکر وحشیانِ عشق مین ناصح
پھر لگا سر جو میری ہرزہ گردی کا بیان ہوگا

نگہبان ہین عبث در پر - نہ آؤن گا نہ آؤنگا
کہ نقشِ پائے دشمن مجھ کو چشم پاسبان ہوگا

یہی تسکین ہین گر یاس و تمنا کی توائی ہمدم
یقین ہی مرتے دم بھی ساتھ اپنے اک جہان ہوگا

مرا خون کس طرح محشر مین ثابت ہوئیگا یارب
کہ اُن کا خنجرِ رنگین زبان رنگین بیان ہوگا

ملا تو خاک مین لیکن نہ چھوڑونگا ترے در کو
مرا دل سخت بھی ہوگا تو سنگ آستان ہوگا

یون ہی گر روز افزون ضعف کی قوت ہی وحشت مین
یقین ہے خانۂ زنجیر ہی اپنا مکان ہوگا

وفائے بوالہوس معلوم ہو ہی جائیگا اپنا
وہ جتنا بے وفا ہوگا ہمارا قدردان ہوگا

۴

فنا فی اللہ کے ہین رستہ پر جو کہ اے عاقل
عدم آباد سے بھی دور کچھ اُن کا مکان ہوگا

۱۳

ترے دل مین نہ ہوئی جائے ستمگر پیدا
گھر مین بیٹھے ہین مگر ہم کو نہین گھر پیدا

سرخ ڈورے یہ نہین نشہ سے آنکھو مین تری
کیے تیغِ نگہ ناز نے جوہر پیدا

آسمان اور بنے اور زمین اور بنے
اُن سے دو چار جو ہون اور ستمگر پیدا

کہتی ہے بلبلِ نالان کہ ہے غم مین صیاد
یا الٰہی نہ کیے ہوئے مرے پر پیدا

دیکھ لختِ دل سوزان کو مرے اشکو مین
کیا اللہ نے پانی مین سمندر پیدا

لے کے غربال ترے کشتۂ دندان کی اگر
خاک چھانین بھی تو ہو خاک سے گوہر پیدا

تیری باتون سے ہے وحشت کو ترقی ناصح
پاؤن مین تھا یہ ہوا سر مین بھی چکر پیدا

دستِ نازک مین ہے وہان تیغ کردن کیا اللہ
شوق نے کر دیئے یان لاکھ مرے پر پیدا

ہے گلہ مجکو بجا گریۂ طوفان زا کا
نہوا اُن کے بلانے کو کوئی گھر پیدا

اشک غصہ سے درم قتل جو ٹپکیں اُسکے ۔ ہوں ابھی آب میں شمشیر کے گوہر پیدا
طالب درد کو ہے درد سے راحت ہمدم ۔ درد کے واسطے خالق نے کیا سر پیدا
وہ ستم دوست ہوں میں خاک اُڑائی یا تنگ ۔ آسمان اور ہوا اک مرے سر پہ پیدا

5 قتل نے میرے عجب کام بنایا عاقل
کہ ہوا دلمیں رقیبوں کے بھی اب گھر پیدا 15

ن

زیست میں عذر ہی فرمائیے گا ۔ پر جنازہ پہ تو آجائیے گا
حسن اور عشق ہے توام واعظ ۔ جو نہ سمجھے اُسے سمجھائیے گا
ملک الموت - کہاں ہو حضرت ۔ میری بھی آن کے سن جائیے گا
مار ڈالو مجھے زندہ نہ کرو ۔ کچھ مسیحائی بھی فرمائیے گا
کیوں خجل آکے وہ ہوں اے ہمدم ۔ کہو بس فاتحہ پڑھ جائیے گا
دیکھئے خو ہے بُری خودبینی ۔ آئینہ دیکھ کے شرمائیے گا
کیا نہ سمجھوں گا کہ قائل ہے یہ ۔ آنکھ مجھ کو جو نہ دکھلائیے گا
دل ہی قابو میں نہیں سن لینگے ۔ آپ جو کچھ ہمیں فرمائیے گا
کچھ کہا میں نے تو ہنس کر بولے ۔ خیر ہے جان کی فرمائیے گا
کیسی ہے حضرتِ دل تیغ نگہ ۔ دہنِ زخم سے فرمائیے گا
اُلجھے گیسو تو کہا جھنجھلا کر ۔ مرے سر چڑھ کے نہ اترائیے گا
کہیئے عاشق مجھے طعنہ ہی سہی ۔ پھر اسی کلمہ کو فرمائیے گا
منہ جو آئے کہیں ہم محفل میں ۔ بولے وہ منہ کہیں نہوائیے گا
اپنا منہ دیکھیے آئینہ میں ۔ منہ لگے منہ کی کہیں کھائیے گا

۶	جس میں دلّی کی زبان ہو عاقلؔ اک غزل اور بھی فرمائیے گا	۱۵

جب کہا میں نے کہ کب آئیے گا   ہنس کے بولے یوں ہی مرجائیے گا
ہوں شہید رہِ غم ہم نفسو   نہ مرے مُردے کو نہلائیے گا
دھوم ہے کُشتۂ عیسیٰ ہے یہ   اے مسیحا نفس آجائیے گا
چھیڑ کی حد ہے چلو چپ بھی رہو   ہم جو چھیڑیں گے تو گھبرائیے گا
خبط ہے مجھکو کہ ظالم ہیں آپ   فیصلہ آپ ہی فرمائیے گا
آپ کا چاہنے والا میں نہیں   کیا کہا۔ کہہ کے نہ شرمائیے گا
آپ جاتے تو ہیں اے حضرتِ دل   جا کے اُس بزم میں پھر آئیے گا
بوسہ لوں گا جو کہا بولے۔ ہاں   مصحفِ رخ کی قسم کھائیے گا
یار سے میں نے کہا چلتے وقت   ق   یہ تو فرمائیے کب آئیے گا
جان بیتاب ہے دل مضطر ہے   اِن کی تسکین تو فرمائیے گا
ہنس کے کہنے لگے گھبرانا کیا   دل کو بیتابی سے بہلائیے گا
پیاس ہو خونِ جگر پیجیئے گا   بھوک ہو غصہ و غم کھائیے گا
اور جو اِس طرح بھی مانے نہیں دل   میرے کوچہ کی طرف لائیے گا
سیکڑوں خاک پہ دلہائے تپاں   پئے عبرت اُسے دکھلائیے گا

۷	بُت کے ملنے سے ملا حق عاقلؔ کفر ہے اِس میں جو شک لائیے گا	۱۵

سنگِ دل داغِ جگر کا کبھی قائل نہ ہوا   جائے حسرت ہے کہ وہ ماہ مرا دل نہ ہوا

وار کس تیغ کا مجھ پر تری قاتل نہ ہوا
دل مرا بیضۂ فولاد ہوا دل نہ ہوا

رنگ تیرے ہی تلون کا ہے الفت کے سبب
کہ مین اسے یار کسی بات مین کامل نہ ہوا

دہن زخم نے کی اُس سے لگاوٹ کیا کیا
بر سرِ رحم مگر خنجرِ قاتل نہ ہوا

لوٹتا آتشِ حسرت سے ہے انگارو نپر
سوز پروانہ سمندر کو جو حاصل نہ ہوا

ملتا لیلیٰ کو حقیقت کا مزہ خیر ہوئی
قیس کا پردۂ دل پردۂ محمل نہ ہوا

یاس ہے صورتِ امید بھی اللہ اللہ
خون تمنا کا حنائے کفِ قاتل نہ ہوا

جب کہا مین نے کہ عاشق ہون تمھارا تو کہا
مجھکو یہ غم ہے کہ مین آپ پہ مائل نہ ہوا

ناتوانی سے مجھے ہوئی ہے کیا کیا خفت
ہائے مین تیرے تصور کے بھی قابل نہ ہوا

سحر گر آنکھ چرانے سے ترے مرجاتا
دلبری سے ترے افسون کی مین بیدل نہ ہوا

شمع سے پھول جھڑے بزم مین شب کو لیکن
سوز پروانہ ہوا شورِ عنادل نہ ہوا

شمعرو آپ کو یکتا جو سمجھتے تھے تو کیا
آئینہ اُس رخِ تابان کے مقابل نہ ہوا

مردم چشم سے ہین عین عیانی مین نہان
آپ ہی آپ کوئی غیر تو حائل نہ ہوا

بھول کر یاد کیا اُس نے جو ہرگز نہ مجھے
خوب سمجھا تو کبھی یاد سے غافل نہ ہوا

٨	کی جو نادانی کوئی بھولے سے وان دشمن نے صدقے اس یاد کے کہنے لگے **عاقل** نہ ہوا	١٥

زانوے درد سے نہ سر سر کا
ضعف اپنا وبال ہے سر کا

ہاتھ عاشق ہوا ہے پتھر کا
آسرا اب ہمین نہین سر کا

مجھسے خوکردۂ جفا پر رحم
یہ ستم اور ہے ستمگر کا

دام عالم مین پھنسکے ہون آزاد
دام ہے وصف تیغِ جوہر کا

کج روی چھوڑ و چرخ کو دیکھو / نہ کھلا حال اس کے چکر کا

ہے لبون پر ثبوتِ خونخواری / رنگ لایا ہے پان کافر کا

سرِ واعظ پہ دستِ رندان سے / پہنچا۔ رتبہ بڑھا یہ ساغر کا

لاغری سے عزیزِ عالم ہون / راحتِ جان ہی تار بستر کا

شکوۂ ہجر گر کرون۔ تو کہین / مین مدبر نہین مقدر کا

جو کہے حق بھی ہم کو چاہتا ہی / کون عاشق ہو ایسے کافر کا

زخمِ دل کیا ہو شاد مرہم سے / منہ لگا ہے تمہارے خنجر کا

مخلصی خود نمائیون مین نہین / دام آئینہ مین ہے جوہر کا

ق

کیونکہ سمجھین وہ رنگ استقرار / اثر الٹا ہے قلبِ مضطر کا

جب لکھا نامۂ ہوائے وصال / اڑ گیا رنگ ہی کبوتر کا

۹ — دامنِ صبر جل گیا **عاقل** / وصل ہوتے ہی شعلہ پیکر کا — ۱۳

جس طرف دیکھا اُدھر گویا تماشا ہو گیا / ایک اشارے مین ترے کافرادا کیا ہو گیا

فکر کیون کرتے ہین شاعر اب جو عنقا ہو گیا / وہ مسیحا تھا سو پنہان مثلِ عیسی ہو گیا

اُس بتِ مغرور کی تصویر جب کھنچنے لگی / صورتِ تصویر خود مانی کا نقشا ہو گیا

چشمۂ حرص و طمع مین جس نے چاہی شست و شو / داغِ کلفت اور اس دھونے سے میلا ہو گیا

کیا جما رکھا ہے ظالم تو نے رنگِ انقلاب / شکر بھی میرا تری محفل مین شکوا ہو گیا

لاکھون مُردے چونک اُٹھے ہین مری نالون سے رات / لے ترا بیمار ہجران بھی مسیحا ہو گیا

جانتے جلنے کی خو اُسکی تو پھر مرتے ہی کیون / کہہ رہا ہی لاش پر ہنس ہنس کے یہ کیا ہو گیا

اپنی صورت دیکھکر کیا کیا مجھے حیرت ہوئی
سامنے میرے وہ جب آئینہ سیما ہو گیا

سلسلہ وحدت کا ہے اپنا نہ سمجھو گو ہمین
ہم ہوے دل کے ہمارا دل تمہارا ہو گیا

آئینۂ دل کا مرے ٹوٹا قیامت ہی قریب
اور یکتائی کا اب اُس بت کو دعوی ہو گیا

جب کسی کم ظرف نے چاہا اُٹھاؤن بار علم
بوجھ بھاری ہو گیا اور جسم ہلکا ہو گیا

خاک مین مل جائے صیقل عشق کی آتا ہی زنگ
سامنے اُنکے گئے تو رنگ اُن کا ہو گیا

١٠

اک بت ناداں کی باتین سنکے بیخود کیون ہوے
خیر ہے اے حضرت عاقل تمہین کیا ہو گیا

مثل ہم ٹھہرائین کس کو گردش ایام کا
ایک نقشہ ہے تمہاری چشم کا اور جام کا

عاشق چشم فسون کی دید شائد ہو نصیب
چشم نرگس دے جو کاجل روغن بادام کا

نام میرا غیر مجنون سے ملاتے ہین جو آپ
یہان ہے کس علت سے جائز قاعدہ ادغام کا

ضعف نے منہ پر نہ دربان کے چڑھایا رات کو
بن گیا تار نظر زینہ تمہارے بام کا

بے نشانی ہو گئی ہے باعث نام آوری
نام عنقا ہو گیا ہے اب مرے ہمنام کا

مل کے باہم بیٹھنے سے کس طرح آرام ہو
حرف سے ہی حرف الگ تحریر مین آرام کا

یا دہن لب کی ہوا مین ضعف سے آخر نہان
میم ہے اُن کا دہن لیکن مرے انجام کا

واعظون کے دل نہ کیون اس لام گیسو مین پھنسین
قلب ہے یہ قلب کا اور قلب ہے اسلام کا

زلف پر دینے سے جان واعظ ہوا کافر ہمین
کیون نہ دون اس لام کو دل دل یہ ہے اسلام کا

تو ہی زلف و رخ دکھا دے آن کر قصہ چکے
ہے ترا بیمار ہجران صبح کا یا شام کا

عشق ہے تصویر خانے کا مرے آئینہ دار
ابتدا مین نقشہ سب دکھلا دیا انجام کا

اک نگہ کے بدلے صاحب کیا بُرا ہی یہ بھلا
نقد دل لیتے نہین کیون بندۂ بے دام کا

کس سے یارب ہو حصول کام جان کی اب امید
کام کا اک دل تھا سو نکلا وہ اُن کے کام کا

١١	اک بت ناداں کو دل دیکر بنے کیوں بیوقوف حضرت عاقل کرو کچھ پاس اپنے نام کا	١٣

ترا منہ رات کو اترا ہوا تھا
تصور میں کسی کے تو بندھا تھا

ہوا میں آکے وہ مجھسے بھرا تھا
عدو گویا ہوائے آسیا تھا

بھلا میں اور ہوں گستاخ تم سے
خدا جانے مجھے کیا ہو گیا تھا

عرق ریزی سے قسمت نے بٹھایا
غبار ناتواں اپنا اٹھا تھا

ترے پاؤں کے نیچے شکل بدلی
خدا جانے میں کسکا نقش پا تھا

ہزاروں گل چٹکتے تھے چمن میں
وہ گل ایسے شگوفے چھوڑتا تھا

نہال شوق بڑھتا سرو قد کیا
ترے سائے کے نیچے وہ دبا تھا

نکرتا اُن سے میں عرض تمنا
خموشی نے لبوں کو سی دیا تھا

تری ہی شکل کا اک شخص زاہد
بتوں کے سنگ در پر جبہہ سا تھا

خوشی آیا مجھ کو اپنا فوت ہونا
کسی دشمن کا میں بھی مدعا تھا

جہاں تھا دفن تیرا کشتۂ چشم
اٹھا واں جو بگولا سرمہ سا تھا

خدا تجھ کو دل مرحوم بخشے
محبت دوست محنت آشنا تھا

١٢	نہ لاؤ شکوۂ عاقل زبان پر تمہارا تھا بھلا تھا یا برا تھا	١٨

ہر اک کو مرقع نظر آتا ہے وفا کا
نقشہ ہے دل آئینہ تصویر نما کا

بیٹھا ہے غبار ایسا ترے بے سروپا کا
صرصر بھی اڑائے تو اڑے ہُس کا نہ نقا کا

ہے فکر عبث قلب مکدر کی صفا کا
ہے گوہر بے آب یہ محتاج جلا کا

ہاتھون کی صفائی کے اثر سے دم تزئین
آئینہ دکھاتا ہے ہمین رنگ حنا کا

اس لاغری مین بھی ہے وفا ختم مجھی پر
گویا ہے تن زار الف لفظ وفا کا

اے شمع یہان مشق گدازش کی ہے گرمی
شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا

کس کس کو ملے گوہر تاثیر الٰہی
ہنگامہ سا ہنگامہ زبان پر ہے دعا کا

یہ ناخن تدبیر ہے یا نون ندامت
عقدہ نہ کبھی حل ہوا اُس بند قبا کا

معدن مین اُسے لعل بنا دیتا ہی خالق
اُڑتا ہے ترے ہاتھ سے جو رنگ حنا کا

گر اک نگہ مہر کہ سب عیب ڈھکین گے
دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا

ہر گام سناتے ہو خبر موت کی مجھکو
پاؤن سے ادا کرتے ہو پیغام قضا کا

اس نور جوانی کا بھی نقشہ نہ بچے گا
گر جوش یہی ہے ترے عارض کی صفا کا

برقع ہی مین ہر دم ہین رقیبون سے اشارے
بے شرمیون کے واسطے پردہ ہی حیا کا

تنہائی یہ سیکھی ہے کسی گوشہ نشین سے
ہے سب سے الگ طور ترے ناز و ادا کا

سیدھی چلی آتی ہین جو آفات سماوی
جادہ تن لاغر ہے مگر دشت بلا کا

زندہ ہوا محشر مین پہ مردہ ہی رہا مین
تھا زیست مین کشتہ ترے پاؤن کی صدا کا

دامان نظر مین اُسے لیتی ہے تمنا
گرتا ہے پسینا جو رخ مہر لقا کا

۱۶	تعلیم سخن حکم خداوند سخن ہے عاقل مین ہمبر ہون گروہ شعرا کا	۱۳

کچھ فرض ہے ہو طور پہ دیدار خدا کا
اک جلوہ ہے کافی صنم ہوش ربا کا

لے کلہ ہاتھ مین تیغ ایک مین دامن ہی قبا کا
آنا کوئی دیکھے صنم ہوش ربا کا

کیا اُن کی ندامت سے خجالت ہوئی ہم کو
آخر وہ ہوا شکر جو شکوہ تھا جفا کا

تن پر جو جمی گرد ہوے اور سبکدوش
پوشاک وہی ہے وہی بستر فقرا کا

یہان شوق وہی اور وہی دل کی تپش ہے
وہان ناز وہی اور وہی شیوہ ادا کا

آندھی مین رکھا کاغذ تصویر جلا کر
اس شکل سے ظالم نے اُڑایا مرا خاکا

راحت کے لیے پختگی کار ہے درکار
خامی کے سبب خون ہے دل برگ حنا کا

موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

زردار کو آسایش دنیا کا مزہ کیا
حاصل ہے غریبون ہی کو آرام سرا کا

بالیدگی شرم تکلف کی ہے دشمن
وہ خود بخود اب کھُلنے لگا بند قبا کا

اب ناز سے وہ پاون زمین پر نہین رکھتے
بوسہ نہ ملا خاک ہوے پر کف پا کا

وہ چوستے ہین ناز سے خود دست حنائی
کچھ آج تو بے ڈھب ہی جما رنگ حنا کا

دشمن کو تم الفت کی نگاہون سے نہ دیکھو
تیر نگہ ناز ہے پیغام قضا کا

رونق تو ہے پر موت بھی ہے زیست جہان کی
اے شمع فنا ہو کہ تقاضا ہے بقا کا

گنجایش رندان سیہ کار نہین جب
کیا کہنا ہے زاہد تری جنت کی فضا کا

۱۴

کیا جھوٹ ہے سچ کہتے ہو مثل ہو عاقل
ہان صدق بھی شستہ ہے دروغ شعرا کا

۱۶

جو دیکھا سحر تری نرگس سخن گو کا
تو بن گیا کف افسوس نقش جادو کا

ہوا ہے خاک جو کشتہ تمہارے گیسو کا
وہی غبار زمین ہوگا عطر شبو کا

ہمارے خون نے جسم کر بنا دیا کعبہ
ہوا ہلال سیہ پوش تیغ ابرو کا

مرے گنہ کا وجود و عدم برابر ہے
کسی طرف کا نہ پلہ جھکا ترازو کا

رہ وفا مین کہا ٹھوکرین کھاؤن گا
اسی کلام کا سمجھے تھے وہ سبب مجھے بھو کا

مدام نقص سے ہوتا ہے نفع ظالم کو
کہ بال حسن ہوئے اُن کی تیغ ابرو کا

جو گل جھڑے وہ پڑے پھول بنکے گھر پہ مرے
اگرچہ راغ مین شعلہ ہو آپ کی خو کا

رنگے حنائے شفق سے فلک مہ نو کو
مزا نہین ہے جبین پر سفید ابرو کا

اب اُسکی شوخیون نے رشک کا مزا نہ رکھا
نہین رہا وہ پری وش کسی کے قابو کا

نہال حسرت و افسوس وہان سے اُگتا ہے
زمین پہ گرتا ہے جس جائے تخم آنسو کا

بڑھی ہے لاغری ایسی جو فرط وحشت مین
بنے گا تار نظر کیا نگاہ آہو کا

شب الم مین کیا عرصۂ حیات کو طے
مین تھا سوار سمند سیاہ زانو کا

بلاؤ بزم مین مجھکو نہ امتحان کے لئے
سنا ہے آپ کا دل بھی نہین ہے قابو کا

ستم یہ ہے کہ اُٹھایا ستم سے ہاتھ اُسنے
سنبھالنا ہوا مشکل دل بلا جو کا

عدو کی چشم کے ڈورے ہین موج ریگ روان
پڑا ہے آنکھ مین شاید غبار اُس کُو کا

۱۵

پس فنا بھی نکلا احسد سے تیل اُسکا
جسد جو خاک ہوا عاقل بلا جو کا

۱۶

وطن مین گر رہون مین کیا چلے بس مجھ پہ دشمن کا
کہ ایذا کچھ نہین دیتا ہے خار اپنے نشیمن کا

سبب ہر نوع کا وحشت مین ہی پھرنا ناتوان تن کا
کہ بیکاری سے زنگ آلود تن ہوتا ہی سوزن کا

چمک سے ہی بہت مشکل نظارہ روی روشن کا
ترے پر تو نے پردہ رکھ لیا ہی زر کی چلمن کا

ہوا ہے مے پرستی کے مشابہ میرا مرنا بھی
کہ بوتل کی طرح سے ساقیا ڈھلنے لگا منکا

مری چارہ گری یا رہ گری سے ہاتھ اُٹھانا ہی
رفو کا ٹانکا ٹانکا زخم ہے گویا مرے تن کا

مین تھا آرام مرگ عشق کا طفلی مین بھی خواہان
گمان آغوش دایہ پر رہا آغوش مدفن کا

جدا اگر دشت غربت سی ہون مین وہ ٹکڑی ٹکڑی ہو
تن لاغر مرا اک خار ہے صحرا کے دامن کا

نہون الفاظ رنگین گر تو پھر کیا معنئ رنگین
کہ پھولون کے سبب سے ہی گلستان نام گلشن کا

ہجوم یاس و حرمان کیون نہو وان بعد مرنیکے
کہ حرز جان حسرت ہی مرا تعویذ مدفن کا

مری وحشت کا سامان ہی مرا ناصح الجھنے سے
الجھنا یاد آجاتا ہے مجھکو خار و دامن کا

یہی گر شوق نظارہ پس دیوار ہے میرا
بنون گا لاغری سے مردمک مین چشم روزن کا

عجب کیا ہو جو نفرت بوالہوس کو تیری ملنے سے
کہ روز وصل نے سیکھا ہی ڈھلنا تیرے جوبن کا

کیا بیخود یہ جوش پند نے شوق عبادت مین
کہ خم ہو کر بنا ہے زاہدا تو نون شیون کا

نغان پر میری ہنستے ہنستے رو دیتے ہین وہ آخر
اثر اتنا تو ہے ناصح مری فریاد و شیون کا

نگہبان شب کو ہمت دن کو پیر عشق رہبر ہی
ملا آرام غربت مین رہا کھٹکا نہ رہزن کا

میسر دست بوسی تیری ای قاتل ہوئی اسکو
ترے خنجر کی گردن پر ہی احسان میری گردن کا

۲۰	کھٹکتا ہو کوئی گر لفظ تجھکو نظم عاقل مین سمجھ ای باغبان ظلم وہ کانٹا ہی گلشن کا	۱۹

نہ زندہ نہ مردہ نہ دنیا نہ دین کا
مجھے تو نے ظالم نہ رکھا کہین کا

عبث امتحان مین لگاتے ہو وعدہ
بھروسا ہے کیا میری جان حزین کا

مجھے گھر مین گردش ہی پتلی کی صورت
یہ اعجاز ہے چشم سحر آفرین کا

پڑا نا نہ فتنہ ترے گھر سے اٹھا
نیا آسمان ہے مگر اس زمین کا

کبھی مرے تن مین کبھی اسکے گھر مین
یہی شغل ہے میری جان حزین کا

غضب ہی میری اس سے تکرار وعدہ
ستم ہے جو موقع ملا اب نہین کا

ق

سنا تو نے عاقل عجب رات گزری
محبت کا مذکور نکلا کہین کا

خیال اپنی باتون کا جس وقت آیا
نہ سنبھلا دل اس ظالم نازنین کا

جب آنکھون مین آنسو بہت ڈبڈبائے
پکڑ ہاتھ اُٹھا ترے ہمنشین کا

کہا ایک گوشہ مین لیجا کر اُس سے
کہو حال کچھ عاقلِ دل حزین کا

کسی دشت مین ہوئے گا میرا مجنون
کہ ہے کوہ مسکن اُس اندوہگین کا

کسی باغ مین دل کب اُسکا لگے گا
کہ بلبل ہے وہ تو اِسی گلزمین کا

مرے کوچہ کی یاد ہر وقت ہوگی
ملے ہوگا مُنھ پر غبار اِس زمین کا

نہ ہوگا خور و نوش سے کچھ علاقہ
یہ شیوہ تھا پہلے بھی اُس غم قرین کا

جو کھانا نہین ہے تو جیتا ہے کیونکر
خدا حافظ اب اُسکی جان حزین کا

ترے ہمنشین نے کہا اُس سے رو کر
کہون حال کیا مین اُس اندوہگین کا

غذا لخت دل بدلے پانی کے آنسو
زبان صرف شیون پہ کلمہ یہین کا

نہ مسکن کہین پر یہ دیکھی ہے حالت
گرا جس جگہ ہو گیا بس وہین کا

کہین تھک کے یہ شعر پڑھتا ہے رو کر
جب ایڑی تک آیا پسینا جبین کا

۱۷	نہ گھر کا نہ در کا نہ کوچہ کا اپنے مجھے تونے ظالم نہ رکھا کہین کا	۲۷

بدلا کیا خدا اُنے آفت رسیدگان کا
ہے ناک مین فلک کے اک تیر کہکشان کا

پہنچا ہے آسمان پر شعلہ مری فغان کا
گلدستہ بن گیا ہے وہ طاق کہکشان کا

مرقد بنا نہ اپنے بیمار ناتوان کا
کافی دبانے کو ہے سایہ ترے مکان کا

ہے اشک ہی نتیجہ اُس حسن کے بیان کا
اُڑتا ہے رنگ چہرہ سنکر جو راز دان کا

کچھ سُنکے ہین وہ حیران کچھ کہہ کے ہم پشیمان
بر نفع ہوا تامل رخسارۂ بیان کا

گر یہ بھی خوش نہ آیا جانو کہ کام نکلا ‌ ‌ جاتے ہین لے کے تحفہ ہم خوف پاسبان کا

جدت سے طبع کی وہ دم بھر تھا نہ دل مین ‌ ‌ بنتا ہے تازہ ہر دم نقشہ ترے مکان کا

خود جلوہ مثل موسی بے ہوش تھا زمین پر ‌ ‌ چلمن سے اپنی جسدم اُس فتنہ گر نے جھانکا

جو چاہین مجھ کو کہہ لین مین کچھ خبر نہ ہون گا ‌ ‌ ملتا ہے اس مین شائد اُن کو مزہ زبان کا

گردش سے بخت کی ہم عاشق ہوے تھے گویا ‌ ‌ سنگ فسان ہے شاید یہ تیغ امتحان کا

لیلی کی ایک نگہ مین ویسی جنون کیا طے ‌ ‌ مانند خاک تو نے مجنون سبق یہ پھانکا

کیونکر پیام پہنچے قاصد سے پورا پورا ‌ ‌ کچھ حال بد ہے میرا کچھ نقص ہے بیان کا

ہے بیکسون سے کاہش اور ظالم تو کی خواہش ‌ ‌ پہلو مین دل تمہارا ٹکڑا ہے آسمان کا

دربان مجھ سے جل کر چھپنے لگا کمین مین ‌ ‌ شائد شرر بنے گا یہ سنگ آستان کا

نیک اُن کو جانتا ہون اور ہین عدو کی شاکی ‌ ‌ کیونکر یقین آئے اُنکو مرے بیان کا

سہے ہر تصور دل خواہان ظلم تازہ ‌ ‌ میرا نفس ہے جادہ صحرائے امتحان کا

قسمت اُلٹ گئی ہے کیا کوئی بات سمجھے ‌ ‌ اُلٹے زبان تو پردہ ہو عارض بیان کا

چٹکی مین تیر ہے وان دل شوق سی بڑھا یان ‌ ‌ کیا صحن یہ بنے گا اُس خانۂ کمان کا

آئینہ مین نہ ڈالو تم عکس پر نظر یون ‌ ‌ ڈر ہے نہ وہ ہدف ہو اُس تیر جانستان کا

چرخ آہ سے پھٹا وان - یان ہمنے خاک اُڑائی ‌ ‌ ہو جائے گی زمین اب پیوند آسمان کا

گر جذب دل یہی ہے تو ایک دن سمٹ کر ‌ ‌ بن جائے گا سویدا سایہ ترے مکان کا

پی بُردگی کا رستہ ملتا نہین عدو کو ‌ ‌ وقت سخن سفر ہے منہ مین مری زبان کا

تیر ستم تمہارا ہر وقت ہے کمان مین ‌ ‌ شوق ستم سے گویا مرکز بنا کمان کا

یارب تو شرم رکھیو آئے نہ آہ لب پر ‌ ‌ محشر مین سامنا ہے اُس شوخ بدگمان کا

ظالم بھرے دم الٹے یا رب مری طرح سے وعدہ بھی وصل کا ہے اظہار ناز کی بھی		دم سینہ مین سمائے شمشیر جانستان کا دشوار ہے پلٹنا اب تو ہمین زبان کا

۱۸	ہین شاہد سخن کے جلوے عجیب عاقل عالم شہود کا ہے عالم مرے مکان کا	۷

دل کے دیر نہین ہونے کا ہوا جب سامان تو وطن چھوڑ دیا		اسقدر ہمکو ہوا خوف خزان قبل خزان کہ چمن چھوڑ دیا
بی دہن بات جو کرتے تھے تو اک حیرت تھی اب یہ ہے ہجا بہی		تمنے ای جان جہان بات نکالی ایسی کہ سخن چھوڑ دیا
ہجر مین پوچھتے کیا ہو مرے مرنے کا سبب جی گیا مین تو بس اب		روح گھبرائی ہجوم غم و آلام سے جب تو بدن چھوڑ دیا
ناتوانی تری امداد سے ہم خوب بچے حشر کی ایذا سے		قبر سے پھر گئے شرما کے فرشتے سارے اور کفن چھوڑ دیا
نسبت غیر سے جینا نہین اچھا زنہار ہے تعلق دشوار		جب یہ دیکھا کہ جدائی ہے تو تمکو ناچار روح و تن چھوڑ دیا
تیری تصویر تو بمثل تھی اسنے کھینچی لیکن اک وقت تھی		بات بہزاد سے جسوقت بنائی نہ گئی تو دہن چھوڑ دیا

۱۹	قدر دانی اسد کا ہی بھلا کیا کہنا پھر یہ کیون چپ ہے ہنا حیدرآباد مین ای حضرت عاقل کہنا کیون سخن چھوڑ دیا	۷

کہتے ہین دشمن کے قبضہ مین زمانا ہو گیا		اب ہمین دنیا سے مشکل ہاتھ اٹھانا ہو گیا
یہ ہوے لاغر کہ مشکل آنا جانا ہو گیا		منحصر دم پر اٹھانا اور بٹھانا ہو گیا
وہ متاع زندگی کو جاہتے ہین شل مرگ		اپنی ہمت کو بھی لازم آزمانا ہو گیا
مثل زلف یار الجھا تھا شب فرقت مین دم		پنجۂ خورشید روز وصل شانا ہو گیا
تو ہماری جان ہے جانا ترا ہے اپنی موت		فرض ہم کو جان کا اپنی بچانا ہو گیا
میری بربادی نے ابتر کردیے دنیا کے کام		یہ لٹا یا گھر کہ مستغنی زمانا ہو گیا
جسطرح غفلت مین آجاتی ہے ای قاتل اجل		یون ہی اک دن تیرے دھوکے مین بھی آنا ہو گیا

۲۰ | ۱۵

وقفہ ملا نہ ہم کو گنہ کے حساب کا
گزرا ہے کیسی جلد زمانہ شباب کا

میں اک کس طرح سے شب وصل میں ہوں
مشکل ہے نازکی سے اٹھانا حجاب کا

جب شکوۂ نگاہ تغافل نہ تم سنو
کیا شکر کیجیے نگہ پر عتاب کا

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں یہ کچھ دیکھتے نہیں
بیدار اس طرح ہیں کہ عالم ہی خواب کا

ٹپکے عرق کی طرح گنہ بال بال سے
احسان ہے فشار زمیں کی عذاب کا

وہ اور دست غیر سے پاؤں میں مجکو ئی
پینے لہو کے گھونٹ ہیں پینا شراب کا

پا بوسیوں میں آئی ہی کیا جانے کیا مزہ
ہر وقت منہ کھلا ہے فرس کی رکاب کا

واعظ نے میکدے میں یہ کیں سختیاں کہ ہائے
دل کی طرح سے ٹوٹ گیا خم شراب کا

وصلت کی رات بھی وہی دوری رہی ہمیں
پردہ رہا ہے بیچ میں شب بھر حجاب کا

پہلو میں وہ جو بیٹھے تو ہے دل کی یہ صدا
موقع ملا ہے آج ہی تو اضطراب کا

انکو بھی کچھ تو قدر ہوئی حسن و عشق کی
تن تن کے دیکھنے لگے جوبن شباب کا

نظارہ و جمال کا قصہ تمام ہے
اب بیچ میں ہے پاؤں تمہاری رکاب کا

کیجو جواب ہی کا فقط قاصدا سوال
موقع تجھے ملے جو سوال و جواب کا

دم بھر کیواسطے ہی ہماری یہاں نمود
نقش حیات میں ہی تشابہ حباب کا

۲۱ | ۱۶

دہلی کو آج یاد دلادو دکن میں تم
عاقل جواب دو غزل الجواب کا

نظارہ خواب میں ہی رخ بے حجاب کا
کیا پوچھنا ہے اب نگہ کامیاب کا

ہاں سعی چارہ گر کہ ٹھہر جائے دل مرا
ہے رات دن اگر تو قلق اضطراب کا

منظور ہی فنا کو جو مشق مصوری
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا

کیا ہو سوالِ بوسہ کہ یہ تنگ ہی دہن
مشکل ہوا ہے مُنہ سی نکلنا جواب کا

ہان اہلِ حشر ہمین سے آرام اب کرو
دفتر کھلا مرے گُنہِ بے حساب کا

ق
ہمدم نہ پوچھ وصل کی شب کا تو ماجرا
اس ذکر سے ہی دل پہ ہجومِ اضطراب کا

وہ ضعف کشمکش سے یہان انتظار کے
آمد وہ اُن کی جیسے کہ آنا شباب کا

کس ناز و التفات سے وہ پاس بیٹھنا
عشوہ کی یہ صدا نہین موقع حجاب کا

یہان دمبدم یہ دھن کہ ہون نظارہ بازیان
وہان بار بار رخ سے اُٹھانا نقاب کا

یان دمبدم یہ چھیڑ کہ ہو بے تکلفی
وان بار بار مُنھ وہ بنانا عتاب کا

یان لب پہ بیشمار سوالون کا اژدحام
وان شرم سی زبان مین الجھنا جواب کا

یان شوق مضطرب کہ بس اب انتظار کیا
وان نازکی پہ بلوہ عام اضطراب کا

وہان لحظہ لحظہ ساعتین گنتے ہی کا خیال
یہان ذکر ہجر کے قلق بیحساب کا

القصہ لطف ایسے اُٹھائے کہ کیا کہون
ای ہمنفس مزہ تھا وہی بس شباب کا

اب تو خیال مین بھی نہین وہ حکایتین
جو کچھ لکھا ہے مین نی یہ قصہ ہی خواب کا

۲۲
کچھ حسرتین بھی گریہ کنان ساتھ تھین
دیکھا جنازہ **عاقل** خانہ خراب کا
۱۳۴

جلوہ طور ہی ہوتا پہ نمایان ہوتا
دل مین رہتا تھا جو پنہان تو نہ پنہان ہوتا

داغ ہوتے جو نہ سینہ مین تو ویران ہوتا
دل اگر باغ نہ ہوتا تو بیابان ہوتا

کچھ تو لذت ہمین ملتی جو نہ بیخود ہوتے
شادیِ وصل نہ ہوتی غمِ ہجران ہوتا

آئے وہ لاش پہ تا ہو نہ اُدو اسی کا ہجوم
اب رہا کون جنازے پہ جو گریان ہوتا

غنچہ کو دیکھ لو ہنسنے کی کہان فرصت ہے
دلِ اگر جمع بھی ہوتا تو پریشان ہوتا

شمع کی طرح سے رو رو کے ہوا جسم فنا
یون نہ مرتا تو لب گور بھی خندان ہوتا

دل لگانے ہی کے ارمان تھے پہلے کیا کیا
اب یہ ارمان ہے کاش اور ہی ارمان ہوتا

رنج ہم بزمی اغیار رہے گو کاہش جان
رشک سے جان نہ دی غیر کا احسان ہوتا

ذائقہ ہے دہن زخم کا پھیکا پھیکا
کاش جلاد ہی کا لب نمک افشان ہوتا

ہوا ابد اطلبی سے مرا مرنا مشکل
جینا دشوار نہ ہوتا تو کچھ آسان ہوتا

دل کو اس تیرگی بخت مین جلنا ہی نہ تھا
اور جلا تھا تو چراغ رہ جانان ہوتا

بیٹھے ہین بزم تصور مین مرے سامنے وہ
یون ہی کٹ جاتی جو اسے عمر تو احسان ہوتا

حور کے وصل کا ہے وعدۂ فردا واعظ
مانتا گر کسی بدعہد کا پیمان ہوتا

دلبری کی جو ادائین ہین وہ ہین عام پسند
دل بھی ہوتا تو مین اسوقت پشیمان ہوتا

تم نہین غیر سہی غیر نہین مرگ سہی
مدعا یہ کہ کوئی جان کا خواہان ہوتا

سچ کہا تو نے ذرا تو ہی سمجھ اے ناصح
ایسی باتین مین نہ کرتا اگر انسان ہوتا

شکر ہے آگئی شام شب اقرار اجل
مین نہ مرتا تو وہ وعدہ سے پشیمان ہوتا

بخت برگشتہ کی سیرے اُسے منظور تھی نقل
بلہوس اور وہ یون آپ پہ قربان ہوتا

ہائے جیتا رہا دربان کے طعنے سنکر
سخت جان تھا تو مین سنگ در جانان ہوتا

ابتو نفرت یہ دوئی سے ہے کہ حسرت ہے یہی
دل بھی اک کاش نہ ہوتا فقط ارمان ہوتا

سحر وصل تھی انجام شب فرقت یار
زندہ رہتا تو مرا درد ہی درمان ہوتا

تو بھی تو دیکھ ذرا حسرت و حرمان کا ہجوم
تیرے بیمار کے مرنے کا ہے سامان ہوتا

حشر مین ٹھہرے گنہگار جو ہم خوب ہوا
ہائے کیا ہوتا جو وہ سر بہ گریبان ہوتا

رونے سے بزم تصور مین نہ گھٹتی مری عمر
شمع تصویر کے مانند جو گریان ہوتا

گرمی رشک نہین ورنہ جو آتے اغیار		حجر الاسود کعبہ شرر افشان ہوتا
۲۳	نالہ زندان کا بھی پابند نہین ای عاقل کوئی تو خانۂ زنجیر کا دربان ہوتا	۱۵

الٰہی شکر دن آیا قیامت آنے کا	کیا ہے غیر کے گھر اُس نے قصد جانے کا
ثمر کبھی نہین نخلِ مراد لانے کا	زمین شور پہ ہے نخل آشیانے کا
گھڑی گھڑی مین بدلنے لگی مری صورت	مین شعبدہ ہون مگر کوئی اِس زمانے کا
یہ تند باد ہوا و ہوس کا ہے اندھیر	کہ گل چراغ ہے بلبل کے آشیانے کا
کوئی سُنے نہ سُنے انکو وعظ سے ہے کام	مزہ تو مل گیا واعظ کو دل لگانے کا
رقیب وصل مین کہتا ہے بلہوس مین نہین	یہی تو وقت ہے نادان آزمانے کا
قدم قدم پہ ہے نقشِ قدم کے بدلے داغ	نکالا ہے عجب انداز دل مین آنے کا
ہنون بھی گرہمہ تن سر مین امتحان کیلیے	مثالِ اشک کبھی سر نہین اُٹھانے کا
یہ مدعا ہے کہ سینہ مین پھر سما نہ سکے	کہ ڈھنگ سیکھا ہی ظالم نے دل بڑھانے کا
وہ ایسے گل ہین کہ دشمن کے گھر بہار آئی	مین بلبل ایسا کہ ہون خار آشیانے کا
چھپا رہے ہین وہ زلفون مین رُخ کہ مٹجاؤن	بنایا ضعف نے سایہ جو آستانے کا
اگرچہ تارِ نگہ لاغری سے ہوجاؤن	مین انکی آنکھ مین پھر بھی نہین سمانے کا
سُنا ہے حشر مین دیدار ہوگا بے پردہ	قیامت آج ہے انداز منہ چھپانے کا
مریضِ ہجر ہون رہتا ہے کون بالین پر	سرک کے دو رہے تکیہ مرے سرہانے کا

۲۴	بُرا کہے کوئی نادان تو کیا حرج عاقل بُرا نہ مانو یہ دستور ہے زمانے کا	۱۱

خموشی مین وہ دہن انتخاب کیا ہوگا
مرے سوال کا عاقل جواب کیا ہوگا

نہین ہے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی
حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

وہ سامنے ہین مین چپ ہون پہ دل اچھلتا ہی
یہ جب ہے صبر تو پھر اضطراب کیا ہوگا

یہ پوچھیے وصل کوئی ہمنشین کہ کب ہوگا
امید ہی نہین پھر اضطراب کیا ہوگا

تڑپ تڑپ کے زمین کو زمین حشر بنا
تو اس سے ای دل خانہ خراب کیا ہوگا

جو غیر مد نظر ہین نقاب الٹ دیجیے
کہ شرم ہی نہین تم کو حجاب کیا ہوگا

یہ سن کی بات ہی اللہ رے تجاہل ناز
کوئی سوال کرین ہم جواب کیا ہوگا

بتون کے عشق سے توبہ کرین ہم ای واعظ
بتا اعادۂ عہد شباب کیا ہوگا

خبر سنی مرے مرنے کی تو وہ کہتے ہین
مری جدائی مین وہ محو خواب کیا ہوگا

ہوئی ہے شرم گنہ مانع جزا طلبی
نہین ثواب کے خواہان عذاب کیا ہوگا

۲۵

جو پوچھا جائیگا کل حال خبث عاقل
جناب شیخ مشیخت مآب کیا ہوگا

۱۶

رشک نے حشر کا میدان دیکھا
دل مین جب یار کا ارمان دیکھا

پائمالی کی بدولت ہم نے
دشت دیکھا تو گلستان دیکھا

ہم ہین حیرت زدۂ بزم وصال
تجھ کو دیکھا بھی تو حیران دیکھا

قتل کے بعد ترے خنجر کو
خون کے اشکون سے گریان دیکھا

حشر کی آگئی شامت اس نے
کیون سوے گور غریبان دیکھا

تو ہے آنکھون کی طراوت لیکن
اشک کی طرح گریزان دیکھا

کس طرح مرگیا بیمار ترا
موت کو لاش پہ گریان دیکھا

کیا پریشان کیا واعظ نے
آج میخانے مین شیطان دیکھا

شب کو زلف اسکی تھی بازو اپنے
آج کیا خواب پریشان دیکھا

ہائے بے جرم ہوا کیون مین قتل
تیغ کو سر بہ گریبان دیکھا

ہوئے ظاہر تو نہ ہم دیکھ سکے
ہوئے پنہان تو نہ پنہان دیکھا

خلد کی مدح بہت کرتے تھے
واعظا کوچۂ جانان دیکھا

بات کیا اُن سے تصور مین کرین
دل مین اغیار کو پنہان دیکھا

بے کسی دیکھ ترے ارمان نے
خانۂ دل کو بھی ویران دیکھا

کس کی زلفون کی شکایت ہوگی
صبحِ محشر کو پریشان دیکھا

٢٦	بعد مدت کے بنارس مین آج **میر عاقل کو غزلخوان دیکھا**	١٠

کچھ تیغ لگاتے تم کچھ زخم ہرا ہوتا
کچھ نون چھڑکتے تم کچھ درد سوا ہوتا

حورون کی ثنا واعظ اور مجھسے ہی خلوت مین
آجاتا جو وہ اس دم فرمائیے کیا ہوتا

مانو کہ نہ مانو تم مختار ہو اے رند و
لیکن کبھی واعظ کا دُکھڑا تو سنا ہوتا

اس خوف سے کیون اُٹھی رونا تھا تو رو دیتے
طوفان ہی عوض اپنے محفل سے اُٹھا ہوتا

مقبولیِ طاعت کا دھڑکا ہے عبث زاہد
اُس نقش کفِ پا پر سجدہ تو کیا ہوتا

یاد اُس شہِ خوبی کی آتی ہے مرے دلمین
تعظیم کو اس دم تو اے درد اُٹھا ہوتا

جنت ہی کی خواہش مین ہم جان کو دیدیتے
اُس کوے ستمگر مین گر دل نہ لگا ہوتا

دامان نظر جھٹکا ذرہ کیطرح چمکا
کاش اشک ہی بنکر مین آنکھون سے گرا ہوتا

ہوتا نہ مکدر گر اِس عالمِ خاکی سے
عینک کی طرح دل بھی آنکھون سے لگا ہوتا

وہ آتے ہی آتے کیون اس سمت کو یارب
گر حشر ہی ہونا تھا تو آج ہوا ہوتا

۲۰ قصہ شب فرقت کا کیون کہہ دیا عاقل
وہ سُنتے نہ سُنتے پر ہمنے تو کہا ہوتا

شب غم مین یون چپ ای دل ناشاد ہونا تھا
دہان زخم ہونا تھا لب فریاد ہونا تھا

نگاہ ناز سے ظالم بھلا مرتا ہی کب دشمن
کوئی تلوار کوئی خنجر فولاد ہونا تھا

نہ کیون ہم اپنے نالون سے جلین مانند قفس کے
ہماری خاک کو اس طرح سی برباد ہونا تھا

سر بالین مرے بعد شہادت آئین کیون رین
کوئی سفاک ہونا تھا کوئی جلاد ہونا تھا

ستم کس پر کرینگے اب یہ غم شاید ہوا ورنہ
انھین مثل عدو مرنے پہ میرے شاد ہونا تھا

ادھر غصہ کی نظرین بھی اور اُسپر مسکرانا بھی
ستم مین بھی کرم کچھ او ستم ایجاد ہونا تھا

۲۸ وہ گھر کرتے ہین دلمین غیر کے عاقل نہین اسدم
خدا بخشے اُسے وہ خانمان برباد ہونا تھا ۱۵

ناصیہ سا تری چوکھٹ پہ جو عاقل ہوگا
اس کی تقدیر کا لکھا خط باطل ہوگا

مین تو سمجھا تھا کہ عارض پہ ترے تل ہوگا
پر نظر سے یہ گمان ہی کہ مرا دل ہوگا

بزم اغیار مین کیون اس نے لہو تھوکا ہے
شیشۂ مے کو بھی شاید مرض سل ہوگا

حیرت جلوہ سے پتھر یہ بنا آئینہ
آئینہ کیا ترے چہرے کے مقابل ہوگا

سخت جانی کا بھی شکوہ ہوا گر زخم کے ساتھ
شکر احسان نمک ریزی قاتل ہوگا

مجھ سے جب بات وہ کرتا ہی نکلتا ہی دھوان
دہن غیر بھی شاید چہ بابل ہوگا

سرکشی تیری بچا لیگی تو ڈرتا کیون ہے
خون میرا تو ہی گردن پہ نہ قاتل ہوگا

کاہش و رنج والم ذلت و خواری خفت
آپ کی بزم مین ہم کو یہی حاصل ہوگا

وِن دہاڑے نہ تمھین غیر کے گھر جانا تھا
یہ نہ سمجھے کوئی اِس چال سے بسمل ہوگا

سخت جانی سے جو چھوٹون قتل اگر ہو جاؤن
سہل جو آپ کو ہوگا مجھے مشکل ہوگا

بوسہ دیجیے عاشق جو مچاتا ہے غل
ہند اک بات مین اسے جان لبِ سائل ہوگا

تم کو بھی حور کی گر شکل بنا دے خالق
دل وہ کمبخت ہے اُس وقت نہ مائل ہوگا

مین وہ محروم ہون بے پردہ جو تم آجاؤ
پر توِ عارضِ پر نور ہی حائل ہوگا

بیدلی کی ہے تمنا یہین ہمین زیست حرام
ہم جہان مین جو رہینگے تو نہ پھر دل ہوگا

۱۷	بزم انشا دُخنی مین ہی غزلخوان عاقل اسکو دل دیکے سنینگے سب اگر دل ہوگا	۲۵

قدر کم ہے تو کمال اور بھی زائل ہوگا
رفتہ رفتہ یہ غرض جو ہرِ قابل ہوگا

اشکِ خون کم ہین تو مقروض جگر دل ہوگا
خرچ آمد سے زیادہ ہو تو فاضل ہوگا

ایک ذرہ سا چمکتا ہے کسی کے در پر
دیکھنا دیکھنا شائد یہ مرا دل ہوگا

لاکھ ڈھونڈھین پہ وجودِ کمر انکا ہی محال
ہوگا تو مبطلِ وہمِ خطِ باطل ہوگا

اس نزاکت پہ وہ ہر سمت پڑے پھرتے ہین
یہ کسی کا اثرِ جذبۂ کامل ہوگا

رتبۂ فضل ملا ذلت و خواری سے ہمین
جو کسی مد مین نہ داخل ہو وہ فاضل ہوگا

بے دہن باتون سے تم فیض جو پہنچاتے ہو
لبِ جان بخش تمھارا لبِ ساحل ہوگا

لاغری کی ہی جا سہل پہ یہ مشکل ہے
دھیان مین آپ کے آنا مجھے مشکل ہوگا

خندۂ زخم پہ بے ساختہ ہنس دیتا ہے
یہ بھی اندازِ نمک ریزیِ قاتل ہوگا

نقدِ جان کا ہے سوال آپکے عاشق سے مدام
لبِ سوفار بھی شائد لبِ سائل ہوگا

ابتو دل دیکے پشیمان ہین پر اُف اللہ
ہم تمھین پھر نہ کبھی دین گے اگر دل ہوگا

رسل پہ صندل جو گھسا میرے لیے ناصح نے
یہ مگر چارہ گر دردِ سر رسل ہوگا

وہ بنارس مین طرب خیز صدائین ہر سمت
جگمگھٹا آج بتون کا لب ساحل ہوگا

لاش پر میری تجاہل سے وہ خود کہتے ہین
اس کو پہچانے گا وہی کہ جو قاتل ہوگا

کیا نہین جانتا العلم حجاب الاکبر
شیخ عالم جو سوا ہوگا تو جاہل ہوگا

دم نکلتا ہے یہ مرنا نہین بیمار ترا
زندگی ہے تو یون ہی خلد مین داخل ہوگا

٢٦	سو ہنر پر بھی نہین نقص مقدر مٹتا کیا کمال اس سے زیادہ تمہین عاقل ہوگا	٢١

آوارگان عشق رہین گے وطن مین کیا
ہم بوئے گل کیطرح سے ٹھہرین چمن مین کیا

ترچھی نظر ہے راہ مین کیا انجمن مین کیا
لے جائینگے دل آپ اسی بانکپن مین کیا

دشنام کے علاوہ مزہ ہے دہن مین کیا
کہیے تو اور بات ہی اُنکے دہن مین کیا

سینہ مین حسرتون کا ٹھکانا نہین رہا
ہم دلکو بھول آئے کسی انجمن مین کیا

اے شمع صبح تک ہے تری زندگی تمام
رو رو کے جمع کرتی ہے پونجی لگن مین کیا

ہے بار اتنا کیون تن لاغر پہ دیکھنا
تار نگاہ غیر ہے بند کفن مین کیا

ہر وقت کامیاب ہے بوسہ سے آپکے
پائی جگہ نہین نے تمھارے دہن مین کیا

آجائین راہ پر وہ شب تار ہجر مین ش
اتنی بھی روشنی نہین دل کی جلن مین کیا

پایا نگاہ ناز مین جب شوق دلبری
کھوئے گئے ہین غیر تری انجمن مین کیا

غربت مین یاس و حسرت و حرمان کا ہی ہجوم
آپہنچے آج دشت خیال وطن مین کیا

بستر پہ اب نہین ترا بیمار ناتوان
وہ دب گیا تڑپتے تڑپتے شکن مین کیا

ہر ٹانکے سے عیان ہی دل افگاری حیات
تار نفس کا بخیہ ہے میرے کفن مین کیا

ذکرِ شرابِ ناب پہ کیون تھوکنے لگے
پانی بھر آیا حضرتِ زاہد دہن مین کیا

شرما کے منہ پھرا نا لڑا کر نگاہ کو
ظالم یہ سیدھی سی ہے ادا بانکپن مین کیا

بوئے کدورت آنے لگی دودِ شمع سے
پروانہ جل کے راکھ ہوا انجمن مین کیا

غربت کے جنگلون ہی مین لگنے لگا ہے جی
وحشت کو بھول آئے مگر ہم وطن مین کیا

تعظیم کو امید جو بے ساختہ اُٹھی
آیا کسی غریب کا ذکر انجمن مین کیا

کہنے سے اُنکے عطر ملا ہے رقیب نے
یہ داغ لگ گیا ہے ہمارے کفن مین کیا

وہ بھی کوئی گھڑی ہو الٰہی کہ وصل مین
یان عرض مدعا ہو وہان ہر سخن مین کیا

اُنگلی نہ رکھ سکے کوئی دشمن کلام پر
گرمی نہ ہوگی اتنی بھی میرے سخن مین کیا

٢٧	اپنا وہی وطن ہے جہان اپنا دل لگے دِلّی کو یاد کرتے ہو عاقل دکن مین کیا	١٢

اُنسے ہم کرتے ہین گلہ دل کا
ہو چکا آج فیصلہ دل کا

تم سے بے درد پر یہ مرتا ہے
حوصلہ سا ہے حوصلہ دل کا

یون نکلتی ہے دل سے تیغ نگاہ
جس طرح نکلے حوصلہ دل کا

وہ چلے اُٹھ کے ہمنے آہین کین
جا رہا ہے یہ قافلہ دل کا

جان کا بھی چکائین گے قصہ
سطے تو ہولے معاملہ دل کا

شب فرقت ہے تم بھی آ جاؤ
دیکھنے کا ہے حوصلہ دل کا

بے طرح خارِ غم کھٹکتے ہین
پھوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

رہ گئی کھنچتے کھنچتے تیغ انکی
رہ گیا دل ہی مین حوصلہ دل کا

دلبری کم سنی مین کیا جانین
کس سے انکا معاملہ دل کا

امتحان ناوکِ نظر سے واہ
دل سے کیجے مقابلہ دل کا

دل مین وہ ہین بہ ذوقِ وحدت سے
رہ گیا پھر بھی فاصلہ دل کا

٢٨

دردِ دل اُن سے کہہ دیا عاقل
آج نکلا ہے حوصلہ دل کا

١٣

اگرچہ ہوش مین ناصح مین آ نہین سکتا
کسی کی یاد کو لیکن بُھلا نہین سکتا

مین خوش ہون وصل مین رحم اُنکو آ نہین سکتا
مفارقت کی مین صورت دکھا نہین سکتا

صفائی آپ کے چہرے کی کیا کرون لیکر
کہ وہ گھڑی بھی نظر مین جما نہین سکتا

گرا ہون اشک کی مانند سب کی آنکھون سے
کہ مجھ کو خاک سے کوئی اُٹھا نہین سکتا

تمھارا نام مرے سخت دل پہ کندہ ہے
یہ نقشِ سنگ ہے اسکو مٹا نہین سکتا

نہ مجھ مین کہنے کی حالت نہ تم مین سُننے کی تاب
مین تم کو دردِ دل اپنا سُنا نہین سکتا

کیا ذلیل اگر ضعف نے بڑھا رُتبہ
عدو کی آنکھ مین اب مین سما نہین سکتا

تمھارے عشق نے بیکار کر دیا مجھکو
کسی حسین سے اب دل لگا نہین سکتا

غمِ فراق نے یہ ناتوان کیا مجھکو
کہ آپ مین شبِ وصلت مین آ نہین سکتا

مصوری مین ہی کامل اگرچہ مانی بھی
مگر یہ چال یہ بانکپن بنا نہین سکتا

تمھارے چہرہ پر نور کے تصور سے
مین دل کا بھید کسی سے چھپا نہین سکتا

تمھین نہ یاد کرون مین کبھی مگر دل سے
یہ بھولنے کی ادائین بُھلا نہین سکتا

٢٩

یہ ناتوان ہوا ہون مین اب تو ای عاقل
کبھی رقیب کے دھوکے مین آ نہین سکتا

٤

ستائین کسکو رُلائین کسکو کبھی تو یہ بھی خیال ہوگا
ہمارے مرنیکا اے ستمگر تجھے بھی کچھ تو ملال ہوگا

ہی نبض ساقط غشی ہی طاری ہر اک نفس ہی نفس شماری   بہی ہی کوشش اگر ہماری تو ہجر ہی مین وصال ہوگا
کہان تلک چُپ رہینگے ہم بھی کہان تلک غم سہینگے ہم بھی   جب آخرش کچھ کہین گے ہم بھی تو آپکو بھی ملال ہوگا

بھلا یہ وقتِ ملال کیا ہی چلے چلو اب خیال کیا ہے
تمہارے عاقل مین حال کیا ہی یقین ہی انتقال ہوگا

۳۰ ردیف بای موحده ۲۶

اصرارِ اقربا کا یہی ہے مگر جواب   دیدے دوا کے بدلے تو ائی چارہ گر جواب
قاصد کو زندہ بھیجا۔ دیا مختصر جواب   لکھا کہ تیرے نامہ کا ہے نامہ بر جواب
یہان شوق صبر سوز وہان شوخیون مین شرم   بسمل ادھر سوال لبون پر اُدھر جواب
کیون چُپ ہو۔ خود وہ پوچھتے ہین بزمِ غیر مین   پھر یہ ستم زبان کٹے۔ دون اگر جواب
مدت کے بعد بابِ اجابت ہوا ہے وا   یعنے دعا کو دینے لگا اب اثر جواب
ہی نازِ سرو قامت وسیب ذقن پہ کیون   اس کا شجر جواب ہی اُس کا ثمر جواب
پڑھکر یہ غصہ آیا کہ وصلِ عدو کی شب   لکھا کئے وہ خط کا مرے تا سحر جواب
جب پوچھتا ہون راہِ عدم کتنی دور ہے   سو سو ادا سے دیتی ہے اُنکی کمر جواب
چُپ ہو گیا ہے اُن کے زبانی سوال پر   دینے لگی طلاقتِ پیغامبر جواب
معدومیٔ دہن پہ ہوئی بحث ہنس دیئے   واللہ خوب لائے ہو تم ڈھونڈھکر جواب
مین شکلِ پشتِ آئینہ تم شکلِ آئینہ   میرا اِدھر جواب تمہارا اُدھر جواب
ای لالہ داغ کیا کوئی پُر دردِ دل دکھا   کیا میرے دردِ دل کا ہی داغِ جگر جواب
کیا بات حُسن کی کہ ہے بے غیرتی کرم ہو   غیرون کو دیتے ہین وہ سرِ رہگزر جواب

اُس کے دہن کا ذکر تھا غنچے جو سٹپٹا گئے
سچ ہے کہ یون ہی دیتے ہین مُنھ پھوڑ کر جواب

مطلب یہ ہے کہ کوئی نہ پورا ہو ولولہ
دیتا ہے مجھکو بات مری کاٹ کر جواب

شرمِ کرم کریم کو رہتی ہے بالضرور
پنہان ہے ہر سوال کے پردہ مین ہر جواب

کیونکر تمھارے مُنھ ہین جگہ اسنے پائی تھی
سیری تو زندگی سے بھی تھا تلخ تر جواب

ق

آیا پیامِ مرگ یہ سُن قصہ ہم نشین
خط دیکے اُنسے کہنے لگا نامہ بر جواب؟

قربان مین کس ادا سے وہ کہنے لگا کہ ہان
لکھون گا حرف حرف کا خط دیکھکر جواب

پھر خط پڑھا تمام اُٹھایا قلم لکھا
ہے داستان طویل سنو مختصر جواب

یہ سچ کہ جان بہ لب ہو ہمارے فراق مین
لیکن تم اِس سوال کا دو کارگر جواب

دشمن تمھارے ہمسے یہ کہتے ہین آن کر
ہے صدمۂ فراق کا دشوار تر جواب

جیتا نہین ہے عاشقِ دلخستہ ہجر مین
دیتے ہین نبض دیکھتے ہی چارہ گر جواب

حیرت یہ ہے کہ جیتا ہے کسطرح اب تلک
کیا دیگا اس کا **عاقل** خستہ جگر جواب

ہم یہان اِسی سوال کی شرمندگی مین ہین
اب تک دیا نہ زیست نے تمکو مگر جواب

٣١

عاقل اِسی غزل کو مکرر سُنائین ہم
مطلوب اِس غزل کا تضمین ہو اگر جواب

١٩

پھر ساقی مین کٹین دل سیکڑون پیکرِ شراب
موج سے رکھتی ہی شیشہ مین مگر خنجر شراب

سیکڑون کٹ جائین دل دیکھے جو وہ پیکرِ شراب
ہی مگر تیغِ نگاہِ یار کا جوہر شراب

مینکشون کی قبر پر شاید صبا لے جائے تو
کچھ چھڑک دو مُغبچو مینا لے کے باہر شراب

ساقیا تجھکو بھی ہی شاید پری خوانی مین دخل
کس مزے سے بندکی ہی شیشہ کے اندر شراب

آتشِ شوقِ شراب اتنی ہی سارے جسم مین
گھُل کے ہوجائیگا میرے ہاتھ مین ساغر شراب

وہ نہین میکش جسے تمیز خیر و شر نہین — لا کہین سے ساقیا میرے لئے بے غش شراب
ذبح ہو کر نشۂ الفت کو افزائش ہوئی — ہو گئی میرے لیے آبِ دمِ خنجر شراب

۳۲	نشہ مین مثلِ صبا آوارہ ہم **عاقل** ہوئے گردشین دیتی ہے ہمکو آسمان بنکر شراب	۱۱

کھینچ اب تو صورتِ حیرت فزائے عندلیب — ائی مصور رنگِ گل ہو خون بہائے عندلیب
ہائے کس حسرت سی ہی کھولے ہوئی آغوشِ گل — کاش عاشق گل کا مین ہوتا بجائے عندلیب
جا رہا ہے نکہتِ گل کا چمن سے قافلہ — یہ سہے آواز درا یا نالہائے عندلیب
کس طرح مین چپ رہون جاتے ہین جب وہ باغ مین — کہتے ہین سنتے ہو تم بھی نالہائے عندلیب
سیکھین گے طرز جفائے گل کہ وہ صیاد سے — غور سے کچھ سن رہے ہین ماجرائے عندلیب
گل کی خاموشی یہ کہتی ہے زبانِ حال سے — سوز بانین پائی ہین بہرِ ثنائے عندلیب
خوش بیانی سے اسیرِ الفتِ احباب ہون — بن گئی موجِ سخن زنجیر پائے عندلیب
حسن خود بن جاتا ہے خضرِ طریقت عشق کا — بوئے گل ہی فصلِ گل مین رہنمائے عندلیب
دل جلا کر دیکھ لے معشوق کو جلتے ہوے — روغنِ گل کا اگر کاجل لگائے عندلیب
بادِ صرصر ہے اثر مین تو سمجھکر آہ کر — اس ہوا مین موسمِ گل اڑ نہ جائی عندلیب
بوئے گل بھی ناتوانی کی جو یکرنگی سے ہو — ہے وہ بدقسمت نہ جامہ مین سمائی عندلیب

۳۳	ہی غزلخوان آج **عاقل** ہمصفیرو نمین ہی شور آرہی ہے کسطرف سے یہ صدائے عندلیب	۱۶

ہم بغل ہو گا مرے داغِ جگر سے آفتاب — حشر مین اونچا سوا نیزے ہی سر سے آفتاب
عکس اپنا دل مین گھائل کے نہ سمجھو تم وہ ہو — جھانکتا ہے روزنِ زخمِ جگر سے آفتاب

آج دیکھا غور سے مین نے تمہاری حُسن کو
ہے بہت کم ذرّہ گردِ نظر سے آفتاب

صبح فرقت کی پریشانی جنون انگیز ہے
فصد کھولے اب شعاعی نیشتر سے آفتاب

حیف اَی آہ سحرگاہی پہنچ جاتا ہی وہان
تجھسے پہلے نامہ بر اور نامہ بر سے آفتاب

چاک سینہ سی عیان یون ہی جنون مین داغ دل
جس طرح نکلے گریبان سحر سے آفتاب

کس کی جلوہ گاہ کا اسکو ملا ہے اہتمام
باندھے ہے پٹکا زری کا اب کمر سے آفتاب

اس کو بھی میری طرح شاید مرض ہے عشق کا
کانپتا ہے حضرتِ عیسیٰ کے ڈر سے آفتاب

تم نے جس دل کو جلایا تھا بہا اشکون مین وہ
آج نکلا ہے ہماری چشم تر سے آفتاب

اس طرح عارض وہ روشن ہی سوا خورشید سے
جس طرح روشن سوا ردیٔ بشر سے آفتاب

مجھ سیہ قسمت سے تم نے آج ہنسکر بات کی
یا یہ نکلا چشمۂ آبِ گہر سے آفتاب

یادِ رُخ مین اپنے دلوانے کی وحشت کو تو دیکھ
دیکھتا ہے چاکِ دامانِ نظر سے آفتاب

ہی تصور رُخ کا نخلِ آرزو کی آڑ مین
صبحدم جیسے نمایان ہو شجر سے آفتاب

معتقد پیرِ مغان کے مُغبچے کیونکر نہ ہون
وہ بنا لیتا ہے اے زاہد ثمر سے آفتاب

گر دھنی کے نورِ دل افروز کا پوچھو نہ حُسن
بنکے زنجیرِ طلا لپٹا کمر سے آفتاب

۳۴	مادّہ کی قابلیت آہ عاقل مین ہی شرط دود سے بنتا ہے بادل اور شرر سی آفتاب	۱۹

جب وہ چلے گئے تو لبون پر فغان ہے اب
قسمت کی طرح بھرنی دہن مین زبان ہے اب

دم توڑنے کی بھی نہین تاب و توان ہے اب
ہم کو تو زندگی کا تصور گران ہے اب

جب ٹھان لی کہ جینے مین اپنا زیان ہے اب
نا آزمودہ کار سرِ امتحان ہے اب

شوخی کی تاب لا نہ سکا غیر وصل مین
جو اضطراب ہمکو یہان تھا وہان ہے اب

ہردم جو آئے آنِ دگر سے وہ روبرو
میری نظر بھی دل کی طرح بدگمان ہے اب

لو بے خودی رشک مین سب حال کہہ دیا
سب سے سوا رقیب مرا رازدان ہے اب

کیا جانے تیرے جلوہ نے کیا کیا دکھا دیا
واعظ کی بھی زبان پہ چنین اور چنان ہے اب

جو کچھ کہ زندگی کا اثاثہ تھا بہہ چلا
اشکون کے ساتھ عمر بھی اپنی روان ہے اب

ہر وقت دل کو رنگ پریدہ کا ہے خیال
چہرہ سے جو عیان تھا وہ دل مین نہان ہے اب

ارمان کے ساتھ وصل مین نکلا نہ اپنا دم
یہ سانس ہے کہ گردِ پسِ کاروان ہے اب

انجام یاس اے دل مضطر قرار ہے
امید صبر کچھ نہین پھر کیون تپان ہے اب

اللہ رے شوق ملنے کا اک حیلہ چاہیے
بیمار ہے رقیب تو وہ شادمان ہے اب

وحشت مین ہم نے گرد کا جامہ پہن لیا
سو آنسوؤن کے ہاتھ سے ثابت کہان ہے اب

ہردم ہے ذکر خانہ بدوشی ہر ایک سے
صیاد کی زبان پہ مرا آشیان ہے اب

خوگر کیا ہے ظلم کا تو ظلم ہے کرم
اے ظلم دوست ظلم کرم مین نہان ہے اب

تیرے تلونون سے دلون کا غبار بھی
مثل غبار شیشۂ ساعت روان ہے اب

اُنکے ستم مین روز نزاکت نکلتی ہے
مجھ ناتوان کا تار نظر بھی گران ہے اب

تکلیف ہے بلند خیالی سے شعر مین
جس کو زمین سمجھے تھے وہ آسمان ہے اب

عاقل یہ بیڈھڑک سرِ رہ بے حجابیان
ہین ہین یہ کیا۔ جناب کا تقوی کہان ہے اب

۳۵	**ردیف بای فارسی**	۸

کہتے ہین ترے روشنئ رُخ کو گرمی دھوپ
اے مہرلقا تم نے نئی دل سے گھڑی دھوپ

اُس مہر کے نور رخ روشن سے لڑی دھوپ
کیا آتش غیرت سے جہنم مین پڑی دھوپ

پھیلے جو زمانہ مین مری گرمیٔ وحشت
ہو جائے سٹ کر مری بیڑی کی کڑی دھوپ

گرمی کہین اغیار کے دل کی تو نہین یہ
ہے سیری طرح آپ کے در پر جو پڑی دھوپ

نظارۂ مہر رخ روشن کے ہین بھوکے
کھا لیتے ہین عاشق ترے دو چار گھڑی دھوپ

ہو روزن خانہ سے جو دود جگر اپنا
ہو تیرے لب بام پہ مستی کی دمڑی دھوپ

چشمک ہی مرے حال پہ اُٹھ اُٹھ کے جو برقع
اُس مہر کے گھر مین ہی گھڑی چھاؤن گھڑی دھوپ

غافل نہین اگر تو ہرن ہوتا ہی کالا
ایسی ہی مرے وادی وحشت کی کڑی دھوپ

ردیف تای فوقانی

۳۶ ۱۴

کاہش غم کر مدد ہے عزم سیر کوئے دوست
اک نئی صورت بنا کر روز جاؤن سوئے دوست

شب کو اُلجھاؤ رہے کیا کیا خیال یار مین
دل کی اک اک موج تھی گیسوے عنبر بوئے دوست

یا دصرصر لے اُڑے اُس کو بنا کر گرد باد
خاک ہو کر مین جو بن جاؤن غبار کوئے دوست

دل جلا گر کج ادائی سے تو اُٹھا لطف دید
شعلۂ رخسارۂ حور جنان ہی خوئے دوست

خاک مین اُسکو ملائے گنج قارون کی طرح
دشمنون کے نقد دل پر گر چلے قابوئے دوست

ہر ستم مین بھی لگاوٹ مجھسے غافل تو نہین
سچ اگر پوچھو بھلا تو کیا بری ہے خوئے دوست

میرا دل لینے مین یون دلجوئی کرتا ہے وہ شوخ
دوست ہو جیسے بری احوال مین دلجوئے دوست

یاد ہے یہان سرد مہری کی دل ناشاد کو
گرم ہوگا صحبت دشمن سے زانو پہلوئے دوست

اُس کو کھولین بل جبین یار کا ہم جان کر
غیر کی کج طینتی ہو گر خم ابروئے دوست

کس کا شوق قتل اس دھڑکے مین مرتا ہون یہان — بار خنجر سے نہ دکھ جائے کہین بازوی دوست

حسرتین کہتی ہین اپنے سر پہ رکھ لے توا سے — جست وجو مین جو قدم اٹھتا ہی سوی کوی دوست

تنگ گزرتا ہے تری بدگوئیون سے واعظا — دیکھتا ہی کس نظر سے تو رخ نیکوی دوست

مین نہ واعظ کی سنون اور وہ نہ کچھ میری سنے — ملتی جاتی ہی مری عادت سی کچھ کچھ خوی دوست

۳۷	عاقل اٹھ جائے جہانسے خود پرستی کا رواج گر کھلے برقع سے مرآت رخ نیکوی دوست	۱۱

اس سے کس طرح کہون ہائے ملاقات کی بات — کہ وہ آتا ہی مرے دھیان مین بھی بات کی بات

رنگ بوسہ کا بھی کچھ گالیون مین لازم ہے — کہ نہ بگڑے دہن معجزہ آیات کی بات

ایک ہی بات مین جی جاؤن سنا دو صاحب — کہ یہ اعجاز کا اعجاز ہی اور بات کی بات

زخمون کو ہاتھ لگاتا نہین کوئی جراح — بن پڑی ہے تری تیغ ستم آیات کی بات

ہمنے دشمن سے کچھ اس طرح صفائی چاہی — کہ نہ ٹھہری کوئی آپس مین ملاقات کی بات

سچ کہا آپنے ای حضرت واعظ یہ سب — ق — کہ دہن سے بھی جو نکلے تو مناجات کی بات

یہ بھی مانا کہ اگر یہان نہ سنور جائینگے — وان بگڑ جائے گی رندان خرابات کی بات

شور و شر دیکھتے ہین آپ مگر ای حضرت — میکدہ مین نہ کہو زجر و مکافات کی بات

اپنی قلقل ہی مین ہے مست صراحی تک بھی — کون سنتا ہے یہان قبلۂ حاجات کی بات

ہان اگر آپ بھی کچھ تھوڑی سی پی لین مئی ناب — پھر سمجھ جائین گے سب رند خرابات کی بات

۳۸	ہنس کے سر اپنا جھکا لیتے ہین وہ ای عاقل جب مین کہتا ہون تمھین یاد بھی ہی رات کی بات	۴

ہر نالہ پہ یان ڈر کہ نہ آجائے قیامت — وہان غیر کا گھر اور وہ قدم ہائے قیامت

اے دستِ جنون بس کہ نہ آجائے قیامت	سینہ ہے مرا دامنِ صحرائے قیامت
نالے ہین مرے ہمرہِ صوتِ قدمِ ناز	اک اور قیامت ہوئی ہمپائے قیامت
کیا وعدۂ فردا نے مرے دم پہ بنا دی	ہر سانس سے پیدا ہے تقاضائے قیامت

۳۹	**ردیف ثای مثلثہ**	۱۱

کہہ تو اے ماہ لقا کیا باعث	یہان اندھیر رہا کیا باعث
کیا یہ تھا طبعِ اجابت پہ گران	نہ اُٹھا دستِ دعا کیا باعث
سرد مہری سے تری اے بے مہر	جل کے دل خاک ہوا کیا باعث
شبِ غم آہ نہ تھی آتش بار	پھر گئی آکے قضا کیا باعث
پا کے اُس زلف پہ قبضہ مین بنا	مالکِ ملکِ خطا کیا باعث
دیکھکر تیرے مریضِ غم کو	روئی تاثیرِ دعا کیا باعث
آتے ہی مایۂ راحت تیرے	درد دل مین نہ رہا کیا باعث
زلف نے کان مین کیا پھونکدیا	حال اِسکا نہ کھلا کیا باعث
یہ بھی تھی کیا کسی معشوق کا راز	مُنہ سے نکلی نہ دعا کیا باعث
کیا تری زلف کی یہ خوشبو ہے	کیون پریشان ہے صبا کیا باعث

جو کہ پھرتا ہے نظر مین عاقل
وہ ہے پردہ مین چھپا کیا باعث

۴۰	**ردیف جیم معجمہ**	۱۱

شمع کے شعلہ پہ کیون جاتا ہی بے تابانہ آج
گل کھلائیگی نیا کچھ سوزشِ پروانہ آج

کیا پڑا بازنگاہِ دیدۂ پیمانہ آج
کیون خرامِ ناز ہے ای دختِ رز مستانہ آج

امتحان صبر و تحمل کا مرے منظور ہے
سامنے میرے جو وہ آتے ہین بیباکانہ آج

ہر طرف سے ہے ہجومِ حسرت و یاس و الم
کیا عجب آباد ہو جائے مرا ویرانہ آج

تابِ زلفِ پُر شکن سے ہے آئینہ مین جلوہ گر
رنگ لائین گی مری بیتابیان کیا کیا نہ آج

مردمانِ چشم لیتے اُس کا بوسہ بزم مین
آنکھ ہوتی گر ہماری دیدۂ پیمانہ آج

وصل مین بیتاب ہون آنسو بدشگونی جانکر
گریۂ شادی ہوا ہے گریۂ پیمانہ آج

کوچۂ گیسو مین رہتا ہے تصور سے ترے
سایۂ بالِ پری مین ہے دلِ دیوانہ آج

ساقیا ہان گردشِ چشمِ فسون سی کام لے
چشمِ ساغر کی طرح پھرنے لگے میخانہ آج

دیکھکر مجکو خدا کی شان آتی ہے نظر
دیدۂ اہلِ نظر ہے دیدۂ پیمانہ آج

۴۱

عاقل اپنی بات کا دیتا نہین کوئی جواب
شہرِ خاموشان کا عالم رکھتا ہی بتخانہ آج

۱۱

پھر جائے گی تقدیر ہماری بھی مگر آج
پھرتی ہے زمانہ کی ترے ساتھ نظر آج

بے دید کیا تم کو مری سختیٔ جان نے
منہ موڑتی ہے وقت پہ شمشیرِ نظر آج

کب منزلِ دیدار پہ پہنچین گے الہی
تھکتے ہوے آتے ہین نظر پای نظر آج

شیرین سخنی سے گمسِ تمال کی مانند
جم جائے گی ہونٹون پہ ترے میری نظر آج

کیون آئینہ پر پیار کی پڑتی ہین نگاہین
ہو جائے نہ ای جان کہین تمکو نظر آج

کس شان سے آئی ہے مرے دل مین تری یاد
تعظیم کو اُٹھنے جو لگا دردِ جگر آج

تم نے کسی دیوانہ سے کیا آنکھ لڑائی
زلفون کی طرح سے جو پریشان ہی نظر آج

دل ہی کے بچانے کی ہمین فکر تھی کل تک
پیوست جگر مین بھی ہوا تیر نظر آج

یارب یہ چلی کیسی ہوا بزم مین اُن کی
رُخ کرتے ہین غیرون کی طرف تیر نظر آج

کیا بازوے قاتل کو نزاکت نے نہ چھوڑا
کچھ دل پہ اُچٹتی سی پڑی تیغِ نظر آج

بے پردہ وہ آتے ہین جنازہ پہ ہمارے
فردائے قیامت کا مگر رُخ ہے ادھر آج

۴۲	ردیف حائے حُطّی	۱۷

گھڑی گھڑی مین بدلتی ہے فتنہ گر کی طرح
ملی نہ شام کی ترکیب مین سحر کی طرح

نہ بدلی جالی مین بُرقع کی اُس نظر کی طرح
کہ جنتری مین وہ کھنچتی ہے تارِ زر کی طرح

وہ گوشِ مردمکِ چشم کو ہوا زینت
جو اشک خشک ہوا آنکھ مین گہر کی طرح

پیام بر نہ میسر ہوا تو آخرِ کار
مرے حواس اُڑے مرغ نامہ بر کی طرح

دل و دماغ و جگر اور سینہ پہ ہین داغ
یہ چار چاند لگے ہین مجھے سپر کی طرح

مجھے فروغ ہے وحشت سے مہر کی مانند
ازل سے چاک گریبان ہون مین سحر کی طرح

یہی ہے ضعف تو ہوجائے گی ہین نفرت
ہمارا دل بھی پھریگا ہمارے سر کی طرح

یقین ہے رنج مین بھی لُطف تمسے پائینگے ہم
کہ بل تمہاری طبیعت مین ہے کمر کی طرح

ہوئی پیام بری تیرے خوف سے عنقا
کہ نامہ بر بھی ہوا گم تری خبر کی طرح

قفس کو دور چمن سے رکھا ہے کیون صیاد
امید کو تو نہ کر قطع میرے پر کی طرح

فلک جو سنگ دلون سی مجھے جدا کردے
جلاؤن پنبۂ مہتاب کو شرر کی طرح

نہ دیکھتے کبھی تم عیب ہمنشینون کے
تمھاری آنکھ مین رہتے جو ہم نظر کی طرح

کبھی نہ ہاتھ اُٹھاؤن گا اُس شکر لب سے
جو پور پور جدا ہوگی نیشکر کی طرح

یہی ہے لال زبان سوز عشق مین ورنہ	زبان شمع پہ پروانہ ہے جبر کی طرح
مجھے تو قرب مین بھی دید کی رہی حسرت	کہ مجھکو آنکھون مین رکھتے ہو تم نظر کی طرح
یقین ہے حیرت دیدار پاسبان بن جائے	کُھلی ہے آنکھ تمھاری تمھارے در کی طرح

۴۳	رہین نہ کیونکہ پریشان خیال مین عاقل ہم اُلجھے رہتے ہین مجنون کے موئے سر کیطرح	۵

دنیا کی ہے جوان سے کچھ اور ہی طرح	اور ہے پیر آسمان سے کچھ اور ہی طرح
قاصد کا عہد تھا کہ کہونگا مین حرف حرف	نکلا وہان زبان سے کچھ اور ہی طرح
کچھ عشق و عاشقی کی سی بو پائی جاتی ہے	ہے ربط جسم و جان سے کچھ اور ہی طرح
واعظ وہ بت سہی پہ ذرا چل کے دیکھ تو	پیدا ہے اُنکی شان سے کچھ اور ہی طرح

عاقل زمین شعر مین پستی سے ہی نفور
لائی ہے آسمان سے کچھ اور ہی طرح

۴۴	ردیف دال مہملہ	۸

نہ رہا نالہ و شیون کا مزا میرے بعد	شور رونے کا زمانہ سے اُٹھا میرے بعد
دل صد چاک کا شانہ نہ رہا میرے بعد	کیا پریشان ہوئی زلف دوتا میرے بعد
مشغلہ اُن کا وہی ہے نہ رہا مین نہ سہی	ظلم کی جان پہ ہوتی ہے جفا میرے بعد
مر کے بھی بزم سے اُن کی نہ تعلق چھوٹا	نہ رہا مین تو مرا ذکر رہا میرے بعد
کثرت گریہ سے میرے یہ ہوئی گریہ کی قدر	اشک آنکھون سے کسی کی نہ گرا میرے بعد
جو گزرنی تھی وہ مجھ پہ ہی گزر جانی تھی	در خور جور ہوے اہل وفا میرے بعد

اب اُٹھے یا نہ اُٹھے بزمِ عدو سے مجھے کیا	فائدہ - گر ہوئے سو حشر بپا میرے بعد

۴۵	کہو نواب سے **عاقل** کہ رہوں میں بھی یاد بزم میں ہو جو کوئی مدح سرا میرے بعد	۱۰

عدو کے اشک بہے سُنکے میری جان فریاد	نکلکے مُنہ سے مرے بن گئی دھوان فریاد
وفورِ ضعف میں سیکھی ہے طرز معشوقان	ہزار ناز سے آتی ہے تا زبان فریاد
اگرچہ خاک ہوں پر آہ ہے فلک افگن	زمین کے ہاتھ سے کرتا ہی آسمان فریاد
سنبھال لیتی ہے دریائے یاس میں اُسکو	ہماری کشتیٔ دل کی ہے بادبان فریاد
زمیں کو خاک کیا آسمان کو چکرایا	ہمیں سناتی ہے محشر کی داستان فریاد
نکل کے مُنہ سے نہ تا گوش دادرس پُہنچی	بنی ہے ضعف سے اُن کی مزاج دان فریاد
نگاہ دادطلب ہر طرف کو جاتی ہے	ہوئی ہے چشم کو منظور بے زبان فریاد
وہ خشک مغز ہوں گر مُنہ لگاؤ گے مجھکو	کرینگے نَے کی طرح میری استخوان فریاد
نہیں یہ رعد کی آواز ابر سے پیدا	تمھارے ظلم سے کرتا ہی آسمان فریاد

۴۶	ٹپک رہی ہے نگاہوں سے حسرت اے **عاقل** ہماری آنکھ کے پردہ میں ہی نہان فریاد	۸

اُڑا دے نام سے گر صاد صیاد	تو بن جائے ہماری یاد صیاد
مرے ہمراہ ہے تو بھی قفس میں	مرے دل میں ہے تیری یاد صیاد
مری فریاد عیبِ شاعری ہے	مگر لب پہ ہے صیاد صیاد
رہے گا ضعف کا گر زور یوں ہی	بنے گی یہ مری فریاد صیاد
بنایا اُس نے نقشِ دام کو گل	ہوا میرے لیے بہزاد صیاد

سے ملے دل تجھ سے آزادی مین کیونکر
بناۓ گا ترا گھر کاغذی برج

ذرا لکھ کلمۂ آزاد صیاد
ہمارا دودۂ فریاد صیاد

۴۷	بڑی وسعت قفس کو ضعف نے دی اسیری مین ہون مین آزاد صیاد	۹

جان میری جسم مین ہے کہان جان کی جا ہی درد
مین درد سے جدا ہون نہ مجھ سے جدا ہی درد
ہمدم نہ ہو کوئی تو بھلا کیا برا ہے درد
بیٹھا نہ ہو وہ پہلوۓ اغیار مین کہین
کیونکر نہ مین عزیز رکھون جان کی طرح
یارب اس اضطراب کا مین کیا کرون علاج
اللہ ری شوخی نزع کی حالت تماشا تھی
آواز رعد ابر سے پیدا ہے بار بار

سچ پوچھیے تو جینے کا اب آسرا ہے درد
خالق نے میرے واسطے پیدا کیا ہے درد
ہمدرد اب یہی ہے برا یا بھلا ہے درد
اس وقت بے جگہ مرے دل مین اٹھا ہے درد
ہمدرد ایک برسون مین مجھکو ملا ہے درد
جب سے وہ آئے ہین مری دل مین ہوا ہے درد
ہین مرگیا تو کہتے ہین کم ہوگیا ہے درد
ہمدرد اسکے دل مین مری طرح کیا ہے درد

۴۸	ہان ای مسیح عاقل خستہ کی لے خبر کہتے ہین اسکا شام سے کچھ بڑھ گیا ہی درد	۱۴

نہ سن قریب سے آہ شرر فشان صیاد
وہ صید ظلم فلک ہون کہ فرط دہشت سے
نہ پوچھ تو نفس گرم کا اثر میرے
تجھی سے تیری جفاؤن کا ذکر ہو کیونکر
ہر ایک داغ جگر رشک ہے گل تر کا

کہ رنگ رخ ترا ہو جاۓ گا دھوان صیاد
قفس کی چھت کو سمجھتا ہون آسمان صیاد
عجب نہین کہ ہو غنچہ ترا دہان صیاد
ہمارا حال نہین قابل بیان صیاد
بنایا ہم نے قفس ہی مین بوستان صیاد

وہ عندلیب ہون گر تو مزاج کچھ بدلے / بناؤن نخلِ تلون پہ آشیان صیاد

پھنسی نہ دام مین صیاد کے فقط بلبل / ہر گل کیواسطے بھی دستِ باغبان صیاد

قفس مین پھرتا ہون گھبرا کے اسطرح ہر سمت / کہ جیسے نزع مین آنکھون کی پتلیان صیاد

کہ ابتدا ہی مین کچھ انسداد آہون کا / قفس کی ٹوٹین نہ آخر کو تیلیان صیاد

نہ ظالمون کو ملے چین ظلم کرنے سے / خراب پھرتا ہے دیکھو کہان کہان صیاد

ملے گا نشہ سے لطفِ نظارۂ گل بھی / قفس مین پھول کی رکھ دے پیالیان صیاد

چمن کی طرح کرون چہچہے قفس مین اگر / غضب یہ ہے کہ ہو اُسپر بھی بدگمان صیاد

الٰہی دیکھیے کس کا شکار ہوتا ہون / کہ ایک صید ہون مین اور اک جہان صیاد

گیا جو سیرِ جنان کو بہرا نہ وہ عاقل / مگر ہے راہ مین بیٹھا کہین نہان صیاد

۴۹ ردیف رای مہملہ ۱۲

مٹاؤن گا نزاکت اُسکی اک دن ناتوان بنکر / دماغِ یار تک پہنچون گا بوے بوستان بنکر

زمین سے آبلے تلوون مین ہین کیا چرخ کا شکوہ / مجھے رکھتے ہین گردش مین ہمیشہ آسمان بنکر

یہی شعلہ مزاجی ہے تو آے گی خزان رخ پر / کہ رنگت پان کی اُڑجائیگی اک دن دھوان بنکر

مرے چہرہ کی زردی پہ جو ہنستا ہے تو مرکر بھی / ہنساؤن گا تجھے ظالم مین شاخِ زعفران بنکر

بگڑ جائیگی صورت اک پری تم سی دکھادے گا / نہ جاؤ آئینہ کے سامنے اے جان جان بنکر

یہی ہے بخت کی گردش تو اک دن عشق کا اپنے / بدل تجھکو بھی دون گا اے ستمگر آسمان بنکر

تری چشم فسونگر گر دکھائے سنگدل جادو / اُٹھاؤن لطف پابوسی کا سنگ آستان بنکر

تم اپنی شرم بیجا سے بنے بے شرم لو صاحب / خبر جوبن کی لیجے شرم نکلی چھاتیان بنکر

مری قسمت مین بیداری بھی لکھی ہی اگر یارب / تو جاگون وصل مین اُسکے نصیب دشمنان بنکر

تم اپنی شعلہ خوئی سے جلاؤ ۔ پر سمجھ رکھو / چراغ بزم کا محفل مین پہنچونگا دھوان بنکر

خموشی خوب ہی عاقل کہ ہین استاد بھی صابر / زباندانی کا دعوی کیجیے پر بے زبان بنکر

۵۰ جنھین کل بے وقوفی سے نہ تھی تمیز کچھ عاقل
وہ بیٹھے آج محفل مین ہمارے قدردان بنکر ۱۴

ہم دیکھ لیتے اُسکو کچھ بے حجاب بنکر / ضعف نظر ہوا ہی پردہ نقاب بنکر

آیا دل برشتہ جس دم کباب بنکر / آنکھون مین خون اُترا میری شراب بنکر

بوسونکے ساتھ گنتی بوسونکی وصل مین ہے / آئے زبان پہ اُنکی بوسے حساب بنکر

لکھا نہ خط جو لکھا ۔ لکھا کہ خط نہ بھیجو / برگشتگی قسمت آئی جواب بنکر

طوفان نوح نے جب دنیا مین جان پائی / میرے بدن مین آیا چشم پرآب بنکر

شکلین بدل رہا ہے پیغام مرگ اپنا / تلوار پر تمھاری آیا وہ آب بنکر

منظور زینتین تھین قاتل کی ذبح تک بھی / خون گلوے عاشق نکلا شہاب بنکر

اک ذرہ پر نگاہ مہر اُسنے کی تھی اکدن / جو تھے فلک پہ پہنچا وہ آفتاب بنکر

جلوہ سے مثل موسی یہ غش نہین ہی ہمکو / نظرین پھری ہین اُلٹی آنکھونمین خواب بنکر

پھرتا ہی دم یہ دریا دم مین وفا نہین ہی / آنکھین بدل رہا ہی ہر دم حباب بنکر

آیا جو وہ پری رو تسخیر کی نظر سے / نقش حیات دریا اُبھرا حباب بنکر

رحمت کو بھول جانا اور قہر سے ڈرانا / کس کام کے ہو واعظ تم ای جناب بنکر

بل دل سکے اب تمھاری سرخط کی رنگ لائی / زلفون مین ہین نمایان وہ پیچ وتاب بنکر

۵۱ — جام مئے سخن پر نازان نہ کیون ہون **عاقل**
گردش مین ہے دل جم جام شراب بنکر — ۲۰

ڈال دو ان نور سحر روئے بت بے پیر پر
حسن ہو تا حسن پر تنویر ہو تنویر پر

اُف نہین کرتے ہم اس محرومئ تقدیر پر
تا نہ چھائے تیرگی آئینۂ تدبیر پر

کوئی پردہ چاہیے تمھارے روئے پُر تنویر پر
رنگ رخ مانی کا اُڑکر جم گیا تصویر پر

اصل اچھی ہو تو صحبت کا اثر ہوتا نہین
رنگ کب چڑھتا ہے نور مہر پُر تنویر پر

وہ کرے گر کوہ کن کی تعنۂ جانی کا بیان
چھالے پڑ جائین زبان موج جوئے شیر پر

پائے لاغر ہے فتیلہ اور زخم پا چراغ
نور کا عالم ہے اپنے خانۂ زنجیر پر

حال سن کر دل نے کچھ ایسا کہا وہ چھپ گئے
منحصر ہے خواب کا سچ ہے اثر تعبیر پر

مثل طائر ہے یقین اُڑ جائین سب زخم بدن
چھوڑ جائے زخم دل مین گر تمھارا تیر پر

خط کے فقرون مین ہے تعقید معانی جابجا
کیا بندھے امید پاس آنے کی اُس بے پیر پر

دونی حیرت کیون نہ ہو مشتاق صورت کو تری
عالم اک تصویر کا سا ہے تری تصویر پر

چارہ گر ٹانکے وہان زخم دل پر تو نہ جان
خندۂ دندان نما ہے یہ تری تدبیر پر

گرد رہتا ہون ترے ای ماہ رو ہالہ کی طرح
ناز ہو کیونکر نہ مجھکو گردش تقدیر پر

گر زبان شمع کو حرف آفرینی کا ہو شوق
جوش اک موج سخن کا ہو لب گلگیر پر

کونسا افسردہ دل رویا ہے شوق قتل مین
اوس سی کچھ پڑ گئی ہے سبزۂ شمشیر پر

تیز رو سے فائدہ گوشہ نشین پاتے نہین
دے نہ اُڑنے کے لیے زاغ کمان کو تیر پر

ہر گھڑی یون بات کو میری نہ کاٹا کیجیے
خون جم جائے گا تیغ موجۂ تقریر پر

کیون نہ وہ ہر جائی ہو کر ہر جگہ موجود ہو
رنگ ہے تیرے تلون کا تری تصویر پر

خط مین حال رنج دل اس درد سے لکھا گیا
کلک بھی اشک سیہ روئی مری تحریر پر

لاغری اُس بزم مین عزت کا باعث ہو گئی
شمع نے مجھکو بٹھایا ہے سر تنویر پر

۵۲	مرغ جان زار عاقل کیون نہ ہوا ٓمین اسیر دام جوہر نے بچھایا ہے تری شمشیر پر	۱۰

بن پڑی حشر کی اب قامت دلبر ہو کر
فتنہ آرام سے ہے چشم ستمگر ہو کر

اللہ اللہ ری وحشت مین اُداسی کا ہجوم
ہو گیا دشت بھی سنسان مرا گھر ہو کر

قد دلکش پہ ترے خاک ہوی جو عاشق
باغ مین اُگتے ہین وہ سرو و صنوبر ہو کر

چھپ گیا ظلم تجھے ای فلک ناہنجار
شاعرون کا تو ہے معشوق ستمگر ہو کر

ضبط نے قتل کے رستے اشک بہانے نہ دیئے
حلق مین اُترے وہ آب دم خنجر ہو کر

خاک مین مل کے مجھے زیست کا حاصل ہو مزہ
وہ گزر جائے اگر میری لحد پر ہو کر

اور زنجیر پنھانیسے بڑھی ہی وحشت
میری تقدیر پڑی پاؤن مین چکر ہو کر

ابر نیسان ہی خیال آب دُر دندان کا
اشک نکلا صدف چشم سے گوہر ہو کر

سر کٹا تیغ ستمگر سے الٰہی صد شکر
سر ہوا مرحلۂ عشق مرا سر ہو کر

۵۳	مرغ جان کو بھی پھنساتے ہین مری وہ عاقل عکس زلفون کا پڑا تیغ مین جوہر ہو کر	۲۶

خط نکلا ہے پشت لب لعل نمکین پر
یا سبزہ نمودار ہوا شور زمین پر

مرتا ہون جو مین نرگس طفلان حسین پر
ہو قبر بھی عطر گل نرگس کی زمین پر

گہ لب پہ تبسم ہے کبھی چین جبین پر
غصہ بھی ہمین پر ہے عنایت بھی ہمین پر

غالب ہو سیہ بخت ہر اک سادہ جبین پر
کاغذ کو نہ ہو فوق کبھی مُہر نگین پر

یہ زہد کی کثرت نے کیا فہم کو بھاری
مشکل ہوا زاہد تمھین چلنا رہ دین پر

رنجش سے تری اور ہی عالم ہوا اپنا
ہے دود دل اک چرخ کدورت کی زمین پر

کیا طبع کے آنے کی ترے دلکو خبر ہو
ہوتے نہین قدمون کے نشان سخت زمین پر

وہ مُہر خطِ غیر پہ کرتے ہین اسی سے
نام اُن کا جو کندہ ہے مرے دل کے نگین پر

اثباتِ دہن آپ کا یون ہے دم انکار
جس طرح سے اک نون کا نقطہ ہے نہین پر

مستی یہ نہین گرمی گفتار کے باعث
شیرینی جمی جل کے یہ لعل شکرین پر

دنیا مین کوئی شیخ سا گستاخ نہ ہوگا
قائم کیا رندانِ سیہ کار کو دین پر

آئینہ کی آغوش مین ہے عکس جوان کا
اللہ ری نزاکت کہ پسینا ہی جبین پر

طالع کو مرے چرخ نے کیون دی یہ سیاہی
کیا خال بنائے گا مجھے روئے زمین پر

بوسہ ترے قدمون کا جو لینا نہین منظور
پھر چرخ جھکا پڑتا ہے کیون روئے زمین پر

پستی پہ نہ غالب ہو کبھی نسبتِ عالی
ہو رنگِ فلک آپ کی صورت نہ زمین پر

کیونکر مرے گھر آئین کہ اول تو ہین نازک
اور اُس پہ نظر پڑتی ہی ہر اک کی اُنھین پر

ظالم کبھی ہمشکل کو ایذا نہین دیتے
سوہان کبھی ہوتا نہین دندانہ سین پر

یارب مرے گالون پہ رنگین گال پہ گُرد
روئیدہ گُل سرخ ہوتا زرد زمین پر

کیا رند کرین راست روی جائے ادب ہے
ہی تارِ نفس شیخ کا جادہ رہِ دین پر

جو بات ہی شیرین جو ادائین ہین وہ شیرین
تصویر تری ڈھالیے اسپ شکرین پر

کیا نام خدا حُسن کی گرمی ہی مزیب
موتی ہوے قطرات عرق اُنکی جبین پر

یہ گرمی وحشت ہے کہ بنتا ہے وہ شعلہ
گرتا ہے جو پتھر مرے تن بر سی زمین پر

دل آتشِ رخسار سے جلتا جو بتون کی
مشعل وہ دکھاتا تمھین زاہد رہِ دین پر

تیرا فرس ناز جو ہو خانہ بر انداز ہو | جز خانۂ زین ایک بچے گھر نہ زمین پر
ہم سے دل بے تاب جو سنبھلا نہ تہ خاک | ہوگا دُرِ غلطان کا گمان گوئے زمین پر

٥٤ — دزدانِ مضامین کا جو بلوہ ہی تو عاقل
ذرہ نہ رہے گا کوئی شعرون کی زمین پر — ١٥

اب اُٹھنا رہ گیا اپنے گمان پر | مثالِ کوہ بیٹھا ہون جہان پر
ہے ذکر زلف سے تیری زبان پر | کہ وہ ڈورا ہنا تیغ زبان پر
ترے تیرِ نظر کا صید ہوتا | نہین رکھتا ترا زاغ کمان پر
کلاہِ سرخ پہنی تم نے سر پر | کیا شعلہ کو یون قائم دخان پر
پسند آیا کوئی انداز سیرا | وہ آمادہ ہوے جو امتحان پر
سمندِ شعبدہ کا ہے اُنھین شک | ہمارے نالۂ آتش فشان پر
خدا ہے جو رہِ مقصود پائین | چلے ہین رند واعظ کے بیان پر
ہوئی ہے خاک کس کی حسرتِ وصل | جمی جو گرد سنگِ آستان پر
مزہ پایا ہے یہ رازِ نہان نے | کہ وہ آتا نہین دل سی زبان پر
نہ بلبل خندۂ گل سے ہو تو شاد | کہ یہ بجلی گرے گی آشیان پر
مرے سجدہ سے وہ جلنے لگین سب | رگین جتنی تھین سنگ آستان پر
ستم مین بھی نزاکت کی جھلک ہے | کہ اُن کی طبع آئی امتحان پر
جلائے برقِ ناہی دل اُس کا | اگر کوئی ہنسے میری زبان پر
رکھے گا جذب گر شوقِ نظارہ | نظر لگ جائیگی حسن بتان پر

نہین بڑھتی نہین بڑھتی وہ عاقل

۵۵	پڑا کیا بوجھ فکرِ دوستان پر	۱۳

خوشا احوال پروانہ کہ پہنچا جل کے منزل پر	سفر ہوتا ہے اسکو دوشِ دودِ شمع محفل پر
ہجومِ شوق وقتِ قتل گر یون ہی رہا دل پر	نگہ جم جائے گی خون کی طرح شمشیرِ قاتل پر
ہجومِ یاس وحرمان ظلمتِ غم مین ہی یون دل پر	کہ جیسے جمع ہو جائین مسافر شب کو منزل پر
مجھے ای راہبر تا عمر پہنچا نا نہ منزل پر	پہنچکر ٹوٹ جاتا ہی حبابِ بحر ساحل پر
نگاہِ منتظر کیون منتِ بادِ صبا کرتی	جو ہوتا پردہ چشمِ قیس کا لیلی کی محمل پر
مین اُنسے جھکے ملتا ہون تو دشمن دلمین کہتے ہین	تنِ خم گشتہ کو ہے فوق اپنے تیغ قاتل پر
تری محفل مین آکر پانون سوجاتے ہین یون انکے	پہنچ کر راہ رو آرام لے جس طرح منزل پر
عدوے بُخل پیشہ جان تک بن مانگے دی اُسکو	تمھارے نام کی گر مُہر ہو لبہائے ساحل پر
عرق ریزیِ شوق و ناتوانی واہ ری قسمت	نہ اُڑ کر خاک مجنون کی گئی لیلیٰ کی محمل پر
دمِ کُشتن جو بحرِ اشک اپنا جوش مین آئے	شناور ماہی جوہر ہو آبِ تیغ قاتل پر
صدا آتی ہے کیون دیتا ہی تو دل کی سزا اسکو	اگر جوشِ جنون مین سر ٹپکتا ہون کسی سِل پر
یہی گر دوڑنا ہے ضعف سی شوقِ شہادت مین	پہنچ جائے گا چڑھ چڑھ کر دم اپنا تیغِ قاتل پر

۵۶	نزاکت یار کے موئے میان کی دیکھی معنی مین کہ رکھ سکتا نہین انگشت دشمن شعرِ عاقل پر	۲۱

معجزہ تم نے دکھایا یہ خرامان ہو کر	جادۂ دشت چلا ساتھ رگِ جان ہو کر
جی مین ہے اک نگہِ لطف کے خواہان ہو کر	ہاتھ پھیلین ترے آگے صفِ مژگان ہو کر
گھر سے مجھکو یہ توقع ہوئی ویران ہو کر	کہ ملے گا دلِ وحشی کو بیابان ہو کر
رتبۂ نوح ملا چشم کو گریان ہو کر	اشک جاری ہوے خضرِ رہِ طوفان ہو کر

فال دیکھین گے کبھی اُسمین شبِ وصل کی ہم
رہی آنکھون مین سیاہی شبِ ہجران ہوکر

آگئی آپ کے آنیسے مری جان مین جان
اُڑ گئے غیر نقابِ رخِ جانان ہوکر

کچھ ہوا ایسی بندھی محفلِ جانان مین مری
رہ گیا مرگِ مفاجات کا سامان ہوکر

کم نہین صبح سے آشفتگیٔ دل اپنی
کون سی جائے گئے ہم نہ پریشان ہوکر

بھر لیا ہمنے یہ زخمون مین نمک زخم کیطرح
مُنھ دکھاتا ہے تہی ہم کو نمکدان ہوکر

تیرا جاتا ہے وہ اندھیر کہ پھر آنے تک
میری نظرون مین سحر ہوتی ہی پنہان ہوکر

دیکھنا دردِ رسائی تری مجروح کی سمت
بڑھ گیا شور قیامت نمک افشان ہوکر

اتنی ہے گرمی محبت کی کہ فرقت کی شب
گرتے ہین اشک کبابِ دلِ بریان ہوکر

کیا بھروسا کرے رہنے کا تمہارے کوئی
اعتبار آپ نے کھویا ہے مری جان ہوکر

مرحبا دستِ جنون دست درازی تیری
ہمین زندان مین رہے مالکِ زندان ہوکر

سرخ روئی ہوئی الفت سے بس مرگ تو ہم
گئے جنت مین گلِ داغِ عزیزان ہوکر

ہر جگہہ ساتھ ہے اک پیرہنِ خاکستر
مثلِ انگر نہ رہے ہم کبھی عریان ہوکر

زرد ہے رنگِ زرِ گل یہ کہو بلبل سے
باغ مین آئے خزان فصلِ بہاران ہوکر

زعفران زار تھا کیا سبزۂ شمشیرِ نگاہ
کہ مرے زخمِ جگر رہ گئے خندان ہوکر

مائل خانہ نشینی ہے کہو زاہد سے
مثلِ آئینہ رہے گھر مین وہ حیران ہوکر

سب نہ نکلے شبِ غم مین جو اُٹھے دلسے بخار
رہ گیا کوئی تمنا کوئی ارمان ہوکر

۱۰	کیا بچھائی ہے اُنھین شمعِ مرادِ عاقل آئے افلاک جو دامانِ تہِ دامان ہوکر	۵۷

جھکین آنکھین حیاسے کیا بہار آئی ہی سب تن پر
نظر نرگس کی پڑتی ہے گلِ خودرو کی جوبن پر

بہار آئی ہے پھر شاید چمن آیا ہے جوبن پر	گُلِ داغِ جگر پھر ہنستے ہین گلہائے گلشن پر
نشان بلبل کا کیا باقی نہ تربت ہی نہ مدفن پر	فقط دو چار اُڑتے ہین میانِ صحنِ گلشن پر
کڑھینگے بلبل و پروانہ مرگِ سوختہ تن پر	چڑھائے شمع نے جو گُل ہزارون اُسکی مدفن پر
شبِ فرقت مین عشق فتنۂ محشر اثر دکھلا	طنینِ صورِ قیامت ہو مری آوازِ شیون پر
سمجھ کر کھیل لکھا کوئلہ سے قبر پر میری	نہ گُل نے شمع ہو ایسے سیہ بختون کی مدفن پر
لہو پانی کیا ایک اپنا جب تو اب عدو کو بھی	ہماری فصد لینے کا گمان ہی اُسکے جوبن پر
لگایا اُسکا بھی دھبا کہ کچھ چھینا جھپٹی مین	پڑی ہین مَے کی چھینٹین محتسب کے آج دامن پر
اُلجھکر تار آہون کے بنے ہین دام کیصورت	گمانِ خانۂ صیاد ہے اپنے نشیمن پر

۵۸	تصدق کوئی دشتِ لکھنؤ پر جان کری عاقل ہمارا بلبلِ دل ہی فدا اودی کے گلشن پر	۷

کون کہتا ہے ستمگاری نہ کر	چاہنے والون کی پرخواری نہ کر
ای غمِ دوریٔ دلبر الغیاث	باز آیا مین تو غمخواری نہ کر
کس مزہ سے لیکے دل کہتا ہی وہ	کہنا پھر اچھا تو دلداری نہ کر
ظلم کچھ اُس شوخ ہی کا حصہ ہی	نقل اُس کی چرخِ زنگاری نہ کر
کون عاشق ہوگا ظالم سوچ تو	حکم قتلِ عاشقان جاری نہ کر
ظلم کر کے مجھ سے کہتا ہی وہ شوخ	ایسے ظالم سے کبھی یاری نہ کر

۵۹	بخشدیگا سب گنہ عاقل رحیم کرتو سب کچھ پر دل آزاری نہ کر	۱۳

ہنسے طعنِ اعدا پہ تیور بدل کر	یہ تلوار اور رہ گئی یون اُگل کر

یون ہی مثلِ آہن دکھتا رہے گا
یہ وہ دل نہین ہے جو ہو راکھ جلکر

ہوئی قدر آخر کو اب عاشقون کی
کیا تم کو معشوق جوبن نے ڈھل کر

ہر اک سمت ارمان گھیرے ہوئے ہین
مرے دل سے جاؤگے کیونکر نکل کر

یہ جوشش صفا دیکھنے کے ہی قابل
کہ رخ پر سے گرتی ہین نظرین پھسل کر

اثر دیکھنا آہِ آتش فشان کا
گلے لگ گئے غیر کے وہ دہل کر

نہ دل میرا بوالہوس کے تم اتنا
کہ شیشہ سے گر پڑتی ہے مے اُبل کر

شبِ ہجر جب یاد آتی ہے تیری
تو دل تھام لیتے ہین کروٹ بدل کر

عرض کو ہر اک اصل سے ہی تعلق
کہ آنسو گرے شمع کے بھی تو ڈھل کر

کمر ظلم پر باندھتے ہو ستم ہے
یہ نازک بہت ہے مری جان سنبھل کر

یہ گستاخیان رات پروانہ نے کین
اٹھی شمع محفل سے آخر کو جل کر

خفا مجھ پہ ہو کر ہوئے منفعل وہ
حواس آئے جامہ سے باہر نکل کر

خدا جانے کیونکر کٹی رات اُن پر
ذرا میر عاقل کو دیکھ آئین چل کر

۶۰	ردیف زای معجمہ	۲

یہ بجا کہ سنگدل تم یہ درست بے حیا ہم
کبھی سامنے عدو کے نہ یہ کہنا یار ہرگز

یہ سہی کہ تجھسے مجھسے کرو میری چارہ جوئی
مگر اُس گلی نہ جانا مرے غمگسار ہرگز

۶۱	ردیف طای مہملہ	۵

کون کہتا ہے کہ ہے دورۂ ایام غلط
ہان مگر وصل صنم کی سحر و شام غلط

ہر گھڑی جلوہ نما بام پہ رہتے ہو تمھین
وہ جو مشہور ہے خورشید لب بام غلط

ہم تو پہرون یونہی بیہوش پڑے رہتے ہین
ہجر مین سنتے ہین آتا نہین آرام - غلط

دیکھ تیرا اثر حسن بھی ہو جائے نہ جھوٹ
نہ کہا کر مری ہر بات کو خود کام غلط

ہائے شوخی کوئی دیکھے یہ کرم ہی کہ ستم
لکھدیا خط کے لفافہ پہ مرا نام غلط

۶۱	ردیف فاے سعفص	۱۳

عکس انگن آب خنجر مین جو ہو کافر کی زلف
رشک تصویر بنفشہ زار ہو جوہر کی زلف

آپ نے موتی پروئے ہین جو اک اک بال مین
بن گئی ہے سر سے پانون تک لڑی گوہر کی زلف

شام تھا وہ تو سیہ تابی سے یہ ٹھہری شفق
خون سے آلودہ ہوئی جیب جوہر خنجر کی زلف

کہہ دو آذر سے کہ اک بت کا مرقع رخ بنے
شاعرون کو آج ثابت کرنی ہی پتھر کی زلف

بے شب تاریک کے ظاہر نہ ہو نور قمر
ہے ضیائے رخ کا باعث اُس مہ انور کی زلف

گریہ مین نظرون کو جانا ہوگا اُس رخ پر محال
دام ہوگی موج بحر اشک چشم تر کی زلف

سوز بانون سے نہ مثل شانہ ہو اُسکا بیان
اسقدر الجھی ہی تیری تیغ کے جوہر کی زلف

وقت نظارہ نظر اُسمین الجھکر رہ گئی
ایسی بکھری ایکدم رخ سے نہ اُسکے سر کی زلف

ہم گنہگارون کو پھندے سے بچانا یا خدا
دام ہے دود چراغ نیر محشر کی زلف

مرغ جان کو بھی پھنسائینگے میرے کیا وقت قتل
جوہرون سے ہے نمایان آپکے خنجر کی زلف

ایک ہی دل زلف کا اور قلب کا پھر فرق کیا
متحد بالقلب ہے اسلام ہی کافر کی زلف

کہتے ہین وہ زلف مجمر کو بھی اب ثابت کرو
تمنے عاقل باندھی ہی خنجر کی اور پتھر کی زلف

۶۲	اُس کی ہر جالی کے خانہ سے نکلتا ہی دھواں ایک دو جا ہو تو مین ثابت کرون مجمر کی زلف	۱۱

کل تو جہ کچھ تھی نا صح کی گریبان کی طرف
رخ کیا دستِ جنون نے آج دامان کی طرف

دو موکل عشق کے تھے قیس اور فرہاد نام
اک پہاڑ و نمین گیا اور اک بیابان کی طرف

دیکھتا ہی وہ مجھے روتے نہ کیون آنسو ہون خشک
ہے رخ خورشید گویا شبنمستاں کی طرف

آنکھ اُسکی پھرتے ہی سارا زمانہ پھر گیا
ہو گئی ساری خدائی چشم فتان کی طرف

اس صفائی سے مجھے کر قتل ای سفاک تو
دیکھتا رہ جاؤن مین شمشیر بُران کی طرف

آ اگر پھر عیادت ہمرہی کے شوق مین
نبض جادہ بھی چلے بیمار ہجران کی طرف

پند کا تو اک بہانہ ہے یہ ہی کچھ اور بات
حضرتِ واعظ چلے ہین بزم رندان کی طرف

کیا ملا ہے رنگِ وحشت آبِ حیوان مین جو خضر
اک بیابان سے روان ہین اک بیابانکی طرف

دیکھ حسرت اپنے قیدی کی رہا ہونیکے بعد
دیکھتا جاتا ہے پھر پھر کر وہ زندانکی طرف

کیا ہے تیری یاد اُسمین جو عوض مین خون کے
نشترِ فصاد کا رخ ہے رگِ جان کی طرف

	ایک مجنون نے تو جنگل کو تہ و بالا کیا میر عاقل بھی چلے ہین اب بیابانکی طرف	
۶۳	**ردیف القاف**	۱۱

ہے عکس رخِ ترا ساقی کہ ہی شراب مین برق
عجب عجب کہ چمکتی ہے آفتاب مین برق

وہ رخ نقاب مین ہی یا کہ ہی سحاب مین برق
خدا کی شان کہ پوشیدہ ہی نقاب مین برق

مزہ ملا اَرِنی کا جنابِ موسیٰ کو
سوال کچھ تھا چمکنے لگی جواب مین برق

چمک ہے درد کی میرے دل برشتہ مین
غلط نہین ہے جو کہیے کہ ہی کباب مین برق

سحر کو چہرۂ پرنور اُس کا دیکھ لیا
شب گزشتہ جو دیکھی تھی ہمنے خواب مین برق

خفا ہوے مرے رونے پہ تم گری بجلی
تمھارا چہرہ پہ نور ہے عتاب مین برق

تجلی قدم شہسوار حسن ہے کیا
لگی ہوئی ہے مگر آہن رکاب مین برق

یہان وہی طلب بوسہ وان وہی انکار
ادھر سوال مین آندھی اُدھر جواب مین برق

کہان جگر کی یہ سوزش کہان تڑپ دل کی
ہے کس شمار مین خورشید کس حساب مین برق

جو دیکھی ابر مین زلف سیاہ ساقی کی
تو موج مے کی طرح سے ہے پیچ وتاب مین برق

کہان وہ خندہ دندان نما ہی اب عاقل
طبیعت اپنی بھی تھی عالم شباب مین برق

۶۴	## ردیف الکاف	۱۱

کرتی ہین نگاہین تری ہر ایک جگر چاک
رکھتی ہے مرے دل کی طرح چلمن در چاک

بے طرح گری پڑتی ہین پلکون پہ نگاہین
یارب کہین ہو جائے نہ دامان نظر چاک

وحشت نے کیا چاک یہ ہمت کو ہماری
اک دشت بلاخیز بنا جامے کا ہر چاک

گھبرا کے سب ارمان نکلنے لگے دل سے
اُس تیغ نظر نے کیا اسطرح جگر چاک

ناصح کی کرامات یہان بھی تو کھلے کچھ
ای دست جنون دامن محشر کو تو کر چاک

کاٹا مین جنون اتنا سکھا ای شب فرقت
شاید کہ اسی طرح ہو دامان سحر چاک

اُس تیغ کو آنکی ہی زبان سمجھا ہے شاید
رکھتا ہے جو ہم صورت لب زخم جگر چاک

غیرون کو جو تم دیکھتے تھے دیکھتے لیکن
کیا میرا جگر تھا جو ہوا بہ دہ در چاک

غم یہ ہے کہ خود کیون نہ بنا جام سفالی — رہتا ہے سدا گل سے جبھی خاک لب چاک
امید نے کی دست درازی نہ شب ہجر — سینہ نہ ہوا مثل گریبان سحر چاک

٦٥	عاقل ہے نسیم سحری آہ یہ اپنی کرتی ہی گریبان گل زخم جگر چاک	٦

شب فراق گزر جائے گی مگر کب تک — الہی شام جدائی کی ہے سحر کب تک
ٹھہر کے سینہ مین سو جائے لب پہ دم آیا — بہی ہی ضعف تو پہنچیگی وان خبر کب تک
مین انکی خواب مین جاؤن تو چونک اٹھتے ہین — دعائے نیم شبی کا نہ ہو اثر کب تک
ہر ایک سانس مین سو بار مر کے جیتا ہون — الہی ہوئے گی یون زندگی بسر کب تک
کچھ اور میرے لیے اب تو کر غذا تجویز — غم فراق پہ ہو چارہ گر گزر کب تک

٦٦	نہ آئے وہ تو شب ہجر ہای اے عاقل سنین گے مرگ کے آنیکی ہم خبر کب تک	٢

قیامت کا وعدہ ہے دیدار کا — قیامت تو ہوگی مگر کب تلک

غریبی مین عاقل کا نکلا ہے دم
وطن دیکھین پہنچے خبر کب تلک

٦٧	**ردیف المیم**	٦

سہتے ہین دل کے بیٹھنے سے رنج وہم مین ہم — خوش کس طرح سے ہون کہ ہے لفظ ہم مین ہم
ہے میری نفی نافی رنج و غم و الم — اثبات میرا یون ہے کہ جیسے الم مین لم
پہنچون مین آنسوؤن کے بہانے سے وان تلک — یارب بہا دے کوئی بت مہ شیم مین یم

کہتا ہون جب کہ سنگدلی کیون شعار کی اسلام اتنا چاہیئے وحشیٔ چشم کو	کہتے ہین دیکھ لو کہ ہی لفظِ صنم مین تم ہون اس طرح طواف مین جیسے حرم مین رم

٦٨	کہتے ہین وہ نہ آئے گا مرتے ہو کس لیے **عاقل** یہ دوستون نے دیا آکے غم مین غم	٢٢

یون ہی مرتے رہے اُن پر اگر ہم
گذرینگے زندگی کیونکر بسر ہم

ہوے بیخود یہ تکلو دیکھکر ہم
تمہاری بن گئے آخر نظر ہم

چمک سے درد دل کی سختیون نہین
بنے سنگِ حوادث کا شرر ہم

جو ہون معدوم تو بر آئے مطالب
رقیبون کی دعا کا ہین اثر ہم

وہان شوخی یہان بیتابیٔ شوق
تڑپتے ہین اُدھر وہ اور ادھر ہم

بنایا بےخبر کیون تم نے اتنا
تمہاری بھی نہین رکھتے خبر ہم

پھرا کرتا ہے سر پہ ضعف ہی اب
وطن مین بھی ہین مشغولِ سفر ہم

پریشانی دل کیونکر سناؤن
مزاج اُن کا ہوا جاتا ہے بر ہم

رہا غربت مین گر قسمت کا چکر
بنا لین گے اُسی مین اپنا گھر ہم

عدو کی ٹھوکرون مین کام آئین
نہ بنتے کاش سنگِ رہگذر ہم

خبر اُن کی اُنھین سے پوچھتے ہین
بنے انجان ایسے جان کر ہم

ق
کہا ہین نے کہ صاحب ہے یہ کیا بات
رہا کرتے ہو کیون تم سے بر ہم

رقیبون پر نگاہِ لطف کیون ہے
جفاؤن کے ہین کیون مدِ نظر ہم

بنا کر بچھا ہا دامانِ نظر کا
نہین کیون رکھتے زخمِ دل پہ مرہم

نہ تھے کچھ اشکِ چشمِ سرمہ سا بھی
نگاہون سے گرے کیون اس قدر ہم

١٠٣٨٣

نہ تھے کچھ آپ کی زلفِ پریشان
پریشان رہتے ہین کیون سر بسر ہم

بڑھی حد سے زیادہ ناتوانی
عدم تک کیا کرینگے اب سفر ہم

چھپے جاتے ہین خود اپنی ہی سی کیون
نہ تھے وصلِ عدو کی کچھ خبر ہم

وجود اپنا ہوا ثبت عدم کا
نہ تھے کچھ آپ کی نازک کمر ہم

نظر رکھیے ہمارے حال پہ اب
کہ جان دوبھر ہے ہم پر جان پر ہم

یہ سب سنکر کہا تم ناتوان ہو
رکھین کس طرح سے تیرِ نظر ہم

پڑا ہے کام ناکامی سے عاقل
یون ہی اوقات کرتے ہین بسر ہم

۶۹	ردیف نون	۹

کٹی ہین ہجر کی راتین جو ہماری آنکھون مین
تمہاری تیغِ نگہ ہے ہماری آنکھون مین

یہ سرخ ڈورے نہین پیاری پیاری آنکھون مین
ہمارا خونِ جگر ہے تمھاری آنکھون مین

کہا جو مین نے ادھر جلوہ نظر ہو جائے
تو بولے کچھ ہے تماشا ہماری آنکھون مین

نگاہِ ناز کا ہو کیون وقوف آئینہ کو
تم اپنی دیکھ لو صورت ہماری آنکھون مین

کہا یہ طعن سے دیکھا جو چشمِ نم مجھکو
غضب کی رکھتے ہو تم آبداری آنکھون مین

بلائین آنکھون کی مین نے جو لین تو وہ بولے
اسی سے خوار ہوے تم ہماری آنکھون مین

ق
عجب مقامِ تماشا ہے ہائے دنیا بھی
بھری ہے حسرتِ دیدار ساری آنکھون مین

جنھین کہ آنکھ سے اک پل جدا نہ کرتے تھے
اب انکی پھرتی ہی صورت ہماری آنکھون مین

نہین ہم ان کی نظر مین سماتے ای عاقل

۷۱	ہماری جائے تو ہے شرم ساری آنکھوں مین	۱۰

آپ کا میم دہان ہے کہ نہین	بولیے منہ مین زبان ہے کہ نہین
کون کہتا ہے کمر کو معدوم	لیکن اسطرح عیان ہے کہ نہین
پوچھتا کیا ہے کہ کل سے ہمدم	سینہ مین دل کا گمان ہے کہ نہین
دیکھتے ہی مرے قاصد کو کہا	تن مین اُسکے ابھی جان ہے کہ نہین
تیری قدرت ہی ہر اک جا دیکھی	کون سی جائے کہان ہے کہ نہین
کیون بگڑتے ہو بناوٹ سمجھے	ق عشق کا تمکو گمان ہے کہ نہین
ظاہر آثار یہ کچھ ہیکے غور	زردی چہرہ سے عیان ہے کہ نہین
اپنے ہی دل سے ذرا پوچھو تو	دلِ بیتاب تپان ہے کہ نہین
تم نہ سمجھو تو نہ سمجھو لیکن	یہ تو سمجھو مری جان ہے کہ نہین

۷۲	سُن کے کہتے ہین وہ شعر عاقل یارو یہ سحر بیان ہے کہ نہین	۱۲

بڑے مشتاق ہین یہ ماہوش دل کے چرانے مین	کہ اپنا کام کر لیتے ہین آنکھین ہی ملانے مین
کیا مشہور اپنی فہم نے آنکہ زمانے مین	کہ ہوتا ہے تامل ہر سخن کو لب تک آنے مین
نہ ہو عقدہ کشائی فہم عالی سے زمانے مین	نہ پہنچے پنجۂ خورشید قارون کے خزانے مین
رہائی پر بھی اس دل کی گرفتاری نہین جاتی	جو حال اپنا قفس مین تھا وہی ہے آشیانے مین
شرف ہوتا ہے یان ذکرِ خیال ماہ پیکر کو	اثر برج حمل کا ہے مگر اس دل کے جانے مین
سُنا شائد نہین ہے قصۂ اصحاب فیل اسنے	فلک کو کیون ہے کوشش کعبۂ امید ڈھانے مین
جو مجھ طائر کو ہو سودا ترے بازو کی مچھلی کا	تو خارِ ماہی کو شد لگاؤن آشیانے مین

تامل ہو گیا نالے گلو سے اپنے جینے مین	ہزارون پیچ ہین رہ مین نفس کو تنگ آنے مین
کسی کو ذات سے معشوق کی ایذا نہین ہوتی	نہ پہنچے آتشِ گل بلبلون کے آشیانے مین
سوا میرے غم خال بتان کوئی نہین کھاتا	یہ سچ ہے مہر ہوتی ہے خدا کی دانے دانے مین
بنایا ضعف نے گل کے چٹکنے کی صدا مجھکو	فقط آواز ہی آتی ہے میری آشیانے مین

۷۴	نہ دیکھا آپ جیسا کوئی مصرف ہمنے اے عاقل ذرا صرفہ نہین تم کو دُرِ مضمون لٹانے مین	۸

ادِھر تو ہم جان کھو رہے ہین اُدھر وہ الفت سے رو رہے ہین

کدورتین عمر بھر کی دل سے وہ آج اشکون مین دھو رہے ہین

نہ باز رکھ ہم کو رونے سے تو گرین جو اشکون کے دانے بہتر

یہ کشتِ حسرت مین اپنی ہمدم امید کا تخم بو رہے ہین

ادِھر ترقی خیال کو ہے اُدھر ترقی جمال کو ہے ؎ ؎ ؎ ؎

وہان تو مدِّ نظر ہے سرمہ یہان تصور مین رو رہے ہین

جہان ہوا طفل کوئی پیدا کہا یہ مان نے ابو البشر کی

مری بھی آغوش ہے کشادہ عبث یہ سامان ہو رہے ہین

کیا ہے بے جرم قتل مجھکو ہجومِ اغیار و آشنا مین ؎ ؎

اور اُسپہ لہو دھٹائی اشکون سے دامن اپنا بھگو رہے ہین

نہ پوچھو کچھ معصیت کا عالم فرشتو ہم کیا کہ تم نہ بچتے

حقیقت اس کی انھین سے پوچھو سرائے دنیا مین جو رہے ہین

خبر وصالِ عدو کی سُنکر وصال کے معنی سوچتے ہین

انھین کو وان کچھ نہین ہے شادی کہ خوش یہان ہم بھی ہو رہے ہین

۱۳۴ — ۱۳

گلہ عبث اُن سے یہ کچھ عاقل کیا ہے قسمت نے انکو غافل
جو در پہ جا کر پکارا مین نے تو بولے کہدو کہ سو رہے ہین

مجھے سرمہ لگا کر چشم پُرنم وہ دکھاتے ہین
مرے دل کی کدورت اپنے اشکون مین بہاتے ہین

چراغ داغ فرقت مین جو ہم اپنا جلاتے ہین
فتیلہ پنبۂ مہتاب کا بٹ کر بناتے ہین

خفا تم تو چلے ہم ہر قدم آنکھین بچھاتے ہین
ادھر دیکھو تمھارے ناز آنکھون پر اٹھاتے ہین

مہِ نو سا وہ ابرو اپنے وحشی کو دکھاتے ہین
وہ آدھا طوق قمری کی طرح مجکو پنہاتے ہین

نہ اٹھا ضعف سے جب مین تو اٹھکر خود وہ جاتے ہین
مرے بدلے مری امید دنیا سے اٹھاتے ہین

خداوندا پڑا ہے کس طرح کا کال دنیا مین
غذا ملتی نہین ناصح کو میرا مغز کھاتے ہین

وہ کہتے ہین میسر وصل ہو جائے گا مرجاؤ
کبھی گر داستان ہجر ہم انکو سناتے ہین

عوض دشمن سے لون گا گو کہ مانع رشک ہے مجھکو
عدو کی چھیڑ کی خاطر وہ محفل مین بناتے ہین

ترے کوچہ مین کب پہنچا غبارِ ناتوان اپنا
ہوا کی ٹھوکرین افتادگانِ خاک کھاتے ہین

عدو سے کچھ تو بگڑی ہے الٰہی جی اٹھون کیونکر
کھڑے ہو کر وہ میری قبر پر باتین بناتے ہین

بہ شکل آئینہ کیا عشق نے مجھکو کیا صیقل
کہ جب مین سامنے جاتا ہون وہ چہرہ بناتے ہین

دکھا کر سرو و قمری کو ۔ یہ کہنا ہمصفیر اُس سے
کہ اپنے چاہنے والے کو یون سر پر چڑھاتے ہین

۷۵ — ۸

نہ ذکرِ حور اُس کوچہ مین شایان تھا تمھین عاقل
سنبھالو دل کو اب غرفہ سے وہ چلمن اٹھاتے ہین

ہو نہ یارب وہ مری گردشِ ایام کہین
ہے تلون کے سبب صبح کہین شام کہین

آج ہوتی نہین صبح شبِ غم کیون یارب
تھک کے بیٹھی ہے مگر گردشِ ایام کہین

وہ سرِ شام ہی سے وصل کی شب کہتے ہین
رات آئی ہے بہت - یہ کبھی آرام کہین

یہ ہے نفرت کہ دہن آبِ ندامت سے وہ دھوئین
آئے بھولے سے زبان پر جو مرا نام کہین

کبھی سر مین ہے کبھی دل مین کبھی سینہ مین
درد کو بھی مرے باعث نہین آرام کہین

کس کے آنے سے ہوا تفرقہ ایسا ساقی
کہ کہین خم ہے کہین شیشہ کہین جام کہین

غیر دیکھے نہ کہین کھول کے آنکھین خطِ سبز
لکھ دو اس خط کے لفافہ یہ مرا نام کہین

٧٦

جب مین کہتا ہون دیکھو آنکھ مرے حال پہ تم
کہتے ہین ملتے ہین بے دام یہ بادام کہین

١٧

کس طرح ہو نہ رنگ تلون کا جاہ مین
ہے نون نفی کا سر کلمہ نباہ مین

وسعت ہوئی یہ اوج کو اپنی نگاہ مین
اک ذرہ دو جہان نظر آتے ہین راہ مین

ہمشکل اہلِ جاہ ہون مین اسکی چاہ مین
دو نقطون کا ہے فرق فقط جاہ و چاہ مین

گر ہو صفائے آئینہ خوفِ گناہ مین
دیکھو مآل کو مرے روے سیاہ مین

کچھ ایسی روشنی ہے رخِ رشکِ ماہ مین
چھپتا نہین رکھین جو ہم اسکو نگاہ مین

ادنیٰ بڑھے تو پہونچے نہ اہلِ فروغ تک
اڑ کر کبھی نہ خاک ملے نورِ ماہ مین

رونے سے چشمِ عاشقِ نالان ہوئی سفید
پانی سے تیرگی تھی یہ ابرِ سیاہ مین

باہر رکھا نہ ہمنے قدم حد سے ایک دن
پھرتا ہے سر ہمیشہ ہمارا کلاہ مین

ناطاقتون کو ہوتے ہین اہلِ صفا عصا
عینک لگائین ضعف اگر ہو نگاہ مین

ڈر جاتی ہے امید جو فتنون سے چرخ کے
چھپتی ہے آن کر دلِ حسرت پناہ مین

زینت ہوا ہے توڑنا توبہ کا ضعف سے
ہوتا ہے بار بار تکلف گناہ مین

ہنگامہ عاشقون کا ترے کوچہ مین نہین
حسرت کا ہے ہجوم دلِ دادخواہ مین

اللہ رے ضعف کرتے ہین ابرو چب نگاہ
آنکھون مین رہ کے شام جدائی کا خوف ہے
مجھ تک اثر کو آنے مین ہون کیون نہ دقتین
کافور ہوگا درد جدائی مثال صبح

کٹتی ہے راہ مثل ہلال ایک ماہ مین
چڑھتا ہون دن کیطرح مین اُن کی نگاہ مین
کچھ پیچ راہ کے ہین مری موج آہ مین
اک دن ہنون گا مہر شب دود آہ مین

ﷺ

باقی نہین تصور دیدار کو بھی جائے
کیون ان اتنے تم سمائے ہو میری نگاہ مین

١۴

اُداہٹ ہلکی ہلکی سی جو ہے مستی کی زندان مین
مدد دست جنون کو بھی ہلے وحشت کے سامان مین
تن لاغر مرا ایک جزو ہے صحراے وحشت کا
نہین جاوہ کہ معشوق سے اُٹھتا کبھی عاشق
وطن کو چھوڑنا لازم نہین گو ہو پریشانی
جو ظالم ہین ہمیشہ نطق سے بے بہرہ رہتے ہین
دل پُر داغ زخمون کے سبب آہون سے بجتا ہی
تعجب ہے بگڑ جاتا نہین کیون رنگ چہرہ کا
نقاب روے یوسف ہوا اُسی کی آنکھ کا پردہ
عبث جیب دریدہ کی تجھے ہے فکر ای ناصح
کیا نادم مجھے اُس حیلہ جو سے دست وحشت نے
تمھین زینت سے رکھا باز شوق عشوہ سازی نے
یکایک چونک اُٹھے خواب وحشتناک محشر سے

نہاتی ہے شب ظلمات گویا آب حیوان مین
جو تیری آنکھ کے ڈورے کا تکمہ ہو گریبان مین
مین یون ہون وحشت کے داماں مین جیسے تار داماں مین
رہے گی حشر تک روح زلیخا قید زندان مین
کہ بوئے گل پریشان ہو کے رہتی ہے گلستان مین
زبان تو ہے نہین گویائی پر خار بیابان مین
ہوا کا کب اثر ہو دے چراغ زیر داماں مین
تری آنکھ پھر آتی ہی ہماری چشم گریان مین
جو روزن کی جگہ ہو دیدۂ یعقوب زندان مین
رہا اک تار جادہ بھی نہ اب صحرا کے داماں مین
پیام وصل پر کہتا ہے منہ ڈالو گریبان مین
کہ سرمہ کی جگہ شوخی بھری ہے چشم فتان مین
لحد مین سو رہے تھے ہم خیال قد جانان مین

٧٨	کسی دن گر وہ مستِ ناز آجائے گا ای عاقل پھرے گی بوئے گل دیوانی گلستان مین	١٣

وہ ہون تفتہ جگر ہو چارہ جو ساعی جو راحت مین	مثالِ سنگِ خارا ہون نمک سنگِ جراحت مین
بلند مرتبہ کی نقص کردیتی ہے راحت مین	فلک کو روز کی گردش نے ڈالا ہی مصیبت مین
تمھاری جستجو مین روح دیوانون کی نکلی ہی	نہین یہ ابخرات اُٹھتے زمین دشتِ وحشت مین
مرے دم سے ہی بزم بازپُرس معصیت روشن	رہا نورِ بصارت بن کے مین چشمِ قیامت مین
ہماری تیرگیٔ قبر رنگِ روئے لیلی ہے	بنین گے داغ دلِ مجنون کے ذرّے خاکِ تربت مین
سُلگتا ہے بدن سارا مگر مرنا نہین ممکن	اثر دوزخ کا ہے شاید تبِ غم کی حرارت مین
ہلالِ عید کیا موج رمِ آہو کو سمجھے ہین	گلے ملتے ہین کیون یہ خار و دامنِ دشتِ وحشت مین
بھری ہے اسقدر اُلفت ترے روئے مصفّا کی	کہ آبِ آئینہ آنکھون سے نکلی جوشِ رقّت مین
نزاکت حسن کی باعث ہے آپس کی صفائی کا	کہ رنجش بھی گران ہونے لگی اُنکی طبیعت مین
تری موجِ طبیعت نازکی کو تازہ کرتی ہے	رگِ ابرِ بہاران ہے وہ گلزار نزاکت مین
بنے ہر نقشِ پا چشمہ بہے آبِ حیات اُس سے	چلون دو گام اگر یا د میانِ ماہ طلعت مین
سرِ رنجش پہ ڈالو خاک دیکھو لاش کو میری	پھرو گرد نظر آکر تم اپنی میری تربت مین

٧٩	مرے شعرون مین ہر اک دیکھے اپنی فکر کو عاقل صفائی آئینہ سے ہے سوا میری طبیعت مین	٢٠

ہو کہان گر وصل بھی ہو غیر کی تدبیر مین	آج کل وہ شوخ رہتا ہے مری تدبیر مین
ہے تلوّن آسمان کا گردشِ تقدیر مین	گھٹنے بڑھنے سے ہے لطف فرشِ تحریر مین
گفتگو ہے نقدِ جانِ عاشقِ دلگیر مین	کیا دہن سائل کا ہے سوفار تیر سے تیر مین

غیر کی توقیر کیون کر ہو مری تحقیر مین
دو عدو کی ہے کمی تحقیر سے توقیر مین

مین وہ لاغر ہون کہ وحشت کو بھی ہی مجھسے فروغ
جسم بنتی ہے چراغ خانۂ زنجیر مین

شوق آرایش یہ اُسکے جان دیتا ہے جہان
اپنی صورت دیکھتا ہے دیدۂ نخچیر مین

جان پڑ جائے جو ہر اک لفظ مین کچھ شک نہین
جان کیا دیتے ہین عاشق آپ کی تحریر مین

آتش دل پر نہ کیونکر اسکو مین سیدھا کرون
عیب ہے ناوک فگن کا بل اگر ہو تیر مین

بھیکی ہے تیری نصیحت ساتھ میرے غل مچا
شور سے ناصح نمک آجائے گا تقریر مین

مژدہ ای صحرا نوردی رخصت ای تنگی دل
کوئی دروازہ نہین ہے خانۂ زنجیر مین

قتل ہو کر استراحت کی بہت آرام سے
خواب مخمل تھا مگر سبزہ تری شمشیر مین

لاتے ہین گویا پیام مرگ پیکان اجل
نامہ بر آتا ہی خط دالن سے تو بندہ کر تیر مین

مژدہ شوق قتل دو قاتل نظر آنے لگے
بال ہے عکس کمر آئینۂ شمشیر مین

کتنی ناہموار ہی اللہ راہ انتظار
نیند بھی آئی شب فرقت نہایت دیر مین

تیرے عاشق قتل گہ مین کب چھپا سکتی ہین جان
جوہرون سے لاکھ آنکھین ہوگئین شمشیر مین

رزق بھی دے گر بڑھائی ہجر مین عمر ای خدا
کھا چکا جو تھا غم فرقت مری تقدیر مین

حرف طا بر فتحہ دیکر خط مین مطلب کو لکھا
نامہ بر کتنی ہے محرومی مری تقدیر مین

گرم رفتاری مری جوش جنون مین دیکھنا
حلقہ حلقہ شعلۂ جوالہ ہے زنجیر مین

پرتو رخسار نے کی آپ کی صورت گری
خوب قلعی ہو گئی آئینہ تصویر مین

٨٠
غدر تک تو گانون تھے سرکار شاہی سی معاف
اب ملا ملک سخن عاقل تمھین جاگیر مین
٢٠

ضعف سے اب کوئی اصلاح کی تدبیر نہین
کہ پلٹ جانے کے قابل مری تقدیر مین

ذہن تیرا دلِ دشمن بتِ بے پیر نہین
کیون ترے ذہن مین رہتی مری توقیر نہین

سنتا فریاد مری کیون فلکِ پیر نہین
پنبۂ گوش اگر نالۂ شبگیر نہین

نور پر نار کی ہوتی کبھی تاثیر نہین
گلتی سونے کی طرح مہر کی تنویر نہین

بے وسیلہ نہ ملے شمع رخون کا بوسہ
بے مددِ غیر کے کھلتے لبِ گلگیر نہین

کثرتِ ضعف سے عصیان ہوی نیکی میری
رحم کھا کر مجھے دیتا کوئی تعزیر نہین

محو ہو جاتا ہون جنبش سے تمہارے لب کی
سچ کہا تم نے مجھے لذتِ تقریر نہین

آہ وہ نالہ کہ جس نالہ سے اُلٹے نہ فلک
حیف وہ آہ کہ جس آہ مین تاثیر نہین

اتنی زورون پہ چڑھی ہے کہ مدام اقبال
روز چلتی ہے یہ چڑھتا دمِ شمشیر نہین

نرم دل حاضر و غائب مین نہین ہین یکسان
عکس سے آپ کی کھنچتی کبھی تصویر نہین

سختیٔ رہ سے نہین گرم روون کو نقصان
ٹوٹتی پتھر پہ کبھی مہر کی تنویر نہین

چھپ کے مے پینے مین کیا لطف ہے کیونکر کہتے
قدر افزائے گنہ دہشتِ تعزیر نہین

دی رہائی ہمین کاہیدگیٔ پیہم نے
ٹھیرتی پانون مین اپنے کوئی زنجیر نہین

جوڑتے ہین وہ خطاؤن کو مری گن گن کر
اس سے ثابت ہے کہ ثابت مری تقصیر نہین

کیا مزہ شعلۂ رخون کی ہے قدمبوسی مین
شمع کے پانون سے ہٹتا سرِ گلگیر نہین

فرطِ حیرت سے مرا پانون پہ کیون سر پہنچا
حلقۂ جوہرِ آئینہ تصویر نہین

خواہشِ زر مین ہوا خاک بہوس ناحق
خاک انسان سے بناتا کوئی اکسیر نہین

ناتوانی ہے مری رعشۂ دستِ بہزاد
کہ کسی شکل سے کھنچتی مری تصویر نہین

جلوہ آرو وے معنی کا ہے اب اور ہی اور
کہین اسوقت مین قدرِ سخنِ میر نہین

میر عاقل ہی کے بارہ مین کہا ناسخ نے

٨١	آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین	٢

اجل نہ آئیو جب تک نہ آئے میرا مسیح
مشغول ہے وہ سرو تماشائے باغ مین

بغیر یار تکلف سے ہے جان دینے مین
دل کیون نہ لالہ بن کے لگا پائے باغ مین

٨٢	زندگی ہمنے بسر کر دی مثال انگر خاک تو ہو چکے اب دیکھیے کیا ہوتے ہین	٢١

مشہدِ فصلِ بہاران ہے تنِ سفاک مین
صحبتِ ناکس ملائے نورِ ہستی خاک مین
ذرہ ذرہ اُڑ کے لپٹا گیسوئے سفاک مین
دی چمک اللہ نے کاملِ رخِ سفاک مین
کیون نہ حیرت چھائے چشمِ عاشقِ غمناک مین
خاکساری نے اُڑایا گردشِ افلاک مین
سامنے سے ہٹتے ہی الفت ملائی خاک مین
فصلِ گل مین بھی نہین رخصت نظارہ کی ہمین
دیکھتا ہون گردشِ قسمت کو اپنی بعد ذبح
معجزہ آموز ہے کتنا تصور بھی مرا
کس طرح اپنی بُرائی پر نہ ہو ہر دم نظر
ہے عزاداری کے پردہ مین خرابی بھی مری
کام آئے بعد مردن آخرش تارِ نفس
آپ کو سمجھین گے ہم اپنی تپِ غم کا علاج

گل پسینے سے کھلے ہین یار کی پوشاک مین
شعلہ روغن سے نہ اُٹھے پنبۂ نمناک مین
ہے پریشانی سے جمعیت ہماری خاک مین
تھی جو کچھ باقی وہ سب ہے دردِ دل صد چاک مین
مثلِ عکسِ آئینہ ہو اپنی تم پوشاک مین
اک بگولا ہون مین اس صحرائے وحشتناک مین
آئینہ مین عکس تھا یا وہ ہماری تاک مین
نکہتِ گل بھر گئی اتنی قفس کی چاک مین
ایک دورہ چرخ کا ہے دورۂ افلاک مین
کھینچتی ہے تصویر تیری دیدۂ نمناک مین
مردمک بختِ سیہ ہے دیدۂ ادراک مین
خاک اُڑانے آئے وہ جب مل گئے ہم خاک مین
ہو گیا اُن سے رفو اپنی لحد کے چاک مین
گو کھرو کے جھاڑ ٹانکے کاسنی پوشاک مین

کیون نہین انگشتری دیتے نشانی تم مجھے
پر وہ چشم عدو شائد ہے اُس کی ڈاک مین

کاٹ لی گردن مری تسمہ لگا رکھا نہین
کیا لگاؤ گے سمندِ ناز کی فتراک مین

جسقدر رتبہ بڑھے ہوتا ہے آپسمین نفاق
بُعد اتنے اوج پر ہے ہمدگر افلاک مین

جلوہ گاہ یار کا قاصد پتہ پوچھتا ہے
ذرہ ذرہ چشم حیران ہے وہان کی خاک مین

حاجتِ چارہ گری گردش نصیبونکو نہین
کب ضرورت ہی رفو کی کوزہ گر کی چاک مین

اشک کی جا آنکھ سے جاری ہوئی اک سیل خون
ہجر کی شب تھی یہ سوزش دیدۂ نمناک مین

٨٣	دل کے ویرانہ مین خم عشق رہبر ہو گئے خضر عاقل ملگئے صحراے وحشتناک مین	١٣

وہ خوشی مین سخنِ رنج فزا کرتے ہین
وصل مین شکوۂ اغیار کیا کرتے ہین

ترک کرنے پہ بھی اتنا ہے تعلق اُن کو
غیر کے نام پہ وہ ہاتھ ملا کرتے ہین

نہ جا تو غیر کے گھر اسقدر ہو وہ محتاج
ستم کی خاک اُڑا انکو گھر مین خاک نہین

شائد وہ تصور مین مرے آئے ہوئے ہین
کچھ زخمِ جگر شام سے مرجھائے ہوئے ہین

ہے شوق اُنھین ہم کو ستائین سرِ محفل
کچھ ہم بھی سمجھ سوچ کے غم کھائے ہوئے ہین

دیکھے تو کوئی حسن کی ناتجربہ کاری
دل لیکے جو مکرے ہین تو شرمائے ہوئے ہین

کہتے ہین عدم تک بھی نہین اُسکا پتہ ہے
ہان اہلِ سخن تیری کمر پائے ہوئے ہین

پرچھائین بھی اپنی وہ دکھاتے نہین ہمکو
یا دل کی طرح اُن پہ عدو چھائے ہوئے ہین

ای بادشہ حسن فقیرونکی طرف بھی
دامانِ طلب دیر سے پھیلائے ہوئے ہین

نکلے ہین پریشان درِ میخانہ سے واعظ
کچھ بات ہی ایسی ہو جو گھبرائے ہوئے ہین

ویرانئ دل اب ہے تصرف تما دکا
اغیار مرے آن کے ہمسائے ہوئے ہین

لو ہم ہین بہت شربت دیدار کی پیاسے		لیکن ترے ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہین
۸۴	ہی روز نیا شور بپا ملک دکن مین یان حضرت عاقل تو نہین آئے ہوے ہین	۳
یہ آرزو ہے کہ یاس ابد پہ شاد رہین وہ خوش ہین رنج سے میری تو ہمنشین کیا غم بلا سے مشق تغافل ہی وہ کیے جائین		مرا د ہے یہی اپنی کہ نامراد رہین مجھے یہ رنج گوارہ ہے وہ تو شاد رہین یہ بھولنے ہی کے انداز کاش یاد رہین
۸۵ تپان نہین ہون یہ فرقت کی دن کے وعدہ سے		شب وصال کا دھڑکا ہی ہمنشین دلمین ۱۰
رہے افتادہ اے عاقل مقدر سے یہین برسون رہے گا صبر کو روتا دل اندوہگین برسون ستانی کیلیے تجنیس خط مین مشق ہوتی ہے اڑائی تھی کبھی یہ خاک مین نے عشقبازی کی خدا جانے تمھین تھے میری جان یا اور کوئی تھا نکالون دل سے گر اسکو کلیجہ بھی نکل آئے عجب کچھ اعتبار ابتو ہوا ہے ناتوانی پر نکل کر دل سے ویران کر چلے کس دلسے تم دلکو سوال وصل کیا کیجے کہ فرقت کی شکایت پر		ہمین بھی یاد رکھے گی دکن کی سرزمین برسون خدا بخشے رہا ہے وہ ہمارا ہمنشین برسون لکھا پرسون کا وعدہ ہی کہ مین سمجھون کہین برسون رہی ہے اسکے کوچہ کی مری سر پر زمین برسون رہی ہے ایسی ہی صورت مری دلمین کہین برسون ترا پیکان اے ظالم رہا ہے دلنشین برسون جہان بٹھلا دیا بیٹھے رہی ہم بھی وہین برسون وہی ہے یہ مکان جس مین ہی تم بھی مکین برسون ہمینون مین سنا اتنا کہ گزریگی یونہین برسون
۸۶	سمجھ کر طعن عاقل کو مقدر پر تو کرنا کسی کی آستانے پر رہی اسکی جبین برسون	۲
دلمین شوق زوال رکھتے ہین		ہم بھی ناقص کمال رکھتے ہین

	وصل ہو شکر ہو شکایت ہو	ہم بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین	
۸۷	پیچیدگی طبع کی یہ صاف ہر دلیل	معنی اُلجھ کر رہ گئے اُنکے کلام مین	۷
	جنان کا وصف بیجا ہے یہ دلنشین تو نہین	وہ کوئے یار کی اے شیخ گلزمین تو نہین
	سبب دورنگی کا مہر ومہ مبین تو نہین	فلک کے پردہ مین ای جان جان تمھین تو نہین	
	مکان دل مین جو ویرانیون کی ہی رونق	ذرا خیال سے دیکھو کوئی مکین تو نہین	
	سُنا ہے آج وہ برباد خاک کرتے ہین	کسی غریب کے مدفن کی وہ زمین تو نہین	
	تمھارے در سے کسی طرح یہ نہین اُٹھتی	تمھارا نقش کف پا مری جبین تو نہین	
	کسی کا دل تو دکھایا نہین ہے ای واعظ	گناہگار رہون یہ آنکھ شرمگین تو نہین	
۸۸	غزل سُنائیے عاقل یہ خانخانان کو جو قدر دان کوئی دہر مین نہین تو نہین		۴
	آرام یان تو ہجر مین اک آن بھی نہین	اور وہان خدا کے فضل سی کچھ دھیان بھی نہین	
	اعدا کے آگے قتل کیا مجھکو بے گناہ	اور اُس پہ یہ ستم کہ پشیمان بھی نہین	
	کہتے ہین وہ ستم کا تحمل محال ہے	سچ تو یہ ہے کہ ہم مین وہ اب جان بھی نہین	
۸۹	عاقل سے اور بے ادبی بزم غیر مین ایسا خدا نہ کردہ وہ نادان بھی نہین		۱۳
	دیکھنے کا جز کوئی چشم ستمگر مین نہین	دیکھ لو نور بصیرت چشم جوہر مین نہین	
	دل وہ کیا جو طرۂ زلف معنبر مین نہین	لعل وہ پتھر ہے جو شاہون کی افسر مین نہین	
	ہجر کی شب کی تڑپنے کا یقین کیونکر وہ لائین	لاغر اتنا ہون شکن تک بھی تو بستر مین نہین	
	آرزوے وصل اُس سے یہ بھی قسمت کا لکھا	وہ مری تقدیر کا ہے جو مقدر مین نہین	

جب کوئی کہتاہے مرتا ہے ترا بیمار اب
کہتے ہین مرنے کی طاقت ایسے لاغر مین نہین

مجمع اغیار سے ہے مرگ تنہائی مین لطف
شام غربت کا بھی جلوہ صبح محشر مین نہین

وعدہ کی شب تا سحر شستن صفا کا شغل تھا
ایک ذرہ بھی جواب جھنکو تو بستر مین نہین

ہر طرح سے ہم مٹائینگے خط تقدیر کو
جان دینگے گر وصال اپنے مقدر مین نہین

اسقدر پٹکا کیا ہون سر تمہارے در پہ مین
اب خیال وصل بھی ای جان مری سر مین نہین

ہے دیوانون کو بلوانا یہان کیا تھا ضرور
تار یک باقی کوئی دامان محشر مین نہین

بندگی کو ناز ہے یہ بے نیازی دیکھکر
بے نیازی بھی مزاج بندہ پرور مین نہین

ظلم ہو اور ظلم مین تمیز یار و غیر ہو
یہ سلیقہ ہمدمو میرے ستمگر مین نہین

٩٠	بعد مدت گھر پہ آئی ہو غزل لکھواک اور قافیہ عاقل ہو گھر رہتے اگر گھر مین نہین	١٠

ضعف سے کس وقت اک چکر مری سر مین نہین
اسطرح سے گھر مین ہون گویا کہ مین گھر مین نہین

آپ سے باہر ہوا ہون آپ کو مین دیکھکر
مین نظر کی طرح گھر مین بھی ہون اور گھر مین نہین

تیری محفل مین محل کب ہے مری افتادگی
سایۂ دیوار ہی گھر مین بھی اور گھر مین نہین

وحشت ویرانہ سے حاصل ہوئی عمر ابد
ہول کھا کر موت بھی آتی مرے گھر مین نہین

دم قدم دیوانگی کا ہو خزان ہو یا بہار
دشت مین کیا خاک ہی ہمدم جو یہان گھر مین نہین

زلف و رخ مین جلوہ گر نکلون تمہاری گھر سے کیا
گھر کا سایہ ہون کبھی گھر مین کبھی گھر مین نہین

آنکھ مین کیونکر رہے آنسو تو ہی ناصح بتا
یہ وہ لڑکا ہے کہ جو رہتا کبھی گھر مین نہین

صاف مثل آئینہ ہے گو تباہی سی مکان
گھر مین رہ کر عکس کے مانند مین گھر مین نہین

یہ بہار - اور ایسی پابندی - یہ وحشت - اور یہ ضعف
وائی ناکامی کہ جنگل بھی کوئی گھر مین نہین

۹۱ | ہمسروں کو رشک - کم کو رنج - اعلیٰ کو نفور
فائدہ عاقل مگر اظہار جوہر مین نہین | ۱۷

نہ گنتی ہے کوئی میری کسی مد مین نہ داخل ہون
لِلّٰہ رتبہ فضیلت کا کہ ہر مد سے مین فاضل ہون

تڑپنا کیا مین جانون اپنی راحت سی بھی غافل ہون
کسی سفاک کی تیغ تغافل کا مین بسمل ہون

برابر ہے مرا مرنا نہ مرنا کیون کری زحمت
اجل کیواسطے گویا کہ مین تحصیل حاصل ہون

چھپاؤن کسطرح سے قید مین وحشت کو ای ناصح
مین خود اس ناتوانی کی سبب شور سلاسل ہون

مری بیتابیان ہین اضطراب آموز نظارہ
تمہارے دیکھنے کیواسطے مین آپ حائل ہون

سراسر آرزو مین بن گیا ہون ناتوانی سے
الف کی طرح لفظ آرزو مین خود مین داخل ہون

مرے جلاد کو دامن کشان جانے دو مقتل سے
مرا کیا خون بہا مین کشتۂ انداز قاتل ہون

مخاطب کرلیا اپنی طرف چشم سخن گو کو
رقیبون کی بھی اس جادو بیانی کا مین قائل ہون

مری آغوش مین رہ کر جدا رہتا ہی تو مجھسے
تو بحر حسن اگر ہے تو مین لب خشکیدہ ساحل ہون

یہی کوشش ہراک جزو بدن کی ہے کہ مل جاؤ
تمہاری آرزوئی وصل کی خاطر مین اک دل ہون

ہوا اغیار کی ایسی بندھی ہی بزم جانان مین
پریشان حال کی ہوتا ہون مین جو شمع محفل ہون

مری افتادگی کے رہتے ہین چرچے زمانہ مین
کسی ہرجائی کے نقش قدم پر مین جو مائل ہون

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ساتھ ہی میرے
جرس ہی آہ - مین اس قافلہ کا میر منزل ہون

مرا عیب و ہنر احباب و دشمن شوق سی دیکھین
کمال و نقص مین گویا ہلال و ماہ کامل ہون

غرض تھی دادخواہی سے کہ اسکو رحم آجائے
قیامت مین بھلا انصاف کا کسطرح سائل ہون

وہ ہے نا آزمودہ کار اور مجمع قیامت کا
کہین کہہ دے نہ گھبرا کر کہ اسکا مین ہی قاتل ہون

نہ کیونکر نغمہ پیرائی کا ہر سو شور ہو عاقل

۹۲	ریاضِ نظم مین بشیاک مین سرِ محفل عنادل ہون	۳
ہمارے دل کی ویرانی کی سامان ہوتی جاتی ہین عجب کچھ ربط یکرنگی بڑھا شیخ و برہمن مین		کہ اُنکے گیسوی مشکین پریشان ہوتے جاتے ہین تمہارے عہد مین کافر مسلمان ہوتے جاتے ہین
۹۳	ملی ہے اتفاقاً انکو صحبت خان خانان کی خدا کی فضل سی عاقل سخندان ہوتی جاتی ہین	۱۹
وہ جوشِ حسن سی خود بھی عجب مشکل مین رہتے ہین		کہ اپنی آرزو بن کر ہمارے دلمین رہتے ہین

دلبری ہوگی دلنشین نہ کہین
دل لگا لین گے ہم کہین نہ کہین

ضعف سے جان رہے یہین نہ کہین
حشر ہو وقتِ واپسین نہ کہین

نہ مچل بزمِ ناز مین اے دل
دیکھ لے چشمِ شرمگین نہ کہین

کوچۂ بُت کے ذرون مین ہی تڑپ
دل ہمارا ابھی ہو یہین نہ کہین

دشتِ وحشت کی ہاتھ مین ہے پھنسی
چاک ہو جائے آستین نہ کہین

ذکرِ فرقت نہ وصل مین کیجیے
سہم جائے دلِ حزین نہ کہین

زلف کو ہاتھ سے نہ چھیڑ ای دل
نکلے یہ مارِ آستین نہ کہین

واعظا جا نہ میکدہ کی طرف
تو بہک جائے راہِ دین نہ کہین

ڈھونڈتے ہین جسے جہان مین ہم
خانۂ دلمین ہو مکین نہ کہین

اُنکے وعدے ہین سب قیامت کے
شاد ہونا دلِ حزین نہ کہین

اشکِ خون کا ہی جوش ڈر ای چرخ
رنگ لے آئے کچھ زمین نہ کہین

ضعفِ ہجران کی آہ سی ہی خوف
ہو دمِ سرد واپسین نہ کہین

کہیئے تو اپنے ظلم کی باتین
آپ نے خیر سے کہین نہ کہین

آج ارمان کے ولولے وہ نہین — دل کو بھول آئے ہم کہین نہ کہین

کیسے چھپے ہوئے تھے محشر بہین — ایسے ہوتے وہ شرمگین نہ کہین

اُن کے وعدون کی یاد تھین باتین — ہو رہے چپ مگر حسین نہ کہین

سخت رندون سے دل نہ کر واعظا — تو بنے سنگ سو راہ دین نہ کہین

جبہہ سائی سے بھی نہ چمکا بخت — مٹ گیا ہو خطِ جبین نہ کہین

ن

چلتے چلتے غزل کہی عاقل
ہو یہان کوئی خوردہ بین نہ کہین

حال کھل جاتا ہے زلفون کی پریشانی کا — آئینہ دیکھکے ہوتے ہین پریشان دل مین

۹۴ — ردیف واو — ۷

کیون ہم اے شعلہ رخو تم سے لگائین دل کو — کیا ضرورت ہے جو ہر وقت جلائین دل کو

تیرے رخ پر سے نظر تک تو نہین اٹھ سکتی — یہ کہان زور کہ ہم تجھ سے اُٹھائین دل کو

خون جب ہو گیا پہلو مین رکھین پھر کیون ہم — جی مین آتا ہے کہ آنکھون سے بہائین دل کو

نہ وہ آتے ہین نہ نیند آتی ہے پھر کیا کیجے — داستانِ شبِ فرقت ہی سنائین دل کو

اُن سے جب پوچھون کہ ہے کون مرا دشمنِ جان — ہاتھ سینہ پہ مرے رکھ کے بتائین دل کو

یار کی شکل ہے آئینۂ دل مین ورنہ — ناصحا پھر نہ کہو کچھ جو دکھائین دل کو

۹۵ — کہین جان بچتی ہے عاقل صنمون سے توبہ
جی چرائین کبھی اُن سے تو چرائین دل کو — ۱۷

ہو کاش تلون ہی مگر شوق فزا ہو — تم اس مین بھی پورے نہین پابندِ جفا ہو

حسنِ تنِ نازک اگر اعجاز نما ہو / ہر نخل ترے جامۂ گلشن کا ہرا ہو

تم کیا ہو خدا جانے کہ کیا جلوہ نما ہو / برقع جو رخ شاہدِ امید سے وا ہو

دن کو تو رہ گرمیٔ انکار اِبا ہو / شب کو سفرِ قافلۂ شرم و حیا ہو

سر تن سے جدا یون ہو کہ تسمہ نہ لگا ہو / گر اپنا تصور مین تہِ تیغ گلا ہو

ملنے کی روش بھی مری غیرون سے جدا ہو / بے وجہ ستم خوب ہے گر روز نیا ہو

دعوائے نزاکت دمِ تزئین نہ بجا ہو / آئینہ جو آغوش مین لے لے تو مزا ہو

باندھا سرِ مینائے مئ ناب مغان نے / تا دردِ خمارِ مئ عشرت کی دوا ہو

زخمون کے تصور سے بھی محروم رہے ہم / ہاتھ اُن کا نزاکت نے مگر تھام لیا ہو

یہ سان پہ اُترے ترا خنجر کہ ہو بیکار / یارب کسی مقتول کی مقبول دعا ہو

ہے اُس رخِ دلچسپ پہ اک خال نمودار / شائد وہ ہمارا ہی کہین دل نہ لگا ہو

زاہد وہ مزہ ہم کو ملا عشقِ بتان مین / جو خواب مین بھی تم کو میسر نہ ہوا ہو

تھم تھم کے چلے تیغ نزاکت سی گلے پر / تا شکر گلا کاٹنے کا ہو تو گلا ہو

کہتا ہے کہ جنت مین بھی ہوگا نہ کوئی بت / رکھا نہ کہین کا مجھے واعظ کا برا ہو

مین اور اُٹھون گریہ کنان بزم سے اُنکی / اغلب ہے کہ طوفان کوئی واں سے اُٹھا ہو

بخشش کو نہین سعی وسیلہ کی تمنا / وہ گالیان دیتے ہین خطا ہو نہ خطا ہو

۹۶

وہ نالۂ موزون دل نالان سے ہو عاقل
جس مین لبِ معشوق بھی کچھ نغمہ سرا ہو

۲۶

وہ کہتے ہین ہم بس مین تری آئین تو کیا ہو / ہم کہتے ہین وہ ہوئے جو دیکھا نہ سنا ہو

خواہان جفا کیونکہ جفاؤن سے خفا ہو / ہو خاتمہ بالخیر اگر ختم جفا ہو

داغِ جگر اپنا خضرِ راہ نما ہو
یارب وہ تری یاد کا نقشِ کفِ پا ہو

تم گرمی و سردی کا زمانہ کی مزہ ہو
تم غیرتِ مہتاب ہو تم مہر لقا ہو

ہے اتنا تلون تو کہین زیب فزا ہو
رنگِ رخِ عالم سے کہو رنگِ حنا ہو

فرماتے ہین جب اُنکی رُکھائی کا گلا ہو
ڈھونڈھو کوئی معشوق جو عاشق پہ فدا ہو

ہم حال کہے جائین سُنو یا نہ سُنو تم
تم اُسکو سُنے جاؤ بُرا ہو کہ بھلا ہو

ناصح ہے بہت دور مقام اپنی سمجھ کا
اغلب ہے تری پند سے پہنچا نہ گیا ہو

حاجت نہ پڑے بعدِ فنا مجھکو کفن کی
جب ایک ہی شعلہ کی طرح جسم و قبا ہو

یارب وہی چارہ شبِ فرقت مین ہو میرا
دشمن کی جو مقبول مرے حق مین دعا ہو

تم دیکھتے آکر نہ کبھی زخمون کو میرے
تم کو یہ بھروسہ ہے کہ تم ماہ لقا ہو

یہ رنگ مری زیست کا ہے صبح شبِ وصل
جیسے سرِ ناخن پہ رہا رنگِ حنا ہو

وہ پردہ در پردۂ غفلت ہی جہان کو
میرا ابھی کوئی بھید اسی پردہ مین چھپا ہو

ہے تیغ کی آب اُن کا پسینا جو کٹا وہ
شائد کسی عاشق کا گلا رنگِ قبا ہو

اُٹھتی ہے چمک برق کی سی دردِ جگر مین
زخمون کو مرے تارِ تبسم سے سیا ہو

رہ جائے دمِ ذبح تڑپنے کی تمنا
سینہ مرا زانوے نخافت سے دبا ہو

آنا ہی نزاکت سے یہان بار ہے اُنکو
ہے اور گرانی جو خیال اُنمین لگا ہو

ڈرتا ہون کہ ہیرے کو زمرد نہ کرے خط
رنگینئ سبز ترے رُخ کی ضیا ہو

کیا فہم ہے. بوسے تو تصور مین ہون لیتا
ڈرتا ہون وہ چھپ کر نہ کہین دیکھ رہا ہو

آبِ رُخِ یاقوت ہو آبِ دمِ شمشیر
ہاتھون مین پگھلتا ہو ترے رنگِ حنا ہو

ہو میری طرح شورِ قیامت بھی پریشان
کچھ تو مرے سونے سے جگانے کی سزا ہو

بے پردہ گی ہو جلوہ نمائی اُسے اپنی
پہنے ہوے وہ ماہ کتان کی جو قبا ہو

گھر میرا اُجھلا دے گی شب تیرگیٔ بخت
آزار کو مژدہ ہے جو قسمت مین شفا ہو

شمع رہ امید ہو مصباحِ دل اپنا
روشن جو ترے شعلۂ عارض سے دیا ہو

اُٹھ سکتا نہین بزم سے بیمار تمھارا
غیرون نے کوئی اُس پہ نہ الزام رکھا ہو

۹۷ الفاظ کی خوبی سے کھُلے بھید نہ عاقل
اغلب ہے کہ خط روشنیٔ خط مین پڑھا ہو ۲

ایک بُت نادان کی باتین سُنکر جو تم مرتے ہو
سید صاحب عاقل ہو کر کیسی باتین کرتے ہو

وصل کی شادی ہجر کا صدمہ اُنسے کہا تو کہتے ہین
روز یون ہی تم جیتے ہو اور روز یون ہی تم مرتے ہو

۹۸ رشک کیا اتنی ہی اُس شوخ سے الفت مجھکو
کہ ہوئی غیر کی نفرت سے محبت مجھکو ۲۵

نفس پر آہ کی روکا دخان کو
کیا قائم ہوا پر آسمان کو

اگر وسعت مین دون اپنے گمان کو
جہان مین جا ہون پہنچا دون جہان کو

یہ طاقت ہے تمہارے ناتوان کو
کہ نظرون پر چڑھایا دو جہان کو

الٰہی دے ید بیضا بیان کو
کف بے پنجہ کہتے ہین زبان کو

کدورت دل کی ہے آہون کے ہمراہ
بنا دین گے زمین ہم آسمان کو

نزاکت اپنی شائد دیکھتے ہین
اُٹھائی تیغ میرے امتحان کو

رہین گی خواب مین بھی باز آنکھین
نہ سُنیئے آپ میری داستان کو

رکھا در پر تواضع مین سحر تک
عجب خاطر تھی میری پاسبان کو

غرض ہے جوہرِ ذاتی سے اعلیٰ
بلا ہے فوق لب پر رنگ پان کو

وہ پردے مین مثالِ مردمک ہین
نظر آتے ہین پر سارے جہان کو

جہالت سے ہین اُنکے مُنھ لگا ہون — کہ ہردم ٹوکتے ہین وہ زبان کو
ملا تھا اضطرابِ برق اِس کو — تنِ خاکی ملا کس طرح جان کو
وہ ابرو مین مژہ کا تیر رکھکر — بناتے ہین کمان نونِ کمان کو
کرین گے نذرِ حلاجِ محبت — ہم اپنے پنبہ زارِ استخوان کو
وہ ڈورے آنکھ کے لو چارہ سازو — انھین رشتون سی میرے زخم ٹانکو
ہمارے رُخ کی زردی سے وہ خوش ہین — بہار اپنی سمجھتے ہین خزان کو
بڑا ہے سب سے ویرانی کا رتبہ — رکھا ہے سب سے اونچا لامکان کو
دہن سے ہے روان بحرِ فصاحت — بہ ماہی کہو میری زبان کو
دیا ہے دستِ بیعت تو نے زاہد — جو پکڑا دامنِ پیرِ مغان کو
دمِ سجدہ ہوا یہ جذبِ الفت — جمایا سر پہ سنگِ آستان کو
ملائک کو تمنائے سند ہو — بڑھاؤ تم جو میرے امتحان کو
اگرچہ جنسِ ناقص ہے دلِ زار — مگر تم کچھ تو قیمت اس کی آنکو
بنے گی شاخِ مرجان خشک ہو کر — رکھون گا بحرِ غم مین نخلِ جانکو

٩٩ — نہ فن آئے گا بے اصلاحِ استاد
نہ عاقل اسطرح تم خاک پھانکو — ١٤

جو دیکھا ممتحن میری زبان کو — زباندانی کا دعوی ہے بیان کو
چڑھایا چرخ پہ نالہ نے جان کو — بناکر نردبان موجِ دخان کو
یہ وسعت ہے مرے صحنِ مکان کو — کہ اک گوشہ مین رکھا دو جہان کو
نہین مٹھی مین جنکی نقدِ الفاظ — کفِ بے پنجہ کہتے ہین زبان کو

زمانہ عالم برزخ کی ہو سیر
نکالون زندگی مین تن سے جان کو

ہماری آتش دل لیکے دو تاؤ
خم ابرو جو دینا ہو کمان کو

ہوئے عشق دہان یار مین گم
دیا جسم حنائی ہمنے جان کو

سمجھ کر پنبۂ مینا مغان نے
تن زاہد سے کھینچا استخوان کو

دہان تیر میرے استخوان کھائے
بناؤ گر ہما زاغ کمان کو

چلے گی نبض مجنون بن کے ہمراہ
نہ چھو لیلی رگ سنگ مکان کو

بنے گی کیا کہ اعدا بو الہوس ہین
نہ چھوڑے گا وہ خوئے امتحان کو

بچے مجھ سے جو کچھ سختیٔ دوران
ملے وہ سب دل سخت بتان کو

بیان خستہ حالی تو مرا سن
دکھا کر چاندنی اک شب کتان کو

۱۰۰	غضب ہے دل کے آجانے کا صدمہ کیا پیر اس نے عاقل سے جوان کو	۲

پہلے تو آب عارض بت سے وضو کرو
گو خط ہے مرہم دل بیتاب دوستو

واعظ خدا کے عشق کی پھر گفتگو کرو
لیکن علاج دیدۂ دیدار جو کرو

۱۰۱	اللہ اللہ نامہ بر کی مژدۂ آمد کا فیض	یار کے گھر تک پہنچ جاتا ہون استقبال کو	۱۳

خیال قبر جو ذوق شراب دے مجھکو
تو یاد زلف کی اُلجھن عذاب دے مجھکو

کبھی جو اُس سے کرون قتل غیر کا شکوہ
زبان تیغ سے ظالم جواب دے مجھکو

جواب دون مین اسی سے تمہاری غصہ کا
تمہاری زلف اگر پیچ و تاب دے مجھکو

زبان مدحت دندان یار دھوؤن مدام
جو وام گوہر نایاب آب دے مجھکو

تمہاری چشم سخن گو سے گر سوال کرون
تو ایک بات کے سو سو جواب دے مجھکو

دہی مین صرف کردن شیخ کی نصیحت مین
جو شیخی اپنی مشیخت مآب دے مجھکو

سوال وصل پہ خاموش کیون ہوا ظالم
جواب گر نہین دینا جواب دے مجھکو

خیال ہو جو کبھی دید روئے جانان کا
ہزار طعنے مرا ذوقِ خواب دے مجھکو

کرم کو چاہیے تعداد نے سخا کو شمار
جو تجھکو دینا ہو وہ بےحساب دے مجھکو

جواب تم نہین دیتے نہ دو بنی ہر بات
خدا یہی دہنِ لاجواب دے مجھکو

حساب کا مجھے کیا خوف ای محاسب حشر
تو اپنے فضل سے جب بےحساب دے مجھکو

۲۴	کبھی ہوا تھا مین غش ضعف سے وہ کہتے ہین کہ اتنی دیر کا **عاقل** حساب دے مجھکو	۱۰۲

دلمین ہو اور آنکھ مین جلوہ عیان نہ ہو
یہ بھی کوئی ادا ہے وہان ہو یہان نہ ہو

جز جستجوے شوق کوئی راز دان نہ ہو
خلوت وہ چاہیے ہے کہ تو بھی جہان نہ ہو

گزرا مین حور و خلد سے ظالم نہ کر شہید
دوزخ بھی مجھے قبول ہی تو بدگمان نہ ہو

غیرون کو قتل کرکے وہ کہتے ہین ناز سے
یہ بھی ہے امتحان کہ ترا امتحان نہ ہو

ناصح اب اتنی مجھ مین توانائی آ گئی؟
اچھی کہی کہ بات بھی دل پہ گران نہ ہو

شائد تم آکے حال مرا پوچھو اُس گھڑی
جب مجھ مین حال کہنے کی تاب و توان نہ ہو

غربت ہو یا وطن ہو جہان چاہی موت دے
یارب مگر وہان کہ جہان آسمان نہ ہو

بزمِ عدو مین مجھکو بلانا نئی ہے بات
پوشیدہ اس طلب مین کوئی امتحان نہ ہو

ہلکی سی گرد پیچھے ہے اے اہلِ کاروان
تم مین سے دیکھنا یہ کوئی ناتوان نہ ہو

آہون پہ میری بزمِ عدو مین وہ کہتے ہین
یہان کوئی گر جلے تو جلے پر دھوان نہ ہو

مجھ جیسے ناتوان سے رکھتے ہو کیون غبار
آئینہ پر بھی جسکے نفس کا نشان نہ ہو

پوشیدہ مجھ سے بزمِ عدو مین وہ می پئین	اور اُس پہ سعی یہ کہ نظر سے عیان نہ ہو
ہشیار دستِ زجر بڑھاتا ہے محتسب	رندو یہ دست بعیتِ پیرِ مغان نہ ہو
امید صبر ہے ابھی فرقت کی شب مگر	بیتاب اتنی اے اجلِ ناگہان نہ ہو
بجلی اُلجھ کے رہ گئی کانٹون مین بُری طرح	یارب کہین وہین تو مرا آشیان نہ ہو
چھُٹنے پہ بھی ملال کا جاری ہے سلسلہ	اک جا مقیم گردِ پسِ کاروان نہ ہو
اے لاغری مدد کہ ہین اغیار کھوج میز	طے ہو وہ راہ یون کہ قدم کا نشان نہ ہو
وہ جائین اور جا نہ سکے جان ضعف سے	مجھ سا بھی یا الٰہی کوئی ناتوان نہ ہو
ائی خامشی جلا نہ مجھے اُن کی بزم مین	جُز شمع اور کوئی مرا ہمزبان نہ ہو
کہتے ہین جاتے وقت نیا امتحان ہے	جب جانین ہم کہ آنکھ سے آنسو روان نہ ہو
یون تو بہت سُنی ہین تری لن ترانیان	دیکھین اگر نقاب مین جلوہ نہان نہ ہو
کب تک امید و بیم ہو اب ہم ہین اور غیر	پھر کیا کرین جو تم کو سرِ امتحان نہ ہو
سُنیے گا دل سنبھال کے فرصت ہو جب کبھی	قصہ ہے دردِ دل کا کوئی داستان نہ ہو

۱۰۳	رنگِ سخن سے جسکے کھِلے باغ بزم مین ای ہمنفس یہ عاقلِ رنگین بیان نہ ہو	۵

پردہ کوئی چھپا نہ سکے آفتاب کو	ہم جزوِ حسن سمجھے ہین اُن کی نقاب کو
پہنچا دے آہ وان مری چشمِ پُر آب کو	پائے ثبات زور ہوا ہے سحاب کو
ہم چاہتے ہین ہو نہ کوئی وصل مین مُخلِ	اچھا ہوا جو اُس نے اُٹھایا نقاب کو
آتش نہ حُسن کی ہو خود آرائی کو مُفسِد	آئینہ سے کہو کہ بڑھائے کچھ آب کو

	بسم اللہ سے حلال کیا لقمۂ حرام	

١٠٤	دوزخ مین اپنے بھرتے ہین زاہد ثواب کو	١٢

وہ ایذا دوست ہون منظور گرمی مین جو جنت ہو
پڑے سایہ مرے سر پر تو اک کوہ مصیبت ہو

مجھے ڈر ہے کہ واعظ وعظ کی ثابت نہ حرمت ہو
غضب ہی وعظ کی ہر لفظ مین مے کی شراکت ہو

ترے دیوانے کو ممکن نہین مجنون سے نسبت ہو
نہ ہو پکھراج شیشہ لاکھ اشکی زرد رنگت ہو

اُسے پھر نیکے مین نقصان سمجھا دون کہ راحت ہو
مرے آگے اگر پھرتی کہین سے اُنکی رغبت ہو

ہمین بوسہ دو یا الزام یا دشنام مالک ہو
مگر وہ دو تمھین جس چیز کی دینے کی قدرت ہو

بچاتے ہین وہ دامان نظر کو خون کی چھینٹون سے
تڑپنے پر ہمارے کیا نظر وقت شہادت ہو

ہزارون مردے جی اُٹھے قیامت کی تصور مین
اگر مشق خرام ناز مین تم بھی قیامت ہو

تو وہ بدخو ہے تجھ سے دور رہتا ہی ترا سایہ
ترے نزدیک کیونکر اے ستمگر تیری عزت ہو

اُسی دانہ سے خرمن ہو اُسی خرمن سی دانہ ہو
یون ہی وحدت سے کثرت ہو یون ہی کثرت سے وحدت ہو

کیا محو آپکو اتنا کہ تو ہی تو ہوا مین بھی
تعجب ہے کہ پھر تجھکو مرے ملنے سے نفرت ہو

نگاہ ناز کا صرفہ عبث ہے ایسے لاغر سے
ترے گرد نظر مین اے ستمگر جس کی تربت ہو

کمر اپنی ہوئی صورت کمان کی ضعف پیری سے
کہ خجلت سے گنہ کی نقشۂ نون ندامت ہو

١٠٥	یہ سخت اور طبع حاسد ہی سبک پھر کسطرح عاقل زمین شعر پر نقش کف پائے طبیعت ہو	٣

وہ آئے دعا سے جو مری چار پہر کو
مہمان رکھون یار کے بدلے مین اثر کو

ناصح مری وحشت کا اثر دیکھ کے لے چل
ہو جائیگا جنگل ابھی جاؤن گا جو گھر کو

بیطرح بڑھا اس کو تڑپنا شب وعدہ
تسکین تو ہی دے دل بیتاب جگر کو

کس سے کہیے ظلم شوق تازہ گوئی ہای ہای
بزم عالم مین ہمسا ما ہمزبان کوئی نہ ہو

قطعہ

ہم بھی سنتے تھے جو تم کہتے تھے عاقل اس سی شب
وصل ہو ایسی جگہ ای جان جہان کوئی نہ ہو

جز خیال لطف وصلت شوق حسرت کے سوا
وسوسہ بھی دلمین ای جان جہان کوئی نہ ہو

بیچ سے شرما کے شرم اٹھے یہ ہون بے شرمیان
بے حجابی کے سوا مان درمیان کوئی نہ ہو

آہ ہو لب پر نہ میرے اور نہ غمزہ آپ کا
بدنفس کوئی نہ ہو اور بدگمان کوئی نہ ہو

نامۂ اعمال یہ بھر جاے حال وصل سے
عمر بھر تحریر فرقت کا نشان کوئی نہ ہو

لکھتے لکھتے کاتب اعمال بھی گھبرا اٹھے
ایسی طولانی سلف کی داستان کوئی نہ ہو

سہل ہو اس طرح بطلان محالات حکیم
ہو خلا ہی از زمین تا آسمان کوئی نہ ہو

اسقدر ہو اشتیاق انگیز باتون کا ہجوم
جا خیال غیر کی خاطر وہان کوئی نہ ہو

تم بھی مست ناز ہو افسانہ ہو تا راز وصل
آپ ہین مین بھی نہ ہون نا رازدان کوئی نہ ہو

سن کے یہ ساری کہانی یاد ہی اسکا جواب
چپ رہو دیکھو پس دیواریان کوئی نہ ہو

۸	زید کے کہنے سے مین نے یہ لکھے ہین چند شعر ورنہ عاقل کیون کہون جب قدردان کوئی نہو	۱۰۷

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید
مردمک اسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو

کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار
تیرے سونے کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سان کرم ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو لیکن محبت ہو تو ہو

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہو ہان پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی الفت کا نام — اگلے مکتوبون مین کچھ رسم کتابت ہو تو ہو
حضرتِ واعظ کی باتون مین اثر ہو کسطرح — خانخانان کی میسرانِ کو صحبت ہو تو ہو

١٠٨	ردیف ہای ہوز	١٥

اسطرح سے ہے دلمین مرے جاے مدینہ — جسطرح مدینہ کا ہے دل یاسے مدینہ
کونین مین ہے کون شناسای مدینہ — واللہ ہے دنیا مین عجب جاے مدینہ
شائد ہوئی مہمان تمناے مدینہ — ٹپکتا ہے مرے سر مین جو سوداے مدینہ
کسطرح نہ بے سایہ ہو مولاے مدینہ — سایہ تو بنا ہے شب یلداے مدینہ
مین باغ ارم سے اُسے تشبیہ نہ دونگا — ڈرتا ہون کہ آنکھون سے نہ چھپ جاے مدینہ
محفوظ رہین تا نظر بد سے جہان کی — خود گم ہوے اس واسطے جویاے مدینہ
کرتے ہین اسی واسطے ہم مشق صفائی — تا دل مین نظر آئے تمناے مدینہ
جیسا کوئی ہوتا ہے نظر آتا ہے ویسا — کیا آئینہ ہے ساحتِ صحراے مدینہ
نقشِ قدم شوق چلے ساتھ تو کیا دور — مشہور ہے اعجاز مسیحاے مدینہ
اے قیس تمنا تجھے خلوت ہو مبارک — صحراے تصور مین ہے لیلاے مدینہ
گر سنگ درِ اہلِ مدینہ نظر آئے — سو سجدے کرے ناصیہ فرساے مدینہ
شادابی ہوئی آتشِ الفت مجھے وانکی — ہین داغِ جگر لالۂ صحراے مدینہ
اللہ کرے مین رہون تا زیست اسی مین — زندان ہو مرے حق مین تمناے مدینہ
جی چاہتا ہے نبض کے مانند چلون وان — اک نبض ہے ہر جادۂ صحراے مدینہ

١٠٩	حسرت یہ مدینہ کی مرون تو رہون زندہ عاقل ہے مری جان تمناے مدینہ	٣

سینہ مین یون مرا نہ دل داغدار دیکھ
تیغ نگہ سے قتل کر اور پھر بہار دیکھ

کیا پوچھتا ہے اپنی حیا کی ستمگری
آئینہ مین ذرا نگہِ شرمسار دیکھ

ہوگا خوشی سے جامۂ ہستی عدو پہ تنگ
ای موجدِ جفا پھر اُدھر ایک بار دیکھ

۱۱۰	ردیف یا	۱۲

یقین ہے گوہرِ مقصود ہیکشش اُس سی پھر برسے
جو پانی ابرِ نیسان پی کے آئے حوضِ کوثر سے

ارادہ روکشی کا ہے کسی مژگان کے لشکر سے
کہ باندھی ہے کمر آئینہ نے زنجیرِ جوہر سے

لگے ہم ہم سہم کھاکر زخم مژگانِ ستمگر سے
ہمارے رنگ نے پروانگی ہی تیر کے پر سے

جلا شوخی سے ٹھنڈا ہوگیا دل عشقِ دندان سے
بجھایا برق کی آتش کو ہمنے آب گوہر سے

وہان وعدہ ہے آنے کا یہان دم لب پہ آیا ہی
نفس کے تار کو اب باندھ رکھون تارِ بستر سے

تمنائے شہادت تیرے ابروسے بر آئی ہے
درختِ آرزو تازہ ہوا ہے آبِ خنجر سے

دہانِ زخمِ دل کا دانت ہی تیرے نمکدان پہ
اسے کچھ شور دے اپنی خرامِ رشکِ محشر سے

بنے کیا ہا شیشۂ دل اپنا اُسکی خو سے نازک ہی
اور اُس کا فر کی باتین ہین زیادہ سخت پتھر سے

اُسے پھرنے کی کثرت اور اُنھین تھکنے مین مشتاقی
مساوت ہنر مین ہے مرے پا کو مری سر سے

بنایا کشمکش نے کانِ گوہر وصل مین اُن کو
پسینے کے جو قطرے ہین نظر آتے ہین گوہر سے

شعاعِ حسنِ جانان ہے ادب آموز نظارہ
نظر اُٹھی پھر آتی ہے ہمارے روزنِ در سے

۱۱۱	غزل اِک اور پڑھیے اسطرح کی آج ای عاقل کہ جس کا مطلعِ روشن لڑے مہرِ منور سے	۱۹

زمانہ مین رہی تعلیم خود بینی سکندر سے
رہے گا سلسلہ جاری یہ آئینہ کے جوہر سے

ٹپکتا ہے پسینہ روئے آتشناک دلبر سے
ہوئی کس طرح جوئے آب جاری جسم اخگر سے

اُنھین فرصت کہان آرایشِ زلفِ معنبر سے
مثالِ عکس نکلین گے نہ وہ آئینہ کے گھر سے

گنہگاری سے دیکھا جوش ہمنے بحرِ رحمت کا
لگا تھا ہمکو جو دھبہ وہ پونچھا دامنِ تر سے

نہین زخم اور جیب کا زخم کی ہنگامہ ہر دل پہ
بجھی ہے کیا تمھاری تیغ ابروآبِ گوہر سے

الٰہی ایک دن بزمِ حسینان مجھ سے ہو روشن
کہ شعلہ شمع کی صورت نکلتا ہے مری سر سے

نگاہِ لطف کے طالب جو مئے نوشی مین ہوتے ہین
تو ہم کو آنکھ دکھلاتا ہے ساقی چشمِ ساغر سے

شبِ فرقت ہمارے ضعف نے طوفان کیا برپا
تلاطم مین ہے کشتیِ تن کی موج چین بستر سے

جو کشتِ آرزو مین بوؤن مین تخم امید اپنے
وہان برسے اُداسی ابرِ رحمت بھی اگر برسے

لفافہ یار کو لکھتا تھا اتنا بدگمان ہون مین
چھپا کر نام لکھا مردمِ چشمِ کبوتر سے

ہوئی ہے قید تقلید صفائے روئے محبوبان
کہ آئینہ بھی ہے پہنے ہوئے زنجیرِ جوہر سے

گرو گے اسطرح اک دن نگاہِ غیر سے تم بھی
کہ جیسے اشک گرتے ہین ہماری دیدۂ تر سے

ہوا سے آسیا کی طرح یہ رکھتی ہے سرگردان
ہوا کا جی بہلتا ہے مرے پانونکے چکر سے

تمھاری کشمکش سے ہمنے وہ لذت اُٹھائی ہے
کہ ہے اک رنگ ظاہر چین پیشانی بستر سے

پڑھاؤن گا عدو کو ایک دن کلمہ شہادت کا
زبان مین دام لے کر ای ستمگر تیری خنجر سے

جو تیری جستجو مین سر اٹھانیگی نہ ہو فرصت
اُتر آتی ہے میرے پانون مین گردش مری سر سے

کہان بیٹھون کہ جل جلکر بنا ہون دھوپ مین شعلہ
دھوان بن بن کے اُڑجاتا ہی سایہ میری سر سے

نہ ہو ساماں تو ظاہر سے وقار ذات دنیا مین
نہین تمثالِ آئینہ کو زینت زلف جوہر سے

۱۱۲	نہ دے کیون درہم داغ جگر دو سیم عاقل ہمیشہ بے زرون کو فیض ہوتا ہی تونگر سے	۱۰

شورشِ غم سے ہوا پھر دلِ بیجان خالی
رکھدے قاتل مرے پہلو مین نمکدان خالی

جب مین کہتا ہون انھین زلفون مین دل الجھا ہے
ہنس کے دکھلاتے ہین وہ زلفِ پریشان خالی

ناتوانی کے سبب کھو سے گئے ہم دمِ قتل
کہ نظر آتا ہے قاتل کو گریبان خالی

لختِ دل سینہ مین یا باغِ خزان دیدہ مین
اڑتے پھرتے ہین پرِ بلبلِ نالان خالی

کس نے حسنِ گلِ گلزار اڑا یا آکر
عندلیبون سے ہوا آج گلستان خالی

بات وہ کر کہ تجھے نذرِ تمنا کر دون
دلِ بیتاب نہ کر نالۂ و افغان خالی

آنسوؤن کا تو بہا نہ ہے بھرے بیٹھے تھے
تم نے چھیڑا تو ہوی دیدۂ گریان خالی

آبروِ عاشقون کی کھو دو نہ تم ہنس ہنس کر
آب سے ہون نہ کہین گوہرِ دندان خالی

اُف ری سرجوشیِ حسرت کہ سوالِ مئے پر
ہنس کے ساقی نے دکھائی مجھے فنجان خالی

١٢	بھرتے ہین شیشۂ دل کو مئے غم سے ہر دم ہم نہین رہتے ہین ای عاقلِ نادان خالی	١١٣

کچھ بھی ثابت نہ ہوا شمع کے جل جانے سے
ہان مگر ربطِ نہان تھا اُسے پروانے سے

ہم تو سمجھے تھے کہ دل گم ہوا یان آنے سے
کھل گیا حال مگر آپ کے شرمانے سے

آنکھ اسکی بھی لڑی کیا کسی مستانے سے
محتسب نکلا پریشان جو میخانے سے

چارہ گر اور سبک کوئی غذا کر تجویز
منھ مرا بھر گیا ہر روز کے غم کھانے سے

مجھ سے چار آنکھ تو کی آپ نے غصہ ہی سہی
کیا ڈرا جاتا ہون مین آنکھ کے دکھلانے سے

مظہرِ قدرتِ حق بُت کو نہ سمجھون واعظ
مین بھی کافر ہون کافر ترے بہکانے سے

جان نثاری کو جو تیار رہا مین شبِ وصل
ہنس کے کہنے لگے مرتے ہو مرے آنے سے

تو نے رسواے خلائق تو کیا تھا ای چشم
دل بھی خالی نہ ہوا اشکون کے بھر آنے سے

جو کہ ہین اہلِ کرم بار رہے دولت اُن پر		ہین ثابت یہ ہوا شاخ کی جھک جانے سے
مین نہ سمجھا ہون نہ سمجھون گا مگر اے ناصح		تیرا بھی پیٹ بھرا مغز مرا کھانے سے
جو نظر باز ہین وہ دیکھتے ہین در پردہ		شمع فانوس مین چھپتی نہین پروانے سے
۱۱۴	سوت حیران سر بستر غم ہے **عاقل** اور ہی شکل مری ہو گئی غم کھانے سے	۵
کرتے ہین خدائی بُت کیا بات بھلا اُن کی		ہین حُسن سے پیارے وہ سنتا ہی خدا اُن کی
عاشق وہ ہوے تھے یا مرنے لگے ہم اُنپر		انصاف تو کر اے دل کچھ بھی ہے خطا اُن کی
یہ میری بُرائی ہے وہ اُن کی بُرائی ہے		ہے یاد وفا اپنی بھولا ہون جفا اُن کی
کہہ دیجیو تو اے ہمدم اُن کو نہ کہین ہو غم		مین جان نہین دیتا کرتی ہے بلا اُن کی
۱۱۵	کہتا ہے کوئی گر ہے **عاقل** کی عجب حالت کہتے ہین تجھسے مشکل ہے شفا اُن کی	۱۳
نہ سنیے حال تغافل سے تو گلا کیا ہے		مگر سنو تو یہ ہر بار کیا کہا کیا ہے
جو چُپ رہون تو کہین کہیے ماجرا کیا ہے		جو مدعا کہون کہتے ہین مدعا کیا ہے
ستم سے باز وہ آئین نہ مین شکایت سے		وہ سنگدل ہین مین بدخو ہون پھر گلا کیا ہے
وہ آئین گھر پہ مرے اور رقیب کے ہمراہ		الہی خیر ہو یہ آج ماجرا کیا ہے
جو بعد قتل پکارو تم اپنے کشتہ کو		جواب دے دہنِ زخمِ پُر جفا کیا ہے
تمام ہو گئی فرقت کی یاد مین شب وصل		ہر اک گھڑی یہی کہتے تھے وہ سجا کیا ہے
جفائین ہجر ۔ توقف بوصل ۔ سب کچھ ہے		یہ اضطرار مگر دل کو اے خدا کیا ہے
نہ اور کچھ بھی وہ گالیان تو دے دین گے		چلو بھی حضرتِ دل آپ کا گیا کیا ہے

قطعہ

گلہ جو بے خبری کا کرون تو کہتے ہین — خبر نہین کہ تمھین آج کل ہوا کیا ہے
جو کہیے اُن سے دہن آپ کا نہین معلوم — سخن ہے گو مگو اس جا معاملہ کیا ہے
تو کہتے ہین کہ تمھاری نکالتے ہم آنکھ — پر آپ اندھے ہین پھر آپسے گلا کیا ہے
جو بد زبانی کا شکوہ ہو پھر تو کہتے ہین — دہن تو رکھتے نہین پھر بھلا کہا کیا ہے

١١٦	اگرچہ بندۂ عاصی ہون مین مگر **عاقل** علی کا بندہ ہون پھر خوف حشر کا کیا ہے	٥

دشمنون کا سر ہے جھگڑا اے ستمگر کاٹیے — دست و پا و تین کے دو چار کا سر کاٹیے
خط لکھا مین نے مرے ہاتھ اے ستمگر کاٹیے — کیا خطا اُسکی نہ بازو سے کبوتر کاٹیے
کہتے ہین قاصد کہ کل آئیگا وہ صبح امید — دل مین ہم یہ سوچتے ہین رات کیونکر کاٹیے
دل مین کٹ جائین گے دشمن مجھسے ہنسئیے تو سہی — آج باتون سے انھین بے تیغ و خنجر کاٹیے

١١٧	ہم چرخ تیری ہاتھ سے کب مطمئن پھرے مٹی ہوا جہان کی پر اپنے نہ دن پھرے	٦

غیرون سے آج ہے مشغول نظارا کوئی — دیکھین اس سمت بھی ہوتا ہے اشارا کوئی
دشمنون ہی کی تو شکایت کے مرے اُٹھتے پر — دوست ملتا ہی نہین ہائے ہمارا کوئی
نہین معلوم کہ وہ پردہ نشین تھا کہ نہین — آج چلمن مین سے کرتا تھا نظارا کوئی
دل کا ناسور نہین قابل مرہم جراح — نہین کرسکتا ہے اس زخم کا چارا کوئی
انھین باتون پہ تو عشاق پسے جاتے ہین — کہنا پھر جا ہنسنے والا ہے ہمارا کوئی

١١٨	ہنس کے یہ کہتے ہین بس نام ہی کے **عاقل** ہو بیخودی سے جو نہ سمجھا مین اشارا کوئی	٢٧

تیرہ روزی سے نظر آتے ہین جلوے نور کے
ہین سیاہی سے بصارت بخش پتھر طور کے

بعد مردن یہ اثر ہین عشق خالِ حور کے
مشکنافے بن گئے ذرّے ہماری گور کے

آنکھ سے عالم کی پوشیدہ ہین اور عالم مین ہین
ظاہرا ہم ناتوان سرمہ ہین چشم مور کے

خاک ہوکر آئے ہم دنیا سے اور لائے نہ خاک
خاک سے بھرتے ہین ہم گویا دہن کو گور کے

موجِ نور کوکبِ دندان کا یہ پرتو نہین
پہنے ہین نازک کلائی مین وہ لچھے نور کے

تیشہ سے فرہاد کیون مرتا اٹھاتا بار عشق
تھی وہ شیرین کی نزاکت بھیس مین مزدور کے

ضعف مین جاتے تو حدِ خاکساری تک پہ ہین
سدِّ رہ ذرّے غبار کاروان مور کے

ہو قیامت گر لب دریا پہ چلین وہ چند گام
ہر زبانِ موج پر پیدا ہون نالے صور کے

پیچ و تاب اپنے گئے جب وہ ہوئے خانہ نشین
ہم بھی کیا موج خرام ناز تھے اُس حور کے

دیکھتے ہین آپ مین ساری خدائی کی بہار
اہل بینش خاک مین سمجھے ہین جلوے نور کے

چشم پروانہ بنین جوہر نظارہ کے لیے
استخوانِ شمع گردستہ مین ہون جا طور کے

شیخ کو کیون بار تقوی سے تپ نخوت نہ ہو
تن مین بڑھتی ہے حرارت بوجھ سے مزدور کے

دخت رز بے عقد ہی ہم مے پرستون کو حلال
رند کب پابند ہین واعظ کسی دستور کے

یہ تجلی کوکب دندان کی اُڑ اُڑ کر گری
پڑ گئے چہرے پہ اُنکے چند برقعے نور کے

دفن ہوتے ہی ہمارے بند لب اُسکے ہوے
کیا ہمین تھے لقمۂ شیرین دہان گور کے

وادئ ایمن مین آیا جب وہ بحرِ حسن و ناز
بہ گئے بنکر حبابِ نور شعلے طور کے

موت کی صورت نظر آتی ہے عیسی کو یہان
آئینہ ہین نزع مین طور آپ کے رنجور کے

ضعف مین دیتی ہے مجکو زندگانی لطف حشر
میری ہی آوازِ پا مجھکو ہین نالے صور کے

کیا تمھین دیکھین کہ حاجب ہے نظر کو عکسِ حسن
شہ نشین مین آپنے ڈالے ہین پردے نور کے

زخمی تیغ نگاہ ناز ہین جسم ناتوان
فرد کو میرے گناہون کی نہ کاٹو یک قلم
واہ دور چرخ میرا گوشت کھانے کے لیے
ہو نہ وصف ذات حاصل نام کی تجنیس سے
خون سودائی گیسو فصد کا ہے خواستگار
مین نے لکھا تھا کہ دوری مجھکو کرتی ہی ہلاک
دیکھنا شوخی لکھا دوری مین ہو کیونکر وصال

قطعہ

زخم ٹانکے جائین تارون سے نگاہ حور کے
کچھ نشان کر دیجیے منظور و نامنظور کے
استخوان میرے بنے دندان دہان گور کے
زخم کے انگور کب دانے بنین انگور کے
ہین رگین جوہر نہین ہین یہ تری ساطور کے
رحم اب تو چاہیے کچھ حال مہجور کے
حرف تک مل کر لکھے جاتے نہین جب دور کے

۱۱۹ شوق پا بوسی مین کیون عاقل بنے نقش قدم
پائے نخوت تو فلک پہ ہین بت مغرور کے ۲۴

غیرونکی وہان آمد و شد مد نظر ہے
پھر تا فلک پیر جو یون آٹھ پہر ہے
وان تیر کمان مین ہی یہان پیش جگر ہے
گر خاک ہو پتھر بھی تو وہ نور بصر ہے
گو ٹھیر گیا ملک عدم اپنا سفر ہے
برساتے ہین سب طفل مری جسم پہ پتھر
کس دل سے اُسی چھوڑ دون مین کسکا جگر لاؤن
ظالم کو نہین حاجت اسباب ستم کچھ
رندون نے اسی ضد سی تو مئی آپ پہ ڈالی
دولت کیلیے حد ہی فقیری ہی وہ دولت

کیا آنکھ مری خانۂ دلدار کا در ہے
کیا یہ بھی کسی عاشق آوارہ کا سر ہے
وان ہاتھ مین تلوار ہی یان سینہ سپر ہے
سرمہ کی جگہ آنکھ مین ای اہل نظر ہے
ہر ہجر مین تیرے یہ سفر شکل سقر ہے
یہ باغ مین الفت کے ثمردار شجر ہے
برسون ہوے ناصح کہ نہ دل ہی نہ جگر ہے
محتاج فسان کی نہین شمشیر نظر ہے
پھر کہیئے گا واعظ مرا دامن نہین تر ہے
درویش جہان بیٹھ گیا بس وہی گھر ہے

ای کاشش نہ دل پہ ہو ہجوم غم و حسرت
کہتے ہین کہ بیکس کی دعاؤن مین اثر ہے

دل جل گیا کثرت جو ہوئی اہل جہان کی
جنت کو سمجھتا ہون کہ یہ یار کا گھر ہے

آتا ہے تو آج تک تو اسی شب کہین ای مرگ
اس شوخ کے آنے کی سحر گرم خبر ہے

مشتاق شہادت کو یہ ہے جوہر خنجر
زلف اس کی لٹک کر جو لگی تا بہ کمر ہے

کس طرح بنے ان سے کہون زلف کو گر دام
کہتے ہین وہ رخ اپنا دکھا کر کہ قمر ہے

کہتا ہے کہ ہے حسن بتان قدرت اللہ
یہ شیخ بیانی نہ ادھر ہے نہ ادھر ہے

ہین ہجر کا خوگر ہون مجھے وصل مین کیا بہا
گر پوچھیے تو آپ کے ملنے مین ضرر ہے

گہہ آپ کا دھیان اور کبھی غیرون کا تصور
ویران نہین رہنے کا کہ دل آپ کا گھر ہے

ہے گرمئ نظارہ سے حسرت مری افزون
جو قطرۂ پسینہ کا ہے اک دیدۂ تر ہے

تجھ سے ہی نہ مین طرز دعا سیکھتا ظالم
کیا جانتا تھا مین تری باتون مین اثر ہے

کب دیکھ سکین اہل جہان بخت سرون کو
سر سبز رہی ہے کہ جو کچھ نام ثمر ہے

۱۴۰	میخانہ مین آج آو بھی ای حضرت عاقل کل کون جیے کون مرے کس کو خبر ہے	۱۲

غیر سے ہوگی رقابت کی لڑائی آپکی
رنگ لائے گی کبھی یہ خود نمائی آپکی

آنکھ پہ ہے بار نظر فرط نزاکت سے گران
کیا اٹھائے بوجھ پہنچی کا کلائی آپکی

ہوگئی تنگی مرقد وسعت صحن جنان
بعد مردن جب مجھے صورت دکھائی آپکی

کان کے پردہ سے اٹھا لطف وقت گفتگو
خوب جھنکار کان مین آواز آئی آپکی

مثل انگشت زلیخا ہو دل یوسف کا خون
دیکھ لے گر وہ سر انگشت حنائی آپکی

تم اگر مجھکو نکالوگے تو جاؤن گا کہان
جانتا ہون مین کہ ہے ساری خدائی آپکی

خوف ہو آگے نہ بٹھ جائے یہ تم کو چھوڑ کر
دم بہ دم بڑھتی ہے عارض کی صفائی آپ کی

جامۂ تن میں مرے آئی وہ مثل بوئے گل
جب محبت غیر نے دل سے اٹھائی آپ کی

ہے گرانی آرزو کی زینتِ چشم فراق
بڑیاں سرمہ ہوئیں جب یاد آئی آپ کی

تنگ ظرفی سے ملی اسکو ذرا دل میں نہ جائے
بوالہوس نے اسقدر الفت بڑھائی آپ کی

عکس کو ہیرے کیا ہر آئینہ پیدا ہے تیرے دل
ہوگئی دل لالہ رنگت کی صفائی آپ کی

۱۲۱
کیونکر کہا ان سے کہ تم کو جانتے ہیں اور بھی
اپنے حق میں آپ لے عاقل برائی آپ کی
۲۷

کیا ہے سائی ہو نصیر احتمال سے
رتبہ ترا بلند ہے میرے خیال سے

اتنا ہے عشق چشم بُتِ بد سگال سے
منت بھی مانتا ہوں تو روحِ غزال سے

ہے مجھکو شوق سرو قد نونہال سے
جلتا ہوں بھڑکے مثل صبا نہال سے

اسکو مٹاؤں مل کے دہن اپنا گال پر
لوں اسطرح نظر کیلیے جائے خال سے

سایہ کی طرح مہر وشوں کی جمال سے
ہم روز گھٹتے بڑھتے ہیں اپنے خیال سے

ہے مانع وصال مری خستگی انہیں
فرصت ملے جو ظلم و جفا کے خیال سے

ہوں لاکھ پیچ و تاب پہ ہوتا نہیں فروغ
ابروے کج کو نہیں نسبت ہلال سے

تیرے سگین کے خوف سے صیاد وقت رم
ہرگز جدا ہو نقش نہ پائے غزال سے

صیاد ہم غزال اسیر کمند ہیں
اُلجھے رہینگے تا دم مردن خیال سے

جھک کر ملا کسی سے نہ وہ سرو باغ حسن
جی میں ہی لیکے دون خم قامت ہلال سے

یہ مجھ سیاہ بخت کے اختر کا عکس ہے
ثابت ہوا ہے لب نازک کے خال سے

ہر عشق شعلہ خو کہ نکلتی ہے دل سے آہ
تکلیف ایک یہ بھی ہے مدلول دال سے

اُس سے بناؤں گا تری صورت کا ایک بُت — لیتا ہون تیری گرد نظر اس خیال سے
یہ بھی ہے میرے طالعِ برگشتہ کی شبیہ — ثابت ہوا یہ گردشِ چرخِ کلال سے
آنکھین ہین شرم جلوہ جانان سے آب آب — آنسو نہین نظارۂ مہرِ جمال سے
بیٹھینگے ہم بھی دائرۂ غم مین نقطہ وار — بنوائین گے مکان غبارِ ملال سے
دنیا مین ہون کبھی۔ عدم آباد مین کبھی — تنگ آگیا ہون وسعتِ دشتِ خیال سے
ہو کشتۂ فراق کے مرقد پہ اُسکی شمع — کافور ہاتھ آئے جو صبحِ وصال سے
عکسِ شفق ہے آئینۂ آفتاب مین — چہرہ تمہارا سرخ نہین ہے جلال سے
دیکھا تو اوجِ مند کے طالع مین کچھ نہین — ہین محو حرف لوحِ جبینِ ہلال سے
دردِ سرِ خمار کی اجرت ہے دی ہمین — مُنہ کس طرح سے پھیر لے اہلِ جلال سے
دیوانہ ہون مجھے ہے پراگندگی پسند — قائم مرے حواس ہوی اختلال سے
کیا ناشتا مرے سو غذائے الم کا ہو ؛ — دندان اگر ملین مجھے سین سوال سے
تارِ نگاہ چشمِ تصور سے دو شال — دیکھو کبھی جو مجھکو نگاہِ خیال سے
ہے ضعف گر یہی تو نہ اُٹھے گا بارِ عشق — قد جھک گیا زیادہ ندامت کی دال سے
شغلِ سخن کو چشم ہے تشریفِ داد کی — بہتر کہان ملے گا مخاطب جلال سے

۱۲۲	دنیا کے مکر و کید سے عاقل کو کیا غرض کب مختلط ہو مرد جوان پیر زال سے	۱۶

خوشی سے آپ کی ہمنے جو کچھ اشعار خوانی کی — جہان مین ہو گئی شہرت ہماری خوش بیانی کی
عجب کیا ہون مین شادی مرگ تونے مہربانی کی — اجل بن تیرے تو مر کر مین نے زندگانی کی
کھینچی تصویر تو خوب اُس گلِ باغِ جوانی کی — یہ قابل کھینچنے کے تھی اُس گھڑی تصویر بانی کی

اگرچہ بڑھ گئی ہے حد سے طاقت ناتوانی کی
مگر ہم مین بڑی قوت ہے باقی سخت جانی کی

کوئی پیرون کے دلسے پوچھے کیا دلپر گزرتی ہی
جو باتین یاد آتی ہین ضعیفی مین جوانی کی

جہان کی جتنی تکلیفین ہین وہ ہی عین راحت ہین
کہ رہتی ہے تمنا نزع مین بھی زندگانی کی

ہمارے حال کو دیکھو نہ تم کیون ہم نہ کہتے تھے
دلیل اب تو ملی صاحب ہماری لن ترانی کی

مے و معشوق و نغمہ چھوٹ جائین گی ضعیفی مین
خفا ہوتے ہو کیون واعظ یہ باتین ہین جوانی کی

تمنائے وصال ممتنع مین جان دی ہم نے
تمہارا ہجر حسرت ہے ہماری زندگانی کی

کہا مین نے کہ قصہ میرے دل کا بھی فسانہ ہی
تو بولے تم نے کی ہے نوکری افسانہ خوانی کی

یمن رخ ہے دہن ہی کان لب یاقوت ہین تلسی
یہ جلوہ ریزیان ساری ہین اس نجم یمانی کی

مرے دل کو ملایا خاک مین تلوون سے مل مل کر
اور اسپر کہتے ہین ہنسکر کہ کیون کیا قدردانی کی

جو سچ پوچھو تو زلفون کے تمہاری سر پہ احسان ہین
کہ گنج حسن کی ان افعیون نے پاسبانی کی

کرین کب رازداری نرم دل آتش مزاجونکی
صدا دیتی ہے گر ڈالو توے پر بوند پانی کی

ہماری آرزوونکی ہمسین بھی داد مل جائے
کہ اک شہرت ہی عالم مین تمہاری قدردانی کی

۱۲۳
عبث روتے ہو اس ناقدر کے آگے تم اے عاقل
جو گوہر سنج ہو وہ قدر جانے درفشانی کی ؛
۱۹

غزل پڑھنے مین ہین داؤد پگھلے قلب دشمن بھی
ہمارے زمزمون سے موم ہوجاتا ہی آہن بھی

مرے اس بیکسی سے ہم کہ سب آئی ہین دشمن بھی
جنازہ پر ہمارے آئیگا اب تو وہ پرفن بھی

گریبان کا نہین اب تار تک جنگل کو جاتی ہین
کرینگے پرزے پرزے آج ہم صحرا کا دامن بھی

جلایا دل کو میرے فصل گل مین آتش گل نے
وہ آہین کین کہ گلشن بھی پھنکا اپنا نشیمن بھی

ہمارا دل ہوا آدھا کہ اسنے قہر سے دیکھا
غضب ہی ہمدمو تیغ نگاہ چشم پرفن بھی

الہی تو بھی پیارا بت بھی پیارا پھر ہنسوں کسکی
ادھر کعبہ شیخ کہتا ہے اور اس جانب برہمن بھی

لب جان بخش سے کشتہ اگر مجھکو کیا تمنے
کفن سینے کو میرے چاہیے عیسی کی سوزن بھی

عبث در پی ہوے ہو جان من ائین سی کیا لوگے
ہے وقف صد الم دل بھی جگر بھی جان بھی تن بھی

وہ کہتے ہین کہ ڈرتے ہو تو کیون ملنے کی خواہش کی
کبھی خط مین اگر لکھتا ہون انکو مشفق من بھی

تم اپنی تیغ ابرو سے کرو دو حصہ دل میرا
مژہ بھی مانگتے ہین مردمان چشم پرفن بھی

بسی تھی خار دنس مین باغ کی جو بو گل ہمدم
کیا برباد ہم نے اشک سے اپنا نشیمن بھی

د شوق قتل کی آتش بھی سر سے اٹھے شعلے
اگر آب دم شمشیر پہنچے تا بہ گردن بھی

خدا جانے تمہاری کس ادا پر جان دیتے ہین
تمہین سمجھو کہ ہے معشوق یون تو مہر روشن بھی

مرا دل ہو گیا خون تو عبث تم ناز کرتے ہو
لبون سے ہین تمہارے خون دل یاقوت معدن بھی

عطا کی لاغری نے بے نیازی خواب سے مجھکو
کسی نے آج تک دیکھی ہے غافل چشم سوزن بھی

مجھے دیکھا تو کہتا ہے کہ کس پر جان دیتے ہو
کہون کیا دوستو ظالم بھی ہے وہ اور پرفن بھی

الہی کس طرح طے ہوگی راہ منزل الفت
تقاضا شوق بے اندیشہ کا بھی ہے تو فتنہ زن بھی

تمہارے حسن کی حیرت نے یہ نقشہ بنایا ہے
کہ پتھرائی ہوئی آنکھین ہین دیوار دل کی روزن بھی

۱۲۴	کسی کی چشم کو گر دیکھنا منظور ہو عاقل جلاؤ گھر مین کاجل کو گل نرگس کا روغن بھی	۵

واعظ کے پاس جائینگے ہم کیا پیے ہوے
مدت ہوئی ہے توبہ سے توبہ کیے ہوے

مشق خرام گور غریبان مین کیا ضرور
محشر بپا کرینگے یہ مردے جیئے ہوے

خاموش کیون ہین شہر خموشان کے ساکنین
گویا دہن ہین تار نفس سے سیئے ہوے

نا آزمودہ کاری حسن انکی ہے غضب
شرمائے پھرتے ہین وہ میرا دل لیے ہوے

یہ وہ دیوانہ ہے کہ میکدہ میں جوش جنون دی	آئے ہیں آج حضرت واعظ پیئے ہوئے

متفرق

لب شیرین پہ ہے دشنام کی لذت وہ چند — بے مزہ ہو گئے ہیں جب وہ تو زہر کھاتا ہے

دیگر

اٹھنے دیا نہ ماتمیدہ ... ستم — ہم سر جھکا کے رہ گئے قاتل کے سامنے

۱۲۵	ہر نفس اک زندگی ہر زندگی عمر جہان ہجر کی شب تا سحر اک دور ہی محشر ہو گئے	۲۲

تن سے گر جان نہ نکلی شب فرقت میری — تو قیامت بھی ہوگی نہ قیامت میری

دل مرا پاس ہی تو رکھ اپنے امانت میری — اور رہے پاس سے گم ہو تو ضمانت میری

متغیر ہے ہر اک وقت جو حالت میری — تو کسی شکل سے کھینچی نہیں صورت میری

ناز ہوتا ہے انھیں دیکھ کے حالت میری — مجھکو آئینہ بنا دیتی ہے حیرت میری

میں نہ پہنچا تھا کہ ہونے لگی غیبت میری — وان مرے جانے سے پہلے گئی عزت میری

گلشن پاس میں ہے وہ ہی لطافت کی — ہیچ بوئے گل حسرت ہے طبیعت میری

گھر میں بیٹھا ہوں پہ سر آٹھ پہر پھرتا ہے — کیا وطن کو بھی پسند آگئی غربت میری

زیست میں مجھکو زمانے کی نہ وصل ... میں — ہے جہان آرزو دل کی شب فرقت میری

شور کے خوف سے جنت میں مجھے بھیج دیا — اک قیامت ہے قیامت میں قیامت میری

کسی صورت سے تو یکجا ان میں شکل کرتا — کھینچ دو کاغذ بادی ہی یہ صورت میری

نقش پا دیکھ لیا ہے کسی ہرجائی کا — کہ گری پڑتی ہے ہر ... طبیعت میری

ہے کدورت سے درخشاں دل پر تیغ ... — کس طرح نکلے گی یا رب کوئی حسرت میری

ہے مگر بھول بھلیاں کا حساب اس کوچے — کہ وہاں جاتے ہی گم ہو گئی طاقت میری

میری بیماری نے سیکھے ہیں تمہارے انداز — میرے ہی دل کو جلاتی ہے حرارت میری

خاک مین سامنے غیرون کی ملاؤ گی کسے — کچھ نہین آپ کے نزدیک ہے عزت میری
پہنچین کیا عمر طبیعی کو یہ اطفال سرشک — طوق منت نہ بنی گردش قسمت میری
شیفتہ ہے یہ تصور یہ تمہاری شاید — میرے سر سے جو نہین ٹلتی مصیبت میری
وصل مین شکوہ سے نادم وہ ہین لیوار بنے — عرق شرم مین رگل ہوگی کدورت میری
انکی عادت نے کیا غیر کو دشمن اُن کا — رشک سے سُن نہین سکتا وہ شکایت میری
جسقدر تجھ سے ہو کہا جان مری صبح تلک — آج مہمان ہے تو ائی شب فرقت میری
یہ ڈرایا ہے سیاہی شب ہجران نے — وصل مین دل سے نکلتی نہین حسرت میری

۱۲۶ — قیس و فرہاد کا تھا رنج جنھین ای عاقل / آگیا صبر اُنھین دیکھ کے حالت میری — ۷

اُس انجمن مین رہتا جو ہی بے وقار ہے — جو وان سے اُٹھ گیا وہ مرا اعتبار ہے
یارب کوئی ستم کی نہ حسرت ہوئی ہو خاک — میری طرف سے یار کے دلمین غبار ہے
تسکین اضطراب کرے کون اے خدا — پہلو مین ایک دل ہے سو خود بیقرار ہے

۱۲۷ — دھڑکا یہان تو یہ کہ گناہون کی حد نہین / بخشش کو ناز وہان کہ کرم بے شمار ہے — ۸

یون نہین جیین تو غفلت کا ستم اور سہی — ہم یہ سمجھین گے کہ افزائش غم اور سہی
تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ جائے گی مری — آمد و رفت نفس کی کوئی دم اور سہی
کہتے ہین ظلم کے بعد آہ کرو گے تو کیا — لشکر جور و جفا مین یہ علم اور سہی
جھک کے ملنے سے تمہاری مجھے خوف آتا ہی — گو یہ خم اور سہی تیغ کا خم اور سہی
اصل مین جلوہ یہ کس کا ہی تو ہی کہہ واعظ — تیرا رب اور سہی میرا صنم اور سہی

وعدهٔ وصل کی تکرار یہ کہتے ہین کہ جھوٹ — اُنھین عہدون مین ترے سر کی قسم اور سہی
جشن جمشید میسر ہے کہ دل رکھتے ہین — جام یہ اور سہی ساغر جم اور سہی

۱۲۸
خوب ہے تم مین جفا کی نہ رہے گی عادت
میرے بدلے بھی رقیبون پہ کرم اور سہی
۳

امرت نہین تو زہر ہی ای مہربان سہی — بوسہ اگر نہین تو نہین گالیان سہی
گر غیر ہے وہان تو جہنم ہمین قبول — تیرا مکان رشک ریاض جنان سہی
پوشیدہ مہربانی کو کیونکر چھپا سکین — ای جان اگرچہ غیر ترا رازدان سہی

۱۲۹
گُل کیا ہے داغ کی کثرت نے ای گلرو مجھے — کیا عجب اپنے گلے کا ہار کر لے تو مجھے ۱۰
کر دیا مین کیا کیا بہ نوا تا ہے ای مہرو مجھے — دل بھی سمجھا ہے تمہاری بات کا پہلو مجھے
مثل گُل رکھے جو اپنے پیرہن مین تو مجھے — اپنا مسکن چھوڑنا لازم ہو مثلِ بو مجھے
کام آئے کیا سیہ بختی مین دل کی پیچ و تاب — لوگ کہتے ہین تمہارے سایہ کا گیسو مجھے
بزم مین اغیار سے ہر دم چھپاتے ہو جو تم — کیا تصور کرتے ہو اپنی جفا کی جو مجھے
زاہدا مین بھی ہون شب بیدار ہجر یار مین — نیند آتی ہی نہین اب تو کسی پہلو مجھے
بزم مین گر اختلاط غیر سے ہون بدمزاج — اُلٹا قائل کرتا ہے کہہ کر وہ بدخو مجھے
عشق کی رونق کا باعث جانو وہ بھی تو نہین — کاش کے سمجھو گُل رخسار ہی کی بو مجھے
کیا کشش ہے عشق کی آئینہ بن جاتا ہون میں — جب نظر آتی ہے کوئی صورتِ نیکو مجھے

۱۳۰
گر شب فرقت مین ضعف ایسا ہی ہے تو بزم مین
نیند اڑ اڑ کے آئیگی ساتھ اپنے ای مہرو مجھے
۷

وصل کی شب ہاتھا پائی ہو گئی — باتون باتون مین لڑائی ہو گئی

آہ کرنے مین برائی ہو گئی
منہ سے نکلی اور پرائی ہوگئی

آشنائی تیری ای نا آشنا
اپنے سے نا آشنائی ہوگئی

آتش و سیماب کا عالم ہوا
وصل ہوتے ہی جدائی ہوگئی

سارے عالم سے ہوی نا آشنا
جب سے تم سے آشنائی ہوگئی

تنگئے دل سے ترے حیران ہون مین
ظلم کی کیونکر سمائی ہوگئی

۱۳۱	حضرتِ عاقل سے ہم بھی مل لیے آج صورت آشنائی ہوگئی	۹

مثالِ تارِ نظر اپنے ہم مکان سی چلے
ہٹایا پانون نہ وہان سے کبھی جہانسے چلے

رہِ تلاش تو ہے اک نفس مین طی ای خضر
یہ کام وہ نہین جو عمرِ جاودان سے چلے

چمن سے جان بچاکر نکل گئے گلچین
جو مثلِ برق تڑپ کر ہم آشیان سے چلے

عدو کے گھر مین بھی رونق تھی میرے جینے سی
چلا جہان سے جب مین تو وہ وہانسے چلے

مثال شمع مرون کیون نہ غم سی گھل گھلکر
جو سوزِ عشق مرے مغزِ استخوان سے چلے

ادب نے بے خبری کے طریقے سکھلائے
رہِ تلاش مین آگے جو لامکان سی چلے

پڑا ہے ہاتھ پڑے خاک کر کے ہم تن کو
کہ جس جگہ سے بگولا اٹھا وہان سے چلے

لیا ہی دل تو مرا اور دلبری اس سے
چرا کے آنکھ وہ کل میرے رازدان سے چلے

۱۳۲	ہوئی جہان مین شہرت کلام سے عاقل کہ نورِ شمع کی مانند ہم زبان سے چلے	۴

دل کہان ہے کہ جو باقی رہے ارمان کوئی
رہ گیا ہو نہ ترے تیر کا پیکان کوئی

نکلے خاک شہدا کی بھی الٰہی حسرت
آئے مقتل مین سنبھالے ہوی دامان کوئی

بے گناہی سے خجل ہون گا مین کیسا یارب		حشر مین ہوگا اگر سر بہ گریبان کوئی
۱۳۳	دل کو تڑپاؤ نہ اتنا بھی شبِ وصل مین تم کہین گھبرا کے نکل جائے نہ ارمان کوئی	۵

	منع کرتے ہین وہ وفا کے لیے		کیا بہانہ ملا جفا کے لیئے	
	آشنائی ہے آشنا کے لیے		بت سے ملتے ہین ہم خدا کے لیئے	
	سب ستم کیون ہین ابتدا کیلیے		کچھ اُٹھا رکھیے انتہا کے لیئے	
	دیکھنا اُس نگہ کی صفا کی	ق	دل نگاہین بچا بچا کے لیئے	

۱۳۴	اُس پہ چوری کا جب لگا الزام سرِ محفل جتا جتا کے لیئے	۱۲

یارب نکال چاہِ زنخدان کی چاہ سے		یوسف کو جس طرح کہ نکالا تھا چاہ سے
کیا ڈر گیا ہے وہ مرے بخت سیاہ سے		قاصد جو اُلٹے پاؤن پھر آیا ہی راہ سے
انکار وصل کرتے ہو چشم سیاہ سے		تم کاٹتے ہو بات کو تیغِ نگاہ سے
اک میرا حال دیکھیے چشم سیاہ سے		اک اپنا حال دیکھیے میری نگاہ سے
شائد کہ نکلے کام مرا دودِ آہ سے		کچھ یہ بھی کم نہین مرے بخت سیاہ سے
عالم سیاہ آنکھون مین ہے دودِ آہ سے		کچھ یہ بھی کم نہین مرے تخت سیاہ سے
آواز نالہ سُنکے چمکتے ہین گھر مین آپ		ہے حسن آپ کا نمکین شورِ آہ سے
وقتِ وداع کہتے ہین گھبراؤ کس لیے		گر سچ ہے جذبِ دل تو پھر آئینگے راہ سے
آنکھون مین گھر کیا تو رُلاؤ نہ اسقدر		گر جاؤ تم کہین نہ ہماری نگاہ سے
ہنس کر کہا کہ اتنی بناوٹ سے فائدہ		جس دم گیا مین سامنے حال تباہ سے

اذنِ فغان سے حسن ترا ہوگا بےنمک		عالم سے شور اُٹھے گا مری شورِ آہ سے
١٣٥	عاقل ادب ہے مانعِ نظارۂ جمال الٹی مری نگاہ پھر آتی ہے راہ سے	۵
چارہ وحشت کا مری آہ کہان ہوتا ہے		تیری باتون سے تو ناصح خفقان ہوتا ہے
ضعف سے میری زبان کا ہے الٹنا دشوار		کہ وہی پردۂ رخسار بیان ہوتا ہے
کیا ڈھٹائی ہے لڑے غیر سے اک بوسہ پر		اور پھر سامنے میرے وہ بیان ہوتا ہے
پردہ داری ہے غضب پلکین جھپک جاتی ہین		آپ کا نور بھی آنکھون سے نہان ہوتا ہے
١٣٦	رنگ بےڈھب ہے خدا خیر کرے ای عاقل آج کچھ کل سے زیادہ خفقان ہوتا ہے	۷
خاموش ہین کچھ وصل کا انکار نہین ہے		یان شوق کو کچھ حاجتِ اقرار نہین ہے
گو رحم کے قابل یہ گنہگار نہین ہے		پر عدل کی تاب ای مرے غفار نہین ہے
غیرون پہ مگر لطف سے تم صرف کروگے		یہ صرفہ نگاہون کا بھی بیکار نہین ہے
دل لے کے نہ میرے دلِ آوارہ کو پوچھا		دلبر ہے وہ خودکام یہ دلدار نہین ہے
ہین خار مژہ زینتِ گلزار رخِ یار تو		دیکھو چمنستان کوئی بےخار نہین ہے
وہان پرسشِ پنہان کے لیے چشم سخنگو		یان ضعف سے ہلتا لبِ اظہار نہین ہے
١٣٧	پہلے بھی برا حال تھا اور اب تو زیادہ عاقل تمہین کچھ عشق سزاوار نہین ہے	١٩
یون نہ جا حشر کے انداز سے جانے والے		چپ نہ بیٹھین گے ترے ناز اٹھانیوالے
رکھتے رنگین زبان کیا ہین زمانے والے		پاک دامن کو بھی ہین داغ لگانیوالے

غیر کے نام پہ ہوتا ہے خفا کیا کہنا	کیون بگڑتا ہے تو او بات بنانے والے
بے وفا کہہ کے لگاتے ہین وہ ٹھوکر سر قبر	نام کی طرح نشان بھی ہین مٹانے والے
ہائے کیا دن تھے کہ دل دیکے نہ پچھتاتی تھے	یاد آتے ہین ہمین اگلے زمانے والے
مژدہ ای وعدۂ فردا کہ قیامت ہے بپا	سنتے ہین پاؤنمین مہندی ہین لگانے والے
قبر مین بھی نہ دیا چین شب فرقت نے	کہ نکیرین بھی آئے تو ڈرانے والے
در و دیوار گرا دے مدد ای جوشش اشک	کہ وہ ہمسائے مین مہمان ہین آنے والے
دل گیا صبر گیا شرم کر اے جان حزین	دیکھ اس طرح چلے جاتے ہین جانے والے
بزم اغیار مین کیونکر نہ کرون ضبط سرشک	کہ یہان بیٹھے ہین طوفان اٹھانے والے
وعدہ آپہنچا قیامت ہوئی پر تم ہی نہ آئے	دیکھو اس طرح چلے آتے ہین آنے والے
ان کو بھی خود نہ رہی اپنی جفا کی برداشت	کیا سبکدوش ہوئے ناز اٹھانے والے
ہوگیا جسم فنا میرا گرانجانی سے زہ زہ	ہین سبکدوش جنازہ کے اٹھانے والے
ضعف یہ اور یہ برداشت خدا کی قدرت	ناز کرتے ہین ترے ناز اٹھانے والے
وحشت غربت مین صدا دیتی ہی ہمت ہم کو	ہٹ نہ پیچھے قدم آگے کو بڑھانے والے
منزل عشق کی بھولین نہ کبھی راہ۔ اگر	پچھلی باتون پہ چلین اگلے زمانے والے
غمزہ و عشوہ و انداز حیا طرز خرام	یہی دو چار تو ہین دل کے چرانے والے
شاعری کا سبب نقص ہے اظہار کمال	لڑتے پھرتے ہین طبیعت کے لڑانے والے

١٣٨	واعظا سوچ سمجھکر سر منبر ہو وعظ آج یان حضرت عاقل بھی ہین آنیوالے	١٩

ہلا نہ جب کوئی اپنے گھر کا ڈھب جہان کے لیے	فلک زمین بنا کوچۂ بتان کے لیے

ازل مین جب کہ تلوّن بنا بتان کے لیے
رکھا کچھ اُن سے زیادہ مرے گمان کے لیے

کبھی ٹھہر سکے نہ بوسے اُس آستان کے لیے
غضب یہ روز کی گردش ہو آسمان کے لیے

اجل ہے تنگ مری جانِ ناتوان کیلیے
نہین ہے ایک نفس جسم مین نشان کے لیے

مدام بوسے جو اُس سنگ آستان کے لیے
ملا دہن اُسے پابوسیٔ بتان کے لیے

فغان کے لفظ مین بھی لب سے لب نہین ملتے
اثر ملے تو ملے کیا مری فغان کے لیے

وہین نہ تھمنے دیا کیا کہون مین گردش کو
کہ چھوڑ بیٹھا ہون مین دو جہان جہان کے لیے

مرا وہ حال ہے تم بھی نہ جسکو دیکھ سکو
بلاؤ بزم عدو مین نہ امتحان کے لیے

کدورتین جو مرے دل کی ہین ترقی پر تو
یقین ہے کہ بنے قبر آسمان کے لیے

خموشیون مین بھی سو حسرتین جھلکتی ہین یا
زبان لال ملی ہے مجھے فغان کے لیے

کھلائین ٹھوکرین دشمن کو اسکی قسمت نے
کہ سخت ہو کے بنا سنگ اُس آستان کے لیے

وصال آپ کا ممکن نہ ہو تو چین پڑے
کہ یاس چاہیے ہی صبر جاودان کے لیے

مُغان کے نشہ مین توڑے ہزار خم ہمنے
غضب ہے توڑین نہ توبہ کو ہم مغان کے لیے

یہ مجھسے ضد ہے جو زنجیر اُسکے در کی ہلی
تو حلقہ حلقہ کا مُنہ کھُل گیا فغان کے لیے

بُلا کے گھر مین کِھلاؤ نہ زہرِ رشکِ رقیب
اُٹھا رکھو یہ کسی اپنے میہمان کے لیے

تمھارا وصل بھی طوفان ہے قیامت ہے
کہ عمر نوح نہ کافی ہو امتحان کے لیے

ق

سب جسے کہ کہتے ہین اُردو زبانِ دہلی ہے
یہی دلیل ہے کافی مرے بیان کے لیے

کسی کو اُسنے اگر ہمسری کا دھیان آئے
بنائے لفظ نئے دعویٔ زبان کے لیے

١٣٩	گردن جو راز محبت کو فاش مین عاقل زبان اُلٹ کے ہو پردہ رخِ بیان کے لیے	٥

صورتِ عیش وطن یاد آئی	تلخئ رنج و محن یاد آئی
ہائے قسمت کہ لگا کر اک وار	ان کو گلگشتِ چمن یاد آئی
نالون سے پھول جھڑے مثل شرار	جب تری غنچہ دہن - یاد آئی
شامِ غربت مین ہین کیا کیا جلوے	آج کیون صبحِ وطن یاد آئی
۱۴۰	چُپ لگی آپ کو کیون اے **عاقل** صحبتِ اہلِ سخن یاد آئی
	۴
جو شجر شرر فشان ہے وہ جو برق اک جہان ہی	وہ جہان پہ باغبان ہی وہین اپنا آشیان ہے
مرے زخمِ دل کا دامان اسیواسطے ہی جانان	سرِ رہگزر ہے نادان تری تیغ خونچکان ہے
یہ ستم کہ دل ہی لینگے یہ جفا کہ پھر نہ دینگے	یہ غضب کہ چُپ رہینگے جو کبھی کہون کہان ہے
۱۴۱	یہ نفس کی ہی ہوا ہو کہ ہین خوف دل کو سوسو یہ ہوا مین شمع کی لو کبھی گم کبھی عیان ہے
	۱۷
درد معشوق پہ مرنے سے سوا ہوتا ہے	روح کھنچنے سے کب انسان دوا ہوتا ہے
حیلہ مہندی کے لگانے کا سدا ہوتا ہے	مژدہ اے شوق وہ پابندِ وفا ہوتا ہے
مرتبہ گردشِ قسمت سے بڑا ہوتا ہے	آسمان مرجعِ امید سدا ہوتا ہے
اُٹھنا آپس کی صفائی کا بُرا ہوتا ہے	عکس بھی آئینہ ہٹنے سے جدا ہوتا ہے
تری تلوار کو ہین دستِ جنون سمجھون گا	کہ مرا پیرہنِ جسم قبا ہوتا ہے
حور کے ذکر پہ واعظ بھی مرے جاتے ہین	سُن لیا ہے کہ محبت مین مزا ہوتا ہے
اشکِ پُر شور مگر غیر کے پوچھے تمنے	پھیکا پھیکا سا جو کچھ رنگِ حنا ہوتا ہے
مری اُفتادگی اُسکو ہے یہان تک منظور	ذکر چلتا ہے جو میرا تو خفا ہوتا ہے

چُپ رہا کرتے ہین اسواسطے اُس بزم مین ہم — کہ ہر اک بات مین غیرون کا کہا ہوتا ہے
گُل داغِ دلِ عشاق وہ بن جاتا ہے — نقشِ پا جب ترے قدمون سی جدا ہوتا ہے
بزمِ احباب کا ہے رنگ بنارس مین کچھ اور — جو کہ اُٹھ جاتا ہے اُس کا ہی گلا ہوتا ہے
تم نہ ڈالا کرو دامانِ نگہ غیرون پر — کہ وہی پردۂ رخسارِ حیا ہوتا ہے
عکس تیرا جو ٹھہرتا نہین شوخی کی سبب — خانۂ آئینہ مین حشر بپا ہوتا ہے
ناصحا آپ سے ناکس کی سنین ہم باتین — سچ کہا عشق کا انجام بُرا ہوتا ہے
تیرا انداز بھی ہے تیری طرح سے بدخو — سارے عالم کے حسینون سے جدا ہوتا ہے
لغزشین کیا ہون مضامینِ کہن مین عاقل — وہی گرتا ہے جو زورون پہ چڑھا ہوتا ہے

۱۴۲	کب تمھین چین طلا چرخ کے ہاتھون عاقل آج محرومیٔ قسمت کا گلا ہوتا ہے	۷

پھر جفا اضطرار کی سی ہے — یادِ روئے نگار کی سی ہے
پھر جلایا کسی نے محفل مین — بُو دلِ داغدار کی سی ہے
پھر مژہ یاد آگئی کوئی — اک خلش دل مین خار کی سی ہے
پھر کسی زلف کا بندھا سودا — حالت اک انتشار کی سی ہے
پھر ستایا کسی کے وعدہ نے — شکل کچھ انتظار کی سی ہے
پھر خبر ہے کسی کے آنے کی — آمد آمد بہار کی سی ہے

۱۴۳	تیرے نواب کو پھر اے عاقل آرزو وصلِ یار کی سی ہے	۵

یہ پہلو مین رکھنے کے قابل نہین ہے — جسے پھیرتے ہو یہ وہ دل نہین ہے

عدو باتین کرتا ہے آنکھین ملا کر
تری تیغِ ابرو کا گھائل نہین ہی

رہو سات پردون مین آنکھون کے میری
کوئی پردہ اے جان حائل نہین ہی

یہ ضبط اور تڑپ دیکھنے کے قابل
پھڑکتا ہے دل اور بسمل نہین ہی

۱۴۴ — ۲۲

توہی سامنے ہی نہ شرماتو اتنا
یہ آئینہ تیرے مقابل نہین ہے

جہان رستہ بھٹکتا راہبر ہے
وہی قاصد کسی کی رہ گزر ہے

ہمین شوقِ شہادت کس قدر ہی
گرا آنسو کا جو قطرہ وہ سر ہے

چمک بجلی کی ہے درد جگر مین
شبِ فرقت کی اپنی یہ سحر ہے

کیا تھا وعدہ فردا تو آجا
قیامت آج یان ای فتنہ گر ہے

جسے تم کم سے کم سمجھے غمِ ہجر
وہی تو بیشتر سے بیشتر ہے

شبِ اقرار کیون لون منتِ صبر
وہ آئین یا نہ آئین کیا خبر ہے

اسے کس طرح مین دل سی نکالون
ترا پیکان مرا لختِ جگر ہے

سنا ہے حشر مین بے پردہ ہونگے
قیامت مین قیامت کی خبر ہے

ہمین صبر آئے انکو رحم آئے
یہ ہے دشوار وہ دشوار تر ہے

مجھے کیون دل کی ویرانی کا صدمہ
اجاڑین یا بسائین انکا گھر ہے

انھین بزمِ عدو سی وہ تو جان آئے
مدارِ زندگی اب حشر پر ہے

شبِ فرقت ترے رخ کا تصور
سحر ہے پر قیامت کی سحر ہے

فلک کے بدلے قسمت کو نہ الٹا
ہماری آہ مین الٹا اثر ہے

وہ بھولے آج راہِ خانۂ غیر
مقدر اب ہمارا راہ پر ہے

دعا مقبول اٹھے گر ضعف مین ہاتھ
دعا کہتے ہین جس کو وہ اثر ہے

مین لاغر ہون رگِ سنگ حوادث
چراغ زندگانی اک شرر ہے

ہوئی بیکار اَی قاتل تری تیغ
کہ بال اُسمین ترا عکسِ کمر ہے

ہوا کیا بوالہوس چاہی جو تمکو
خطا ہو جاتی ہے آخر بشر ہے

جو لڑکے ہم پہ برساتے ہین پتھر
ہمارا نخلِ وحشت بارور ہے

ہوا ہے لاغری سے طلسم کا جز
ہمارا دل پر تیرِ نظر ہے

لڑین آنکھون سی جب آنکھین تو دیکھین
نکل آئے کوئی دل مین اگر ہے

۱۴۵	زوال اُسکو ہے جو کامل ہی عاقل ہمارے عیب کا مرجع ہنر ہے	۹

اُس سے کیونکر جان اَی ناصح بچائی جاتی ہے
اک ادا معشوقیت کی جسمین پائی جاتی ہے

عقل کہتی ہے بتون سے بچ کے چلنا چاہیئے
اور طبیعت ہی کہ دل دینے پہ آئی جاتی ہے

مر مٹے جب ہم تو اُن کی قدردانی دیکھنا
غیر کو الفت ہماری اب جتائی جاتی ہے

وعدۂ فردا پہ ہم سمجھے تھے ہوگا حشر آج
وان تو ہمدم پانون مین مہندی لگائی جاتی ہے

جنگجوئی سے بر آیا مدعا اغیار کا
آنکھ اُنسے اب سرِ محفل لڑائی جاتی ہے

ناتوانی مین ذرا طاقت ہماری دیکھنا
روز سر پر اک نئی آفت اُٹھائی جاتی ہے

رفعتین مجکو ملین خفت سی بزمِ غیر مین
بات میری وان ہنسی مین اب اُڑائی جاتی ہے

جان مین دم توڑنے کی اُسمین طاقت ہی کہان
یہ ترے بیمار کو تہمت لگائی جاتی ہے

۴۶	کیون نہ اَی عاقل کہون فرمائش بہرام جنگ قدردانی کی لگاوٹ بھی تو پائی جاتی ہے	۵

حیرت افزا نہ اگر یار کا جلوہ ہوجائے
پھر زمانہ مین خدا جانے کہ کیا کیا ہوجائے

دیکھکر جیتا ہون اُس چشم فسون ساز کو مین
ای تری شان کہ بیمار مسیحا ہوجائے

غمزہ و ناز کے لشکر کی حفاظت کیجیے
آپ کے کوچہ مین ای جان نہ بلوا ہوجائے

ناتوانی سے ہے خاموش ترا آزاری
حشر آجائے یہ بیمار جو اچھا ہوجائے

١٤٧

مین اور اسطرح تماشائی بزم حیرت
تو اور آئینہ کا یون محو تماشا ہوجائے

١٥

کار سحاب لینے لگے اب زبان سے
حسرت برس رہی ہے ہماری بیان سے

دربان پہ کیون خفا ہو۔ اُٹھون آستان سے
تم بھی تو میری جان کہو کچھ زبان سے

یہ سامنے ہے حشر کا میدان چلے چلو
کچھ فاصلہ نہین ہے تمہارے مکان سے

بجلی چمک رہی ہے یہ حسرت تو دیکھنا
بیٹھے ہین منھ لگائے ہوے آشیان سے

ایذا طلب پہ تھا جو کرم تیرا ای خدا
مینھ کی طرح برستی بلا آسمان سے

گھیرا ہجوم یاس نے ارمان یار کو
یہ کیا سلوک کرتا ہی دل میہمان سے

دیوانگان وحشت سے چین بر جبین ہی دشت
موجین جو بنگئی ہین ہوا کی نشان سے

دانتون کی ضو کو ہنسنے مین للہ دیکھنا
بجلی تڑپ کے نکلی ہی موتی کی کان سے

جس طرح سے نشیب کی جانب روان ہے آب
ہوتی ہے اور طبع روان امتحان سے

آتے ہین کیون تصور رحلت کو غش پہ غش
پوچھون گا ایک دن مین کبھی تیری جان سے

پچھتاؤ کیون عدو سے نظر بازیون کے بعد
یہ تیر اب تو چھوٹ چکا ہی کمان سے

مطلب تو ہے یہی کہ نہ غیرون سے بات ہو
اچھا یونہی سہی نہ کہو کچھ زبان سے

صورت بھی کوئی چاہیئے سیرت کے واسطے
کعبہ مین بت کو لائیے ہندوستان سے

ٹکراتی ہوگی سر در و دیوار سے صبا	ای نامہ بر تو جائیو واں اس نشان سے

۱۴۸	**عاقل** بلند شعر ہیں فکر بلند سے باتیں زمین کرنے لگی آسمان سے	۶

اقرار کی خصلت مرے قاتل میں نہیں ہے	یہ منہ سے نکلتی بڑی مشکل میں نہیں ہے
تو نجد میں اور دشت تصور میں ہے لیلیٰ	اے قیس تمنا تری محمل میں نہیں ہے
اس سادگی وضع پہ سقا کی عالم	منہدی بھی کف حور شمائل میں نہیں ہے
کیا خوش ہوں شب وصل میں ارمان جو نکلا	حسرت یہ وہی ہے جو مرے دل میں نہیں ہے
شرمہ ہے کہ یوں کیلیے شور مچانا	گویائی کی طاقت لب ساحل میں نہیں ہے

۱۴۹	ہم تو کفنی پہنے ہوئے آئے تھے گھر سے لو آج ہی خنجر کف قاتل میں نہیں ہے	۲۴

افشاں کے گر ستارے جبیں پر بنائیں گے	بگڑا ہوا وہ میر مقدر بنائیں گے
باتیں وہاں ندیم مقدر بنائیں گے	بگڑی ہوئی وہ بات کو کیونکر بنائیں گے
بگڑے گا دل تو صورت محشر بنائیں گے	تصویر تیرے قد کے برابر بنائیں گے
ہوتے ہیں قتل ظلم کی رونق کے واسطے	ہم اپنے خون کو تیغ کا جوہر بنائیں گے
ہو جائے یاس ہم کو ذرا اتنا صبر کر	پھر تجھکو ٹھیک ای دل مضطر بنائیں گے
چمکا رہے ہیں بد تو عکس جمال سے	آئینہ کو وہ بخت سکندر بنائیں گے
بیدل ہوئے ہیں دل ہی کی خاطر سے جان میں	اب ہم بھی اپنے دل ہی کو دلبر بنائیں گے
تقدیر نے بٹھا دیا مسند پہ فقر کی	ہم خاکسار خاک کو بستر بنائیں گے
ہے کم نگاہیوں کی جو بھی پر زیادتی	تیغ نگاہ ناز کو خنجر بنائیں گے

لاشہ تڑپ تڑپ کے زمین مین کرے گا نار
ہم اپنی قبر آپ ہی مرکر بنائین گے

وحشت کا تنگ راستہ دیوار نے کیا
اب سر پٹک پٹک کے اِسی در بنائین گے

اُن کی جوانی آگئی طوفان حسن مین
ہم دل کو اس جہاز کا لنگر بنائین گے

سادہ مزاجیون کی بھی ہے شان ظلم مین
وہ خود ہمارے خون کا محضر بنائین گے

کہہ دین گے ہم بھی مُنھ پہ بناوٹ کا ہے بگاڑ
غصہ مین جب وہ مُنھ کو بگڑ کر بنائین گے

آرام کی بھی شان نہ وحشت مین جائے گی
دامن کے تار جوڑ کے بستر بنائین گے

گِل کرکے آبِ اشک سے ہم جیسے ناتوان
گردِ نگاہِ یار سے اب گھر بنائین گے

ہم پہ کرم سہی پہ یہ خصلت بھلی نہین
اب اُن کو رفتہ رفتہ ستمگر بنائین گے

سنگین دلی مین مشق وہ کرتے ہین رات دن
کیا اپنے دل کا آئینہ پتھر بنائین گے

کچھ آج بات بات پہ بگڑے ہی جاتے ہین
اب رند شیخ جی کو مقتر بنائین گے

اچھا ہوا کہ خاک مین ہم ناتوان سے ملے
اب چشم نقشِ پا مین تری گھر بنائین گے

بگڑا ہے دل جو اُنکے پریشان بال مین
کیا ہوگا! جب وہ زلف معنبر بنائین گے

رندان مے پرست ہمین گے جو حق پرست
زاہد کی خاکِ پاک سے ساغر بنائین گے

خالِ جبین پہ سُرمہ کا نقطہ جو دیتے ہین
شائد مرے نصیب کا اختر بنائین گے

۱۵۰

عاقل غزل لکھینگے یہ نواب کیلیے
تا زِندگی وہ شوق کا مسطر بنائین گے

۱۴

ناصحا عیش و مصیبت مین گزر ہو ہی گئی
آخر اتنی تو کسی طرح بسر ہو ہی گئی

کیا رفاقت ہے کہ تھا صبر کا بلوہ لیکن
دن مین سو بار مصیبت مرے گھر ہو ہی گئی

وقت بے وقت نہ نکلا کرو کہتے تھے تمھین
کسی کم بخت کی آخر کو نظر ہو ہی گئی

اب چلو اُن کو ستائین یہی آتا ہے خیال | ظلم سہ سہ کے طبیعت تو نڈر ہو ہی گئی
وہ بھی روئین لگے ہین کہتا تھا نہ روئین احباب | آخر اُن کو مرے مرنے کی خبر ہو ہی گئی
فکر یہ تھی کہ بنے کام کچھ آسانی سے | قصے اس طرح کے پھیلے کہ سحر ہو ہی گئی
ہم نہ کہتے تھے کہ تاکین گے عدو ہمسے نہ لڑ | عرقِ جسم مین چولی تری تر ہو ہی گئی
نشہ ہوتا ہے بُرا لاکھ صفائی چاہی | ہوئے باتون مین یہ الجھاؤ کہ شر ہو ہی گئی
ہمنے چاہا تھا کہ بے جنگ بر آئے مطلب | غیر سے رات کو مڈبھیر مگر ہو ہی گئی
جھوٹ یا سچ ہو یہ حجت ہی عجب تحفہ ہے چیز | وان مری بات کسی طرح سے در ہو ہی گئی
شیخ ہم کہتے تھے یون بار نہ غیبت کا اُٹھا | ٹیڑھی آخر کو بڑھاپے مین کمر ہو ہی گئی
دل مین رکھا تھا تجھے پر رخِ روشن سی ترے | بات مشہور یہ ای رشکِ قمر ہو ہی گئی
سختیون مین اُسے چاہا تھا فلک نے رکھنا | عمر بھی سنگِ حوادث کا شرر ہو ہی گئی

۱۵۱

ہم نہ کہتے تھے کہ عاقل نہ وہان جا اتنا
طبع آخر کو مری جان اُدھر ہو ہی گئی

۱۰

شبِ فرقت ترا بیمار کب آرام لیتا ہے | بہت جب دم پہ بنتی ہے کلیجہ تھام لیتا ہے
اٹک کر رہ گیا آنسو کا قطرہ نخلِ مژگان مین | مسافر دور کا زیرِ شجر آرام لیتا ہے
ترے سر کی قسم کچھ بھی نہین غم بدزبانی کا | مگر یہ رشک ہے دل لذتِ دشنام لیتا ہے
اسی کو منھ لگایا تھا ابھی غیرون نے محفل مین | یہ کس منھ سے تمہارے لب کے بوسے جام لیتا ہے
نظر غیرون پہ اور یارون پہ دلداری یکسان ہے | ہر اک سے ایک ہی اس جنس کے وہ دام لیتا ہے
دمِ رخصت کی صحبت ہمنشینو دیکھ لو تم بھی | کوئی اُٹھ کر چلا ہے کوئی دامن تھام لیتا ہے
فلک راہِ طلب مین منھ کے بھل کیونکر نہ گر جائے | طویل العمر گھوڑا ٹھوکرین ہر گام لیتا ہے

شب فرقت خدا جانے ہے کب سے ایک سا عالم
ٹھہر گردم یہ شاید دورۂ ایام لیتا ہے

ذرا دیکھو تو عاقل صحبت بہرام جنگ اکر
کوئی بخشش یہ آمادہ کوئی انعام لیتا ہے

مین ہون افتادہ عاقل پر مرا مشکلکشا وہ ہے
کہ جسکا نام ہی گرتے ہوون کو تھام لیتا ہے

اشعار متفرق

بت پرستی مین بسر ہو یا خدا کی یاد مین
مشغلہ کچھ چاہیئے ہے دلگی کے واسطے

دیگر

یون ہم آوارہ وطن اپنے وطن سے نکلے
بوئے گل جیسے پریشان چمن سے نکلے

نہ وطن مین رہے ہم اور نہ وطن سے نکلے
مثل معنی کے نکل کر نہ سخن سے نکلے

دیگر

بوتل سے شراب اُبل رہی ہے
شیشہ سے پری نکل رہی ہے

جلتی ہے جو شمع تیرے آگے
پروانہ کی جان جل رہی ہے

دیگر

انصاف کوئی غیر کرے تو وہ ظلم ہے
تم ظلم بھی کرو تو خوشی سے قبول ہے

دیگر

شب وصال مین ہوئی وہ اُن کا شرما کر
دبی زبان سے کہنا کہ آرزو کیا ہے

دیگر

وہ بدنصیب ہون کہ فرشتون نے بعد مرگ
لکھی عوض گناہ کے حسرت گناہ کی

دیگر

نذر آنکھون نے دیئے دستِ فرہ پر رکھکے اشک
یان تمارض تھا کہ تم آؤ عیادت کے لیے

دل مین شاہون کی طرح سے یاد آئی آپ کی
ہو گئی اپنی اجل بے اعتنائی آپ کی

دیگر

گالیان دین اُس نے بے گنتی ہمین
ناصحا لطفِ جوانی پھر کہان

ہم نے بوسے بھی تو گن گن کے لیے
کیون پھنسین آفت مین دو دن کے لیے

دیگر

روئے روشن یار کا بخت سیہ میرا ہوا
کہتے ہین ہم آئین کیونکر گو اندھیری رات ہی

دیگر

کیون جوانی مین تجھے پیری کی زاہد فکر ہے
ذکر پیری آج تو اضمار قبل از ذکر ہے

دیگر

کسی کے آتے ہی یہ ہاتھ پاؤن بھول گئے
گلے جو یاد تھے برسون کے دم مین بھول گئے

دیگر

باغ مین اُس گل کی بو پاتا ہے کون
ہو نہ ہو بادِ صبا کا کام ہے

دیگر

نگہِ گرم کی تاثیر معاذ اللہ
سینہ مین دیکھتے ہی آگ بھڑک جاتی ہی

دیگر

یہ روح قصر دہر ہے یا نکہتِ بہشت
کیونکر ترے مکان کی تصویر کھینچیے

دیگر

اک ترا جلوہ ہے اور ایک ہی حیرت باقی | دیگر | بیخودی سے نہ رہی ہنگ کی فرصت باقی

قطعات

کل اک تماشا دیکھا ہم نے کہ میر عاقل | ہندوستان مین جن کی مشہور ہے طبع عالی
گر وضع غور کیجے وضعیت حقیقی | صورت جو دیکھیے تو اک سیرت خیالی
پانون مین کفش پہنے تسبیح کھٹکھٹاتے | سر پر عمامہ بھاری رومال دوش شالی
جاتے تھے چوک مین وہ اک میکدہ کے آگے | پانی بھر آیا منھ مین صورت مگر بنالی
بیفکرے کچھ جو تھے وان رندان جام آشام | اک مرتبہ سبھون نے حضرت پہ آنکھ ڈالی
یہ شیخ دھر واعظ وہ لشکر شیاطین | یہ وضعدار اور وہ رندان لاابالی
بے ساختہ کسی نے اک قہقہہ لگایا | آہستہ سے کسی نے اٹھکر بجائی تالی
آنکھ دکھا کے کوئی غٹ غٹ لگا چڑھانے | پاس آنکر کسی نے ایک چھینٹ کی ڈالی
یہ دیکھ آپ کو بھی غصہ نے آکے گھیرا | پڑھنے لگے وہ حضرت جو اسم تھے جلالی
دامن سمیٹ کر گاہے رندون سے بچکے چلنا | کہنا کبھی کہ تم مین کوئی نہین حلالی
ناگاہ اک طرف سے اک طفل کفر قیمت | رخ جس کا مہر تابان اور زلف جسکی کالی
جب سامنے وہ آیا بے اختیار ہوکر | قدمون کی خاک اسکے لبی دوڑکر اٹھالی
اک آہ سرد بھر کر اس سے ہوئے مخاطب | کبتک رہے گی ظالم یہ تیری لاابالی
سنتا نہین تو میری اس ظلم کی بھی حد ہے | کچھ بات بھی اگر کی باتون ہی مین ٹالی

جب سن چکا وہ سب کچھ بولا کہ میر صاحب
اس وضع پر یہ باتین! منھ چکنا پیٹ خالی

دیگر

خدا کے واسطے ای چارہ سازو
یہ مجھپر کیون ہجوم اتنا کیا ہے

عوض مین نسخہ کی لکھو تم اُس کو
ترا بیمار ہجران مر رہا ہے

ہمیشہ جان دیتا تھا جو تجھپر
مرض مین موت کے وہ مبتلا ہے

دیگر

کل حسن اتفاق سے آئے وہ میرے گھر
اس چال سے کہ جان قیامت فدا کرے

آنکھون مین نشہ نشہ مین کیفیتِ سرور
ذوقِ نگہ کہ عشوہ حسرت فزا کرے

ہر بار دوش سے وہ سرکنا ڈوپٹہ کا
ذوقِ نگاہ شوق کہ دیکھا کیا کرے

انداز پائینچون کے اُٹھانیکا ہی غضب
محشر بھی دیکھکر پئے تعظیم اُٹھا کرے

لب پر صدائے نرم سے الفاظ التفات
وہ خوشنما صدا کہ ہمیشہ سُنا کرے

صبر و سکون و تاب و توان نذر ہر قدم
اب دل مین ہوش کب ہی کہ جانکو فدا کرے

اس بیخودی پہ بیٹھہ کی پاس اور پھرا کے منہ
بولے کہ اپنے ہوش کی کوئی دوا کرے

آنے کی جب ہمارے کسی کو نہ ہو خبر
بدنام کیون ہمین کوئی بے فائدہ کرے

بے اختیار مین نے کہا دل سنبھال کر
جلوہ ہی ہے یہ ہوش ربا کوئی کیا کرے

اک دم کے وصل کیلیے کیا ہوش مین وہ آئی
جو عمر بھر فراق کی صدمے سہا کرے

پاسِ وفا جو تم کو نہین پھر تمھین کہو
اس التفات کا کوئی کیا آسرا کرے

ہان ہوشِ رفتہ میرے ابھی ہوتی ہین بجا
وعدہ وفا کا تم سا جو اہل جفا کرے

ہنسکر کہا نگاہِ حقارت سے دیکھکر
عاقل تمھین بھی عقل کچھ آئی خدا کرے

اُس سے زیادہ کون جہان مین ہی بیوقوف
جو ہم سے دل لگا کے امید وفا کرے

مخمس بر غزل غالب مرحوم

یہ ہمنے مانا کہ عاشق کی آبرو کیا ہے — سہی کہ شوخیون کو دہشت عدو کیا ہی
خدا کیواسطے لیکن یہ تم مین خو کیا ہی — ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہی
تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

خراشِ ناخنِ دستِ جنون کی نذر ہے تن — قبا کہین سے بنین چاک اپنی تا دامن
عبث ہی ناصحون کو فکر رشتہ و سوزن — چپک رہا ہی بدن پر لہو سی پیراہن
ہمارے جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے

گھر سمجھ کے کیا رد کہا کہ کیا ہوگا — نہ پہلے سمجھے کہ یہ دل ہی کام کا ہوگا
جلا کے ڈھونڈھنے سی کچھ نہ فائدہ ہوگا — جلا ہے جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جواب راکھ جستجو کیا ہے

کہا کہ عشق مین جاتا ہی دم نہین قائل — تو ہنس کی بولے کہ جبتک ہے دم نہین قائل
بدن مین جان ہوا ور ہو نہ دم نہین قائل — رگون مین دوڑتی پھرنیکے ہم نہین قائل
جب آنکھ ہی سی ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

کبھی نہ بیچ کالا تی تھے ہم سخن اس سے — مخاطب آج ہوا پھر وہ کم سخن اس سے
اس التفات کی ہین دم بدم سخن اس سے — یہ رشک ہی کہ وہ ہوتا ہی ہمسخن اس سے
وگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

تو مست جان کہ پیر مغان نہ کر تکرار — مرا فریب تو اضع مین آنا ہی دشوار
مثل سنی ہو کہ نادان بکار خود ہشیار — پیون شراب اگر خم بھی دیکھ لون دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

کمال گرچہ ہی غافل جہان مین کام آتا
مگر وسیلہ سے کامل فروغ ہے پاتا
کہین یہ نام قیامت تلک سنا جاتا
ہوا ہی شہ کا مصاحب پھری ہی اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

مخمس بغزل مرزا صبا مرحوم

جب تو سمند ناز پہ مثل ہوا سے چلے
پھر کوئی خاکسار ترے ساتھ کیا چلے
ہم مٹ گئے پہ ساتھ ترے دلربا چلے
کب تجھ سے مثل نقش قدم ہم جدا چلے
ہر گام جسم نو سے ترے زیر پا چلے

سخت سیہ سی ہین مری دن رات ایکسان
دل ڈھونڈھنے کو جا نا دا ہی کہان کہان
ہر دم رہ تلاش مین ہو روشنی یہان
مجھ تیرہ روز کی نہ بجھین نیک چلیان
لیکر چراغ شعلۂ آواز پا سے چلے

مثل حباب محو ہون بحر جہان سے غیر
مانند موج الجھین نہ مجھ ناتوان سی غیر
بنکر بخار آب ٹلین اس مکان سی غیر
اڑ جائین قوم عاد کی مانند دہان سی غیر
ایسی ہی ایک روز الٰہی ہوا چلے

کرتے ہو کیون مثال شجر زندگی پہ ناز
کھو لو متاع عمر پہ ہر گز نہ چشم آز
دیکھو ہمین تو دیدۂ دل ہو تمھارا باز
آگر اذان سنی بھی پہ چلے تو ہوئی نماز
ہم عرصۂ حیات مین کیا آئے کیا چلے

برباد محنتین مری اسے چرخ کل نہون
باغ فروغ نام کے پژمردہ گل نہون
امواج نور گم صفت موج گل نہون
تن پر چراغ داغ ہین جوش گل نہون

کچھ دور دور وطن سے ہمارے ہوا چلے

دام و درم جو کچھ ہمیں اللہ نے دیے
ہمنے ہزار شکر اُسی کے عوض کیے
اہل ہوس خراب رہی جبتلک جیے
گریہ کناں حریص پھری رزق کیلیے

پانی کے زور پر صفت آسیا چلے

عصیاں کی خوف سی ہی جو دل نرم بعد مرگ
کیا کیا ہمیں تو آتی ہیں آزرم بعد مرگ
اپنے خیال سی ہی ہمیں شرم بعد مرگ
ہنگامہ حشر تو انکا ہوا گرم بعد مرگ

قطع امید کرکے تعلق بڑھا چلے

شب چارہ گر کو ڈھونڈھتی تھی سب رفیق و یار
اور یہاں کسی کی آنے پہ تھا زیست کا مدار
پُتلی کو آنکھ کی ی پہلو نہ تھا قرار
آتے ہی یار کے نہ رہا درد انتظار

وہ جب چلے مرض پہ مثال دوا چلے

اپنی صفائے طبع کا مجھسے نہ پوچھو حال
اسکا بیان میری حماقت پہ ہوگا دال
ہی مثل مہر اپنا عروج اپنا ہی زوال
بل اپنی طبع کی ہوئی اپنے لیے وبال

جب آپ کے مزاج میں ہم دخل پا چلے

آپس میں چاہتے ہیں لڑائی سدا گھٹے
آنکی بڑھی جو بات تو اُنسے رہیں بنے
اور غالب آویں ہم تو وہ انسے رہیں تنے
اُنکے مرے بگاڑ میں دشمن دھواں بنے

ہوتا ہے رخ اُدھر کو جدھر کی ہوا چلے

گو دل کو چاک چاک کرے خنجر ادا
زخمی جگر کو تیر مژہ نے کیا کیا
اس ظلم کی سمجھ تو سہی کیا ہے انتہا
گھبرا نہ چھیڑ چھاڑ سی اُس لطف کی دلا

چلنے دے جس طریق پہ یہ سلسلہ چلے

ہمکو برا بھلا رہے کہتے ہماری بعد
ہین یادگار طور ہمارے ہماری بعد
پھوڑے جہان نے دل کے پھپھولے ہمارے بعد
اُٹھتا نہ بار عشق کسی سے ہمارے بعد
ہم اور اپنی جان کو اُسمین کھپا چلے

دشمن ندیم اُنکی جو صحبت کے ہو گئے
مثل چراغ صبح وہان پا نہ تھم سکے
آشفتہ شکل نکہت گل دلمین ہی رہے
اُس تنگدل نے دلشکنی کی تو بزم سے
بنکر شکست آئینہ کی ہم صدا چلے

عاقل جو ہون اشارے اُنھین اکتفا کرین
اور یہ اگر نہین تو بھٹکتے پھرا کرین
ہو آنکھ تو معائنہ بے آئنہ کرین
صابر نظر نہ ہو جو کسیکو تو کیا کرین
دنیا کو حال زار ہم اپنا دکھا چلے

مخمس بر غزل ذوق

اپنی حشمت ہی مین دیوانے ہین حشمت والے
والی کشور دل ہین جو ہین الفت والے
کس کی عزت کو سمجھتے ہین یہ عزت والے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اُن کا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

زجر و توبیخ کرین لاکھ شریعت والے
شور ہر چند کرین سر پہ قیامت والے
کس کی سنتے ہین یہ رندانہ طبیعت والے
ساقیا ہون جو صبوحی کے نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اُٹھین نہ ترے متوالے

تیرا عاشق لب حسرت سے دم سرد بھرے
ایک وہ کیا کہ ہزارون اسی حسرت مین مرے
کامیاب اُسکو تو اک بوسۂ لب سے نکرے
کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے

جان بلب ہین ترے آزار محبت والے

جوکہ طماع ہین گو لاکھ وہ رکھین حشمت
پر نہین فکر سے خالی کوئی اُن کی ساعت
چاہیئے ہین سے بیٹھین کوئی دم کیا طاقت
حرص کے پھیلتے ہین پانون بقدر وسعت

تنگ ہی رہتے ہین دنیا مین فراغت والے

حال جو اُسکے تصور مین ہے واقف ہین سبھی
دیکھ لون ایک نظر اُسکو تو چین آئے ابھی
ہائے صورت کو ترستا ہون جو لکھواؤن کبھی
ہائے رے حسرت دیدار مری ہائے کو بھی

لکھتے ہین ہائے دو چشمی سی کتابت والے

جب تلک جیتے تھے ہر کوئی ہمارا تھا یار
بعد مرنے کے کسینے بھی نہ پوچھا زنہار
ہان مگر سوز جگر والے بنے ماتم دار
نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار

نہین جز کثرتِ پروانہ زیارت والے

ہم تو غم خوار ہین غم کے ہمین غم کی خواہش
ہے تری ناز فروشی کو الم کی خواہش
نہین ظاہر یہ بطونًا ہے ستم کی خواہش
نہ ستم کی کبھی خواہش نہ کرم کی خواہش

دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

گو کہ بیماری ہجران بھی ہے اک سخت بلا
طعنے لیکن ہین عزیزون کے عجب رنج فزا
تیرے آنے ہی پہ موقوف ہے اب میری شفا
تو جو آجائے تو آئے در محبت کی دوا

میرے ہمدرد ہون بیدرد نصیحت والے

دل کی حالت کو مری پوچھتے ہو یارو کیا
یہ وہ بیمار ہے جس کا نہ طبیب اور نہ دوا
ہان مگر پوچھنے کو ازرہ الطاف وعطا
کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا

دل بیمار کے ہین دو ہی عیادت والے

قطعہ در مدح کثرت علی مدد

علی مدد جسے کہتے ہین سب یہ اسم دعام
مراد یہ کہ علی کی مدد ہی اسپہ مدام

اور اسکو کہیے علی مدد تو اور بہتر ہے
کہ اسکے ٹھاٹھ سو پیدا ہوا علی کا نام

نہ کیون ہون خوش بہ ماہین ہی یہ تیر ہین
ہر ایک پھول سپر کا ہی مثل ماہ تمام

عجیب صنعتین صناع نے دکھائی ہین
کہ شب تو ایک ہی اور اسمین چار ماہ تمام

تو کس طرح سے بھلا اس کا دور دورا ہو
کہ اسکے دورہ سی عاجز ہی دورۂ ایام

نہین ہین پھول صفائیمین عکس دکھلایا
کہ بیٹھی ہین نگین یہ گلچینونکی بپاس تمام

سپر ہوا ایسی تو گدکہ بھی ایسا ہی ہوئے
کہ جس سے خنجر مریخ کا نپتا ہے مدام

کبود رنگ نہ تھا پہلے چرخ بد اختر
اسی کی ضربون سے یہ ہوگیا ہی نیلی فام

یہ دھبہ ماہ درخشان کا مٹ نہین سکتا
اسی کی ضرب ہی داغ جگر ہی جسکا نام

ہے چوٹ روکنے کی فکر چرخ کو ہر دم
سپر ہے مہر کی یا ماہ کی جو صبح و جو شام

یہ گدکہ اور یہ سپر اور رہون در تحسین
کہ جنکا شہرہ جہان مین تا ہی روم سی تا شام

کیا ہے اسنے سبکساری کو گران اتنا
ہزار آدمیون کو ہے بھاری اسکا نام

جو ہوتے یہ بھی شہیدان کربلا کے ساتھ
سحر کی طرح سے ہو جاتی فوج سیاہ شام

تمام ہونے یہ آیا ورق بس اے عاقل
کہین کہین نہ خوشامد طلب سمجھے خود کام

زبان درازی حاسد سے خدوت لازم ہے
تو بات کا کام بنا ہوا در رکھ دعا سی کا کام

قطعہ در شکر تصویر کشتی کہ بتقریب گفتہ شد

ای خوشا بخت میری صورت کے — کہ بے کھینچین میر احمد جان
یہ کشش ہی کسی کے دل کی مگر — اسکے باعث ہوئے ہین مہدیخان
مین ہون آہن تو وہ ہین مقناطیس — کھینچے کھینچے پھر اُہن جا ہین جہان
دیکھ لین گر یہ مانی و بہزاد — شکل تصویر ہی رہین حیران
مین جو رکھتا تھا عیب صورت کا — نقش سکے پردہ مین کیا ہے نہان
واسطہ جان ہین یہ صورت مین — فن صورت گری سکھے ہین یہ جان
ہین سمجھتا تھا اپنے کو بے مثل — پر انھین سکھیئے بیمثال اس آن
یعنی مجھ جیسے بے مثال کا مثل — نقش سکے پردہ مین کیا ہے عیان
مرحبا ای نشاط عیش و خوشی — حبذا ای سرور قلب جہان
بارک اللہ آئے مصور روح — فرخا آئے قبول خاطر و جان
سجع عاقل نے یون کہا تیرا — دل ایمان علی ہین احمد جان

قطعہ در شکریۂ آغا مرزا نواب سرور جنگ بہادر اُستادِ حضور پرنور دام ملکہ کہ در فروخت اخبار سعی فرمودند

مجھسے پوچھے کوئی کہتے ہین کسی خلق و کرم — کوئی دنیا مین نہین جانتا ہے میرے سوا
مین بھی کیا جانون مگر از رہ فیض و اخلاق — آغا مرزا نے بتایا کہ یہ ہے لطف و عطا
لطف وہ لطف کہ جس لطف پہ قربان ہی لطف — خلق وہ خلق کہ جس خلق پہ ہے خلق فدا
حبذا ای کرم خالق فیضان و کرم — جب سکے خوش لے ترے چار عناصر پیدا

آب نیسان ہوا پانی کی عوض اُسمین شریک — گوہرِ فیض تری ذات کا پھر نام ہوا
تاکہ ہو جنس حقایق کا نہ سودا ارزان — آگ کے بدلے ملی گرمی بازار سخا
تھی نسیم کرم اُس وقت ہوا داری مین — اُس کریم النفسی کا ہے رکھا نام ہوا
گرد آئینہ ہوئی خاک کے بدلے جو خمیر — تو ہوئی آئینۂ دل مین صفا جلوہ نما
رونگٹا رونگٹا ہو جائے اگر تن پہ زبان — سعی مشکور کا تیری مین کرون شکر ادا
سعی تیری میری امید کو تسکین فراغ — تیری تسکین مرے امراض کو داروی شفا
شکر نے تیری عنایت کے کیا تھا بیچین — کچھ خوشامد نہین عاقل جو ہوا مدح سرا
یہ دعا ہے کہ ہمیشہ ہو دعا تیری قبول — تیری خواہش کی طرح ہو ترا اقبال سوا

قطعہ در تہنیت عید ماہ صیام بحضور نواب نظام یار جنگ بہادر دام اقبالہ

گھبرا کے کہان چلا تو ہمدم — ہان غور سے سُن مری کہانی
دلچسپ عجیب داستان ہے — مشہور ہے میری قصہ خوانی
اللہ رے میرا ضعفِ قسمت — پیری پہ نثار ہے جوانی
مرتا ہون بہانے دنیوی پر — ہے موت کی شکل زندگانی
دشمن نکلا وہ آخر کار — سمجھا جس کو مین یارِ جانی
دنیا کے سرد و گرم دیکھے — دیکھا تو ہین جمع آگ پانی
تکلیف کے بعد پائی راحت — راحت مین جفائے آسمانی
ہاتھ آیا نہ گوہرِ تمنا — گو سارے جہان کی خاک چھانی

شاہون کے کبھی مزار دیکھے
وہان سمجھا کہ ہے جہان فانی

نے تخت نہ تاج لیک مرقد
باقی ہے فنا کی اک نشانی

گہ بزم خیال مین جو دیکھا
فرعون کا ہی ہر ایک ثانی

غفلت کی شراب چل رہی ہے
ہر ایک ہے مست زندگانی

مسجد مین گیا جو بھولے بھٹکے
عقبیٰ کی سُنی وہان کہانی

جنت کا سبز باغ دیکھا
دوزخ پہ وضو کا ڈالا پانی

کعبہ کی طرف کیا کبھی رُخ
دیکھا نہ خدا تو دل مین ٹھانی

اب دیر کی چل کے سیر کیجے
کچھ حق کی ملے وہان نشانی

یہان بھی صورت پرست دیکھے
صورت کش حسرت معانی

مرقد پہ کسی ولی کے جا کر
منت کوئی گاہ مین نے مانی

گہ بزم مشاعرہ مین جا کر
دکھلائی طبع کی روانی

کچھ خاص نہ پائی داد وہان بھی
دیکھا تو ہے عام قدردانی

اک کوچۂ دل رُبا مین گزرا
بس آگئی خون مین روانی

جان آگئی اُس گلی مین جاکر
دینے لگی کچھ مزا جوانی

بچھا ہوا فرشِ گُل تھا گویا
تھی ہر طرف اشک و خونفشانی

اللہ اللہ ہجوم عشّاق
اُف اُف کی صدا سی نوحہ خوانی

دن بھر دیکھا کیا تماشا
شام آئی کہ مرگِ ناگہانی

اک جلوۂ دل فریب دیکھا
وہ اُسکے دہن کی گُل فشانی

وہ شان وہ آن بان ہے ہے
اُٹھتی ہوئی اُس کی وہ جوانی

وہ زلف کہ دام ہجر قدسی | وہ مانگ کہ خط کہکشانی
وہ آنکھ کہ قاتل جہان تھی | ابرو تھی کہ تیغ اصفہانی
کیا کہئے نظر گئی کہان پر | سینہ پہ تو پھٹ پڑی جوانی
کیا اُس کی کمر کا وصف کیجے | گویا کہ عدم کی تھی نشانی
آواز قدم یہ کہ رہی تھی | اک دن ہے یون ہی قیامت آنی
غش ہوگیا دیکھکر یہ جلوہ | کچھ روز وہین کی خاک چھانی
چین آیا نہ رشک سے وہان بھی | قسمت مین تھین راحتین جو پانی
لی دشت جنون کی راہ وہانسے | منظور تھی سر پہ خاک اُڑانی
آ پہُنچا غرض کہ حیدرآباد | اب مین نے جنون کی قدر جانی
دیکھا تو عجیب چہچہے ہین | ہے عید کی سب کو شادمانی
پھر مجکو خوشی سے کیا علاقہ | ہنسنے ہی نہ دے غمِ نہانی
پھرتے پھرتے جو تھک گئے پانون | ہمت کو تھی قسمت آزمانی
بٹھلا دیا لاکے ایک در پر | تھی جس سے خجل بلند شانی
دربان سے پوچھا کس کا در ہے | جس کی یہ تجھے ہے پاسبانی
کہنے لگا ہنس کے بیخبر ہے | ہے باب امید یک جہانی
یہ در ہے اسد علی کا جس پر | قربان نوابی صدقہ خانی
جب مین نے سُنا یہ نام نامی | بس آگئی طبع مین روانی
سونچا کہ ہے عید ماہِ روزہ | کچھ تم بھی کرو قصیدہ خوانی
لکھے پھر سونچ کر کچھ اشعار | از راہِ امید قدردانی

چشمے سے ترے کرم کے نواب | خورشید بھی بھر رہا ہے پانی

ہمت کو ہے گو کہ فکرِ عالم | آتی نہیں طبع پر گرانی

دروازہ کا ہے گدا جو تیرے | ہے حاتم طائی کا وہ ثانی

آنکھون کا اشارہ کرم ہے | مردون کو نویدِ زندگانی

تقریر مین تیری جان فزائی | اللہ ری تیری خوش بیانی

امید کے پھول چن رہا ہون | ہر بات مین ہے جو گل فشانی

تحریر ہے موجِ بحرِ جودت | دیکھے کوئی خامہ کی روانی

کرتا ہے دعا یہ ختم عاقل | آخر کب تک یہ قصہ خوانی

عید رمضان تجھے مبارک
اور مجھکو یہ تیری مدح خوانی

رباعی

واجب ہوئی ممکن سے قدامت تیری | کثرت سے نمودار ہے وحدت تیری

ہے آنکھ اگر تو دیکھ لے گا عاقل | روشن ہر مجاز سے حقیقت تیری

دیگر

یارب آرام آب و گِل مین دیدے | تسکین مرے دردِ جان گسل مین دیدے

پروا نہین کرتا ہی خردمند طبیب | کچھ درد بھی بیدرد کے دل مین دیدے

نامہ

ای دل آزار دلبرِ دلدار | ای ستم پیشہ ای جفا کردار

نہ مرے حال پر ترس کھایا | رخِ تابان نہ مجھکو دکھلایا

دل کی بیتابی یہان تو روز افزون — تمکو وہان ذوقِ سیر گونا گون
یہان زبان سے نہ گفتگو نکلی — وہان رقیبون کی آرزو نکلی
جان و دل یہان تو شور و شیون مین — وہان رقیبون کے ہاتھ گردن مین
نہ تمھاری جفا کا شکوہ ہے — گلہ چرخِ زہر چدی کا ہے
ستم و ناز سب اُٹھاؤن مین — آپ مین تم جو آؤ آؤن مین
محوِ غفلت جو طبعِ عالی ہے — نئی طرزِ ستم نکالی ہے
اب بھی آجاؤ جان جانے دو — ہوش مین مجکو لمحہ آنے دو
عاقلِ نیم جان مین دم ہی کہان — تم کو اس بات کا الم ہے کہان
کلکِ آتش نگار اب تھم جا — آتا ہے وہ نگار اب تھم جا

قطعہ در صفت انبہ

مجھے ہین میرے خداوندی وہ بھیجے آم — کہ جنکے وصف مین رطب اللسان ہین خاص و عام
وہ صورت اُنکی کہ سبزہ رخون کی ٹپکے رال — لطیفہ قند کے کوزہ کی ہین وہ بے ابہام
وہ پوست نازک و نرم و لطیف تھا اُن کا — کہ جلدِ جسم حسینون کی جس کے آگے غلام
یہ سب تو سب اُسے کھا کر مجھے مزہ وہ ملا — کہ ہونٹھ چاٹتا ہون آج تک تو مین ناکام
اثر یہ اُسکی عذوبت کا ہے کہ اُس دن سے — ہوا جہان مین شیرین دوچند میرا کلام
یہ شاعرانہ عذوبت کی دیکھیے تاثیر — کھٹاس سے ہوا آغاز اور مٹھاس انجام
پنہ خدا کی وہ ترشی تھی اُس ہین نامِ خدا — نہ جنکے سامنے لے شہد بھی مٹھاس کا نام
اِن آمونکی کوئی دیکھے تو پختہ کاری کو — کہ پختہ ہو کے بھی ہین فائقہ مین خلم کی خام
ہمیشہ آم پہ کھاتا رہے اگر کوئی — ترش کبھی نہ ہو معلوم پھر کسی کا کلام

کسی حسین کی ترش روئی کا مزا لوٹین
جو کھائین ان کو کبھی عاشقان نیک انجام

وہ آم تھے کہ کوئی درجِ سحر و شعبدہ تھے
کہ جنکے ریشون کی تطویل سے تھی حیرت تام

وہ ریشہ کھول کے پھیلا کے سطح گیتی پر
کوئی جو قصد کرے ناپ لے زمین تمام

دراز ریشے جو ہون آم مین تو عیب گنے
پر اُنکے طول مین ہی شاعرون کا طول کلام

دراز ریشون کی تشبیہ اس سے کیا بہتر
سفید زلف ہے بت کی ضعیفی کا ہنگام

وہ جیب اُس مین کہ خط نوخطونکو لکھکے اگر
لفافہ اُس سے کرین بند عاشق ناکام

کبھی کھُلے نہ وہ مانند قلبِ بستہ کے
ہزار کھولنا چاہے رقیبِ بد انجام

زبان درازی معشوق کا مزہ مل جائی
جو اُن کی گٹھلیون کو چوسے عاشق ناکام

وہ اسکی گٹھلی تھی پرکار دور دار عریض
نہ جس سے جوفِ سمان مین رہی خلا کا نام

وہ آم کھا کے لگے ڈھیر گٹھلی چھلکے کے
مثل ہی آم کے آم اور گٹھلیون کے دام

کہان تھے اور کہان آگئے تم ای عاقل
ہی آم کھانیسے مطلب کہ پیڑ گننے سے کام

غرضکہ سال گزشتہ جو کچھ عنایت تھی
عوض اُسی کا یہ لیتی ہے گردشِ ایام

کہ خاص طور پہ ہون فیض عام سے محروم
مٹھائی کے نہین قابل نہ اب ہون لائق آم

وہی ہے عاقل دلریش جس کی خاطر سے
ہر ایک کھاتا تھا آم اور ہر اک پہ فیض تھا عام

وہی کہ الغن و ملغوبہ جس کو ملتے تھے
کبھی محل سے کبھی جیبِ خاص سی انعام

عجب طرح سے گزرتی تھی زندگی شب و روز
ہر ایک سانس مین تھا ایک عمر کا آرام

غضب ہوا تھا یہ قسمت تھی پچھلے سال درست
کہ عین فصل مین آمونکی آیا ماہ صیام

وہ لطف حضرت اشہر کے سالنون کا واہ
وہ خاص جنکا مزا جس سی فیضیاب تھے عام

وہ تکیہ بازیون کا جوش قہقہون کے ساتھ
وہ غصہ ضرب شکم پر کسی کو آنا مدام

چُرا کے کھاتے تھے جب حاجی صاحب آم حرم
تو اپنے فتوے سے کر دیتا تھا مین اُن کو حرام

خلاصہ یہ کہ مجھے بیخودی عسم ہے حلال
کہ زلیست ہو گئی اب مجکو مثل بادہ حرام

وہ ڈھیر لگنے لگے الفنون نے کے دیکھو تو
وہ حکم ہو گیا سرکار کا کہ بھیجو آم

بس آم کھا لیے اب پیٹ بھر گیا اُٹھو
وضو کے بعد دوگانہ ہو شکر کا انجام

اور اُسکے بعد خداوند کو دعا یہ ہے دو
الٰہی تا بہ قیامت رہے یہ بخشش عام

تاریخ طبع دیوان سخیؔ

خدا کا شکر دیوان سخیؔ چھپکر ہوا شایع
نتیجہ میر مقصود علی کی کوششوں کا ہے

کیا ہے طبع فرزند سعادتمند نے اُنکے
سخنؔ کے کالبد کیواسطے جان تمنا ہے

کمائی نیک تھی اُنکی خلف ایسے سلف ویسی
یہ دیوان لخت دل لخت جگر ز انکی چھپا ہا ہے

خدا بخشے عجب کچھ شاعری کیا تہ تقوی تھا
بنارس مین مصنف کو کبھی مین نے بھی دیکھا ہے

پڑی ہے جان تازہ شاعری کی جسم مین گویا
لکھی تاریخ عاقلؔ ذکر نظم روح افزا ہے
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعہ درشان فلک نما و نذر عالیجناب وزارت مآب نواب

سروقار الامرا بہادر دام اقبالہ و زاد اجلالہ

کس جگہ آج یا خدا پہنچا
مین ہون اور بخت آزمائی ہے

ہو گئی اب نصیب کو معراج
آج تقدیر کی بن آئی ہے

آہ عاشق مین بن گیا یا رب
کہ فلک تک مری رسائی ہے

یا نجم کی ہو گیا مین نگاہ
آنکھ مین یہ زمین سمائی ہے

زاہدون کا مگر خیال ہون مین
ذہن مین حدِ عرش آئی ہے

اس مکان کو نوان بہشت کہون
روح نے راحت ایسی پائی ہے

اس مکان کے مکین کا کیا کہنا
جاہ حصہ مین جن کے آئی ہے

وہ ہے اقبالِ دولتِ آصف
جس کا اقبال خود فدائی ہے

یہ سخا یہ کرم یہ خُلق و عطا
سچ کہو کس کے ہاتھ آئی ہے

خانخانان کے لطف کے صدقے
جس کی یہ خُلق انتہائی ہے

مین کہان ورنہ اور یہ بزم کہان
اسی دم کی یہ جان فزائی ہے

چشمِ بد دور ربط آپس کا
ربط کی قدر کیا بڑھائی ہے

اصل مین ایک ہی ہی روح لطیف
پاک گو جسمون مین سمائی ہے

خطِ قسمت کو خود مین پڑھ لون گا
مین ہون اور یہانکی جبہ سائی ہے

عاقل خیر خواہ کر تو دعا
اب زیادہ سخن سرائی ہے

دولون اقبال ہون ترقی پر
اسمین سب کیلیے بھلائی ہے

یہ تو مطلب مرا تمام ہوا
اب ذرا طبع آزمائی ہے

میر کاظم علی کی شادی ہے
اُن کی امید کیا بر آئی ہے

کیا حرارہ لیا ہے پیری نے
آئی جوانی تری دُہائی ہے

ہو مبارک خدا کرے یہ بیاہ
بات تقدیر کی بن آئی ہے

ہے معا خضاب کا مشکل
بات اک میری دلمین آئی ہے

تھا کہین قصر نوجوانی کا
لیپ پوت اُسکی یہ لگائی ہے

مہندی ملکر جو ہاتھ دھوئے ہین
یہ لگائی ہے وہ بجھائی ہے

یا ضعیفی کی دیکھکر ہمت	تہنیت کو جوانی آئی ہے
پہنی پوشاک ہے جو شاہانہ	صدقے خود شان خودنمائی ہے
ہے ضعیفی کے آج سر سہرا	کیا خزان مین بہار آئی ہے

قطعہ و تاریخ در تہنیت صحت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ

ہوئی خانخانان بہادر کو صحت	مبارک سلامت سلامت مبارک
مسیحا سے کہدو کہ ہے فخر کی جا	مسیحا رے حکمت سے نسبت مبارک
ہوا خواہون کو شکرِ انعام شافی	عدو کو فلک کی شکایت مبارک
ہمین اُسکے دروازہ کی جبہہ سائی	فلک کو یہ بے سود رفعت مبارک
یہ ذوقِ تمنا یہ شوق تماشا	یہ خلوت مبارک یہ جلوت مبارک
بہت جلد اس دن کا ارمان نکلا	ہوئی تمکو عاقل یہ حسرت مبارک
مسیحائی تاریخ مین غسم نہین ہے	مرض جب گیا غسل صحت مبارک

قطعہ در مسرت مراجعت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ از سفر کلکتہ

کیا ہی چمکے نصیبے بخت کلکتہ	وہان غسم ہجر ہے نمایان آج
حیدرآباد رشک کرتا تھا	کہ مرا قدردان گیا وہان آج

مرے نواب وہان سی پھر آئے
شکر ہے بخودی سی رفصان آج

پھر دکن مین بہار آئی ہے
کوچہ کوچہ ہوا گلستان آج

عید ہو کیون نہ چشم عاقل کو
دیکھا دیدار خان خانان آج

قطعہ در تہنیت عید البقر بخدمت عالیجناب نواب خانخانان بہادر دام اقبالہ

مرے نواب کو مبارک ہو
عید اسلام یعنے عید بقر

وہ کہ جس کے سلام کو ہر صبح
سر کے بل آتا ہے شہ خاور

وہ کہ جس کے نثار ہونے کو
چرخ کھاتا ہے رات دن چکر

وہ کہ جس کا جمال دیکھنے کو
خود سکندر بنا ہے آئینہ گر

وہ کہ جس کی رکاب بنّے کو
بڑھ کے گھٹتا ہے ہر مہینے قمر

وہ کہ قبضہ مین جس کے رہنے کو
بنا مرّیخ صورت خنجر

وہ کہ چٹکی مین جس کی رہنے کو
کہکشان ہشکل تیر آئے نظر

وہ کہ جس پر نثار کرنے کو
ابر نیسان مین لاتا ہے گوہر

ہان بتاؤ کہ خانخانان سا
کون دنیا مین ہے عطا پرور

ہان بتاؤ کہ کس کے در کا گدا
مثل حاتم کے ہے سخا گستر

ہان بتاؤ کہ کس کی جود سے ہے
قسمت جود بندہ ہے زر

ہان بتاؤ کہ بے سوال کسے
کون دیتا ہے سیم و گوہر و زر

ہان بتاؤ کہ کس کی چوکھٹ کا
ہے ہر اک ذرہ مہر کا ہم سر

ہان بتاؤ کہ کس کا خلق عمیم
خاص اور عام کو کرے شیدا

ہان بتاؤ کہ کس کی تیغ کی ہین
گیسوئے حور کی طرح جوہر

ہان بتاؤ کہ کس کے گھوڑے سے
برق شرمندہ اور خجل صرصر

ہان بتاؤ کہ کس کے لب کی دعا
روز رہتی ہے ہم عنان اثر

ہان بتاؤ کہ کس کے ہاتھ کو ہے
نسبت جود خالق اکبر

ہان بتاؤ کہ کس کی آنکھون مین
خود کرم بن گیا ہے شکل نظر

ہان بتاؤ کہ اس زمانہ مین
کون کرتا ہے قدر فضل وہنر

ہان بتاؤ کہ کس امیر کا آج
کون عاقل سا ہے ثنا گستر

وہی عاقل کہ جس کے مثل ونظیر
نہین دنیا مین اب سخن پرور

وہی جس کے خیال کے ہمراہ
دو قدم بھی نہ جائے وہم بشر

آیا اُس کی زبان پر جو کلام
ہوگیا رتبہ سخن برتر

سچ ہے فیض ثنا یہ کسکا ہے
کیون نہ ہو ہر سخن مین لطف واثر

پھر وہی شعر پڑھکے ختم کرون
جسمین ایسی دعا کہ خود ہو اثر

میرے نواب کو مبارک ہو
عید اسلام یعنے عید بقر

سہرا جو عالیجناب نواب بہرام جنگ بہادر دام اقبالہٗ کی شادی کی مبارک موقع پر پڑھا گیا

آج یہ کس گُل رعنا کے ہی سر پہ سہرا
گوندھتے ہین گُل معنی کا سخنور سہرا

یہ تڑپ سے رُخِ انور کے ہے مضطر سہرا
کہ دکھاتا ہے تڑپ اپنی تڑپ کر سہرا

سارے عالم مین اُڑی ہے جو خبر شادی کی
شہرتِ حسنِ عروسی کو بنا ہے سہرا

رشک سے کٹتا ہے رنگِ گُلِ گلشن ہردم
تیغ ابروے لطافت کا ہے جوہر سہرا

کرم حُسن نے تیرے یہ کیا ہے گستاخ
کیسا بے باک چڑھا ہے تری مُنھ پر سہرا

لن ترانی کا ہراک آنکھ کو دیتا ہے پیام
پرتوِ رخ کی طرف سے ہے پیمبر سہرا

مردم چشم مری عاریتاً لے نرگس
کہ تری آنکھ کی پُتلی مین کرے گھر سہرا

ہے اسی بزم مین گلگشت چمن سبکو نصیب
دیکھیے باغ ہوا جاتا ہے کھل کر سہرا

ترے آئینۂ رخ نے کیا باطل دعویٰ
نہین بمثل کہ ہے سہرے کے اوپر سہرا

تا نگاہین نہ پڑین بے ادبانہ رخ پر
بنگیا نور کی چلمن ترے رخ پر سہرا

لعل و یاقوت و زمرد کی ہڑین صلِ علی
اے تری شان کہ اس طرح ہو پتھر سہرا

خوابِ مخمل بھی ہے نرمی پہ گلونکی صدقے
نظر آرام طلب ہے تو ہے بستر سہرا

رخ پر نور سے لڑتی تھین نگاہین سبکی
فیصلہ کرتا ہے اب بیچ مین پڑ کر سہرا

ہے اسی سہرے کے مضمون کی اطاعت منظور
دخترِ فکر کا اسوقت ہے شوہر سہرا

قدر دان قدر فزا جمع ہین یہان ای عاقل
کیا عجب ہی کہ رہے آج ترے سر سہرا

قصیدہ ناتمام در مدح عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ

دل مین ہی اُنکے ملنے کی اسقدر آرزو بھری
اُنکا خیال کیا مجال کرسکے جلوہ گستری

آج وفا ہے کل جفا یہ بھی طریق ہے نیا — کس سے بنا ہوگی بھلا طبع مین ہی جو خودسری
حور کے ذکر حسن پر مجھسے فرشتے لڑتے ہین — قبر پہ میری آئیے گو کہ ہو آنا سرسری
سرو قدون کی یاد مین قمری نالہ کش ہون — جب تو بنا یا واعظا دل کو مرے صنوبری
ہجر مین دیکھنا ذرا فیض خیال وصل کا — آنکھ سے میری اڑ گئی نیند بھی بن گئی پری
پھر عیادت آئے ہین غیر کو ساتھ لائے ہین — ہائے یہ مہر پروری ہائے یہ ظلم گستری
دل کو جلایا واعظا میکدے مین جو آنکر — شیشہ اتار لائیے سامنے ہی گزک دھری
انکی نزاکتون نے کیا شور مچایا رات کو — کام نہ آئی وصل مین حیف ہماری لاغری
دل تو ہمارے دیکھکر منھ نہ بناؤ جانمن — سیکھ لو آئینہ سے تم ناز و ادائے دلبری
دیکھیے آئینہ مین شکل زاہد باریا ذرا — سجدے کا ہی نشان یا آپ کی تیرہ اختری
ہائے یہ کیا ستم کیا تم نے ستم بھی کم کیا — ظلم کیا کرم کیا لطف مین ظلم پروری
دلمین ہین گو کہ لاکھ داغ جیسے کھلا ہوا ہو باغ — پر نہین غم سے انفراغ غنچہ ہی دم مین صرصری
ہاتھ کسی کے کیا لگے نقد مراد آج کل — کھوٹ ہی دلمین چرخ کی بات کھونگاہین کھری
صاحب جوہر و صفا حیرتون مین ہو مبتلا — ہو نہ یقین تو دیکھ لو آئینہ سکندری
تودۂ کینہ ہے فلک تیر کمان چاہیئے — کھینچیے چلہ بے دھڑک ہے یہی اب کمانگری
اہل کمال اب کہان ہین تو کہین ہین پنہان — تیرگیٔ نصیب کو انکی ملی ہے مجری
کوئی کہے تو کیا کہے کوئی سنے تو کیا سنے — کس کو دماغ قدر ہے کس کو سر ہنروری
مومن دہلوی مگر خوب یہ شعر کہہ گیا — شاعری جس کی ساحری سحر بھی سحر سامری
وہ قدر ہنر کو چاہیئے عقل و تمیز و درک و فہم — دست کشادہ دل فراخ منعمی و توانگری
سو یہ کہان جو ہی بھی تو اہل کمال بدنصیب — کب ہوئی جنگ چرخ سے فرصت ہیچ گستری

ایک مجھی کو دیکھ لو گو مین نہین ہون بی کمال
لب ہون مقابل فلک تو بھی ہی جنگ زرگری

فکر کو میری غم دیا غم کو بھی اک الم دیا
یعنی کہ غم بھی کم دیا جس سی نہ طبع تنگ بھری

میرا کمال ہی زوال مجھکو زوال ہی کمال
پھر نہ ہو کیونکر ایک حال بہتری و زبون تری

سر نہ اُبھرنے دی فلک پاؤن نہ رکھنی دی زمین
بے پدری ہین شفقتین اور وہ مہر مادری

ایسا مین تیرہ بخت ہون میری سیاہ خانی کی
مہ کو ملی ہی کرکی مہرِ فلک کو اخگری

اخترِ بخت اسقدر اونچا ہوا کہ ناگہان
آنکھ سی میری چھپ گیا چاہی جو مین نی برتری

کیف مئی سخن ہو کیا جب کہ خمار فکر ہو
رطل گران پہ چاہیئے کچھ تو مجھے سبک سری

مدح کسی کی کیا لکھون قصد قصیدہ کیا کرون
خالی ہو دل تو کچھ کہون وہان تو ہی گرد غم بھری

کاغذ و خامہ کی تلاش کرتے ہی دن گزرتی ہین
آج سی پہلے کل تلک تھی یہی شان بی زری

آج تو روز عید ہے عید ہے اور سعید ہے
کس کے قدم کی دید ہی جس پہ نثار سروری

کس کا جہان مین نہین مثل و نظیر آج کل
ہے بھی اگر تو اُسکو بس اپنی سی ہی برابری

جام جہان نما کی سیر دیکھنی ہو تو دیکھ لو
بزم مین کس کی مل گئی چشم جہان کو ساغری

کس کا سحاب مکرمت آج برس رہا ہی یون
کشتِ امید دیکھنا ہو گئی کچھ ہری ہری

نسبت طائی بے درنگ کسکے غلام کو ہی ننگ
میر انظام بارہنگ جس پہ نثار سروری

مدح حضوری مین لکھون مطلع تازہ کوئی اب
سُنکے جسے جلے عدو یعنی یہ چرخ چنبری

مطلع

چرخ کی کیا بساط ہی سُنکے صلائے داوری
پردۂ گوش صور مین چھپ گیا شور محشری

تیرے خیال عدل نے جمع حواس کر دیئے
ورنہ جہان مین جو دسے ہو ہی چکی تھی ابتری

قہرِ خدا غضب ترا مانع جرم بندگی
لطف خدا کرم ترا باعث بندہ پروری

روح فزا نگاہِ مہر مرگ نما نمودِ قہر
شانِ خدا شکوہِ جاہ رشکِ شکوہ قیصری

مرجع کامل وکمال منبع بخشش ونوال — مرکز فکرت وخیال مظہر پاک گوہری
مدح طراز رزم مین قوت بازوی جہان — حیرتیان بزم مین آئینۂ سکندری
صورت آئینہ ہے صاف بزم نشاط کا محل — اب مین کہونگا شک ہے کیا بارہ دری کو ششدری
سستا کرم کرم ہی ہی نرخ ستم پہ ظلم ہے — قیمت جان و دل نہین نیم نگاہ دلبری
تیرے سخا وجود سے کان عدم مین ڈوبگر — آنکھ مین عاشقونکی بھی نام کو اب نہین تری
ملتے نہین ہین آجکل تیرے کرم سی لعل و دُر — سنگ تراش کی دکان اب ہی دکان جوہری
زندگی خصم کو اب دم سی ہی تیرے بی حدی — عمر کا ایک ہفتہ ہے حاصل ہفت کشوری
عید کا آج جشن ہے آئی کہان ہی بخت عیش — لے لے جو ہو نصیب مین بخت کی اپنی برتری
سن کے نوائی جانفزا نکلے زبان سی واہ واہ — آئین جو زاہدان خشک دفع ہوگئی وکری
غلغلۂ طرب سے ہے ایک زمین و آسمان — زہرہ ہے نقد جان لیی عیش ابد کی مشتری
تیری نگاہ مہر کا معجزۂ کرم نما — ایک یہ ہی کہ ہوگیا ذرہ بھی شاہ خاوری
فیض کرم سے ہوگئی ضرب مثل جہان مین — میری کمال فطرتی تیری کمال پروری

قصیدہ در مدح عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر دام اقبالہ

کیا ہوا مین ہی عطر افشانی — ہے معطر دماغ روحانی
جوش برسات کا ہی چرخ نے بھی — ابر کی اوڑھلی ہے بارانی
ہے عروس بہار پہ جو بن — سر سے پا تک لباس ہی دھانی
جیسے معشوق پر پڑین آنکھین — یون شب و روز پڑتا ہے پانی

دیکھنا برشگال کی برکت | اسکو کہتے ہین فضل یزدانی
مردہ فیروزہ بن گیا سبزہ | ہوگیا لالہ لعلِ رمانی
کچھ زمین کی بدل گئی رنگت | آج کل منہ پہ پھر گیا پانی
سبزہ رنگون نے زہر کھایا ہی | دیکھنا سبزۂ کہستانی
اودے اودے یہ ٹکڑی بادل کے | اور محاذیِ ارض بستانی
رشک گلشن ہے سبزۂ زنجیر | باغبان بنگئے ہین زندانی
اللہ اللہ رے نمو کا جوشش | دنگ ہے جس سے عقل انسانی
تخم انگور بوئین باغ مین گر | یہ ہو بحر نمو کی طغیانی
جڑ کے بدلے بھی کوپلین پھوٹین | باغبان کو ہو سخت حیرانی
کوپلون کی عوض ثمر نکلین | دور کیا جلد پختگی آنی
اُنسے فوراً ٹپک پڑے شیرہ | جس کا ہر قطرہ قوت روحانی
اور وہ جس خاک پر گرے اگر | خاک ہو رشک کشت دہقانی
یعنے ہر قطرہ سے اُگے اک نخل | ہو متشکل بہ شکل انسانی
اور وہ انسان گروہ میکش سے | مستیون مین کرے غزل خوانی

غزل

ساقیا ہے ہوا زمستانی | دے خدارا اگنی ہوا پانی
دخت رز سے لڑائین کیا آنکھین | چشم ساغر کی ہے نگہبانی
کیسی برسات مین چلی ہے ہوا | کشتیِ مَے ہوئی ہے طوفانی
مَے برستی ہے آسمان سے آج | تہ کرو شیخ سبحہ گردانی
نشہ مین لطف نشئہ زاہد سے | کیون کہا ہاے میری نادانی

توبہ کے توڑنے کو کافی ہے
باغ پر اسطرح گھٹا چھانی

گلشن وابر وجام وساقی وے
اور پھر دعوئے مسلمانی

توبہ عاقل کرے جوانی مین
کہ مثل ہے جوانی دیوانی

پھر پڑھون ایک مطلعِ دلچسپ
طرز مین اپنی ہو جو لاثانی

مطلع
واہ ساون مین عیدِ فطر آئی
فطرتی ہے نشاط روحانی

سبزہ سے باغ ہوگیا ہر گھر
ہے خوشی مین بہار دیوانی

مار ڈالا ہے اس سحاب نے آج
ہائے تھم تھم کے قطرہ افشانی

باغ ہر ایک باغ جنت ہے
خود ہوا کر رہی ہے رضوانی

باغبان کا نہین ہے خوف مگر
پہ چھپون مین ہے مرغ بستانی

اسقدر شور عندلیب خموش
سامنے میرے اور خوش الحانی

چپ ہو سُن ہان مرے قلم کی صریر
جس پہ صدقے ہزار دستانی

فکر ہے گلشن آفرین میری
قافیہ ہے زمین کا بستانی

باغبانِ جہان نے دی مجھکو
جنّتِ شاعری کی رضوانی

خود سخن رتبہ جانتا ہے مرا
نہین محتاج اپنی دانی

حبذا دقّتِ معانی نو
مرحبا بندشون کی آسانی

اس تمناسے مین کیا تعلی ہے
مجھکو کہتے ہین رشک خاقانی

اُس کو حاصل تھی کب یہ مداحی
کس کی کرتا ہون مین ثنا خوانی

وہ مرا مرتبہ شناس امیر
ختم جس پہ ہوئی سخن دانی

وہ مرا صاحب حشم نواب
کرے فغفور جس کی دربانی

وہ رزم پیشہ و کرم گستر — سامنے جس کے ابر ہے پانی
وہ کہ اُس پر جو چھب گئی آکر — فخر کرتی ہے خانخانانی
وہ کہ ہے بہر شہ حسام الملک — ہے سپر جس کی لطف سلطانی
وہ کہ حسن آفرین صورت فکر — قدر جس نے خیال کی جانی
وہ کہ ہو رزم مین جو بزم آرا — نغمہ ہو جائے شور میدانی
وہ کہ ہو بزم مین جو رزم پسند — قصہ ہو جائے داستان خوانی
وہ کہ بن جائے میزبان جہان — کرے کوئی جو اُس کی مہمانی
وہ کہ جان بخشیان دکھائے تو ہو — شکل جان دار صورت مانی
وہ کہ جو اُس کا مدح پیرا ہو — خلق اُسکی کرے ثنا خوانی
مدح حاضر مین وہ پڑھون مطلع — کہ پھڑک جائے روح قاآنی

مطلع

بذل کو ہے ترا قلم بانی — کھینچتا ہے وہ شکل امکانی
مجھ سے پوچھے کوئی وقار فلک — خاک اس در کی مدتون چھانی
سیر چشمی نہ جائے گی تیری — کہ پلک کرتی ہے نگہبانی
یہ تری بزم باغ جنت ہے — کہ ہے ہر بات مین گل افشانی
شان ہے اسقدر بلند تری — کہ خجل ہے بلندیِ شانی
فیل کو آسمان اگر کہیے — تو ہے تشبیہ ایک من مانی
اُسمین یہ عظمت و وقار کہان — ہے زمین آسمان کی حیرانی
اسکی خرطوم دیکھنا کوئی — زلف معشوق کی ہے طولانی
مردمک ہے یہ چشم عالم کی — ہے سیاہی کا لطف لاثانی

دانت ہین یا کہ ہاتھ پر یو نکے | شام ہے خاتم سلیمانی
ہے قلم خود بخود روان شائد | اسپ کی دیکھ لی ہے جولانی
یہ گیا وہ گیا چھلاوہ ہے | کھینچے تصویر کس طرح مانی
کس سے تشبیہ طبع شاعر دے | شکل دشوار ہے نظر آنی
یال مین زلف حور کا جوبن | پر نہ اُس کی طرح پریشانی
حشر کرتا بپا یہ ٹھوکر سے | عیب لیکن ہے ٹھوکرین کھانی
اسکے آقا کو کیا چنور دکا | دم سے کرتا ہے یہ مگس رانی
چرخ کجرو کرے مقابلہ کیا | کوزہ پشت اور ستارہ پیشانی
ساتھ دوڑے اگر صبا اسکے | دو قدم چل کے ہو پشیمانی
کس کو اسکی نصیب ہمراہی | ہان مگر تیری تیغ کا پانی
یہ بھی کچھ کم نہین روانی مین | جس طرح سے کہ حکم یزدانی
بحرِ عمرِ عدو روانی مین | ہو گئی اُس کی دشمنِ جانی
آتشِ البغض خاک مین مل جائے | آب مین سے ہوائے طوفانی
شوخ طرار فتنہ جو سفاک | دشمنِ عمرِ انسی و جانی
ناب پر خون لبون پہ لاکھا ہے | سبز جوہر لباس ہے دھانی
جی نہ اس سے چرا اسکے دشمن | چشم جوہر کی ہے نگہبانی
شوخ چشم ایسی کس سے جھپکے گی | ہان ترے عدل سے یہ ہے پانی
عدل کا رعب رعب کا ہے خوف | کہ کسی کو نہین ہراسانی
خوف تیرا اگر نہ ہو تو کرے | گرگ کی گوسفند چوپانی

تھے بہادر ستم گری مین جو — آگئی اُن مین خوئے نسوانی
مل گیا قدر دان صاحب دل — پھر ہین کرنے لگا غزل خوانی

غزل

پھر ستانے لگی گران جانی — پھر ہوئی رنج وغم کی ارزانی
پھر وہی زلف یاد آتی ہے — پھر وہی دل وہی پریشانی
پھر وہی ہم پہ خامشی طاری — پھر رقیبون نے سیکھی لسانی
پھر پکڑ لائے دشت سے احباب — پھر وہی گھر وہی ہے ویرانی
پھر وہ ملنے لگے رقیبون سے — پھر مجھے سہل ہو قسم کھانی
پھر کہین سے صدائے نغمہ سنی — پھر وہی شغل مرثیہ خوانی
پھر جنون یاد کرتے ہین عاقل — پھر کھلی ہے کتاب نادانی
پھر کرم یاد آگیا تیرا — پھر وہی مین وہی ثنا خوانی

مطلع

کہون تجھکو جو حاتم ثانی — سن نہ لے طفلک دبستانی
یہ بھی تیرے کرم کا ہے اک حلم — کہ ہے آئینہ مین ترا ثانی
ہے کرم تیرا مثل فیض ہوا — کبھی شہری کبھی بیابانی
تھا یہ فیض کرم ترا ورنہ — میرا منھ اور تری ثنا خوانی
کیون زمین پہ قدم مین اب رکھون — خاک کوچہ کی تیرے ہے چھانی
پر یہ ہے فکر ناز کیا سیکھے — نقش پا کی طرح ہے حیرانی
یعنے بیدل یہان تک آیا ہون — جاؤن کیونکر یہ ہے پشیمانی
ایک گھوڑا اگر مجھے مل جائے — اشہب فکر مین ہو جولانی
پھر مقابل کرے کوئی مجھکو — انوری آئے یا کہ خاقانی

شاہ اسپی بہ انوری بخشید — تھا یہی مایۂ سخن دانی
ہین تو ہون واصف حسام الملک — کیون نہ ہو نازشِ سخندانی
اب قلم کی زبان نہین رکتی — کہ دعا مین کرے گا لستانی
تجھکو جامِ خوشی مبارک ہو — ترے اعدا کو سنکھیا کھانی
تجھکو یہ عیدِ فطر روز نصیب — دشمنون کو الم فراوانی
تجھکو محسودی سخا و کرم — قیصرِ وجم کو تیری دربانی
قدر افزائی کمال تجھے — اور عاقل کو یہ ثناخوانی

قصیدہ درمدح کمال پرور کامل شناس عالیجناب نواب حسام الملک خانخانان بہادر معین المہام متفرقات دام اقبالہٗ

کیا چمن آج کل ہے جوبن پر — پھیلی جاتی ہے زاہدونکی نظر
گئی فصلِ خزان بہار آئی — کچھ عجب چرخ بھی ہے شعبدہ گر
گل سے پڑھو سبق گلستان کا — ہر ورق ہے بہار کا دفتر
کیا خوشی ہے بہار آنے کی — بوئے گل بھی ہے جامہ سے باہر
کٹ گئین کلفتین خزان کی سہل — موج باد صبا بنی خنجر
خواب مخمل ہے یا کہ سبزۂ باغ — بے تکلف جو ٹوٹتی ہے نظر
کیسی حسرت سے دیکھتی ہی بہار — آنکھ کس کی ہے نرگسِ عبہر
مہندی کی ٹہنیون مین ہین پنہان — دستِ رنگین یار کے جوہر

گیسوے یار سے نہ بڑھ جائے | بے ادب ہو چلا ہے سنبلِ تر
لبِ معشوق کی سی بات کہان | سوسن اترا نہ تو مسی مل کر
دہن یار غنچہ بنتا ہے | چھوٹا منھ اور بڑی ہی بات مگر
لالہ کے داغ پر بہار ہی کیون | عاشقون کا بنے گا داغِ جگر
کیا خوش آیند ہے صدای طیور | خون بڑھتا ہے جس کو سن سن کر
منہ لگایا ہے گل نے بلبل کو | نہین خاموش ہوتی جو دم بھر
سرو کے سر چڑھی مگر قمری | کہ اکڑتی ہے سرو سے بڑھ کر
نہ کہین بوئے گل پریشان ہو | چل دبے پاؤن ای نسیم سحر
زرِ گل کون اس کو کہتا ہے | جمع ہین بلبلون کے تارِ نظر
نظرِ شوق مین نمو کے سبب | پتہ پتہ ہے باغ کا ہم سر
کیا عجب گر نمو کے جوش سی آج | بول اٹھے زبان سبزۂ تر
اس سے پیدا ہو نغمۂ بلبل | غنچہ گلشن مین کوئی چٹکے اگر
پھول جھڑتے ہین منھ سی بلبل کی | دامنِ گل مین رکھو چن چن کر
آسمان بن گئی زمینِ چمن | دیکھنے کی بہار ہے دم بھر
دن ہے پر ابر کی سبب سے باغ | شب مہ مین فلک ہی خوش منظر
جیسے چھٹکے ہوی ستاری ہون | پھول اسطرح بکھرے ہین گر گر
کہکشان آسمان کی یاد آئی | روشین باغ کی جو آئین نظر
ہو گیا سارا باغ میخانہ | مست ہو ہو کے ناچتی ہے نظر
مَی ہے شبنم درخت میکش ہین | گل نرگس ہے صورت ساغر

جھومتے اسطرح ہین نخل چمن		سب مغنیے جس طرح سے مئے پی کر
ابر مین برق جلوہ گر ہے یا		بزم مین ساقیِ قمر پیکر
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین چلتی ہین		گرم ہو محفلِ مے و ساغر
کالی کالی گھٹائین چھائی ہین		یا سیہ کاریون کا ہے دفتر
ہلکی ہلکی پھوار پڑتی ہے		زاہدا ہو کہین نہ دامن تر
تجھکو بھی اک غزل سناتا ہون		واعظا باغ مین ٹھہر دم بھر
بیخودی کی بہار لا ساقی	غزل	ابر آیا کدھر گیا ساقی
کس کا ساغر کہان کا جام بلور		خم کا خم اوک سے پلا ساقی
جھوم کر مثل ابر تو بھی اُٹھ		ابر تیری طرح اُٹھا ساقی
یہی دعوی یہی دعا اپنی		مدعی مین ہو مدعا ساقی
کشتیِ مے سے ہوشیار ذرا		چلی برسات کی ہوا ساقی
دختر رز سے عقد کرتا ہون		قاضیِ شہر کو بُلا ساقی
کاگ اُڑتا ہے دیکھ بوتل کا		مئے کو بھی جوش آگیا ساقی
دل نہین مانتا خدا کے لیے		مطلع تازہ سُن ذرا ساقی
طبع حاضر ہے لائیے احمر	مطلع	شیخ کو بکنے دے تو ساغر بھر
ہو کے ہشیار پھر سناتا ہون		مدحتِ صاحبِ ہنر پرور
جسکے خلق عمیم کے باعث		عطر آلود ہے نسیمِ سحر
ابر سے کہہ رہا ہے جس کا کرم		ابتو پیتے گھڑے تو پانی بھر
وہ کہ جسکے سلام کو ہر صبح		سر کے بھل آتا ہے شہِ خاور

وہ کہ جس پر نثار ہونے کو
چرخ کھاتا ہے رات دن چکر

وہ کہ جس پر نثار کرنے کو
ابر نیساں مین لاتا ہے گوہر

وہ کہ قبضہ مین جس کے رہنے کو
بنا مریخ صورتِ خنجر

وہ کہ جس کی رکاب بننے کو
بڑھ کے گھٹتا ہے ہر مہینے قمر

وہ کہ چٹکی مین جس کی رہنے کو
کہکشاں شکل تیر آئی نظر

وہ کہ جس کا جمال دیکھنے کو
خود سکندر بنا ہے آئینہ گر

ہان بتاؤ کہ خانخاناں سا
کون دنیا مین ہے عطا پرور

ہان بتاؤ کہ کس کے در کا گدا
مثل حاتم کے ہے سخا گستر

ہان بتاؤ کہ کس کے جود سی ہے
قسمتِ جود بندۂ بے زر

ہان بتاؤ کہ بے سوال کیے
کون دیتا ہے سیم و گوہر و زر

ہان بتاؤ کہ کس کی چوکھٹ کا
ہے ہر ایک ذرہ مہر کا ہم سر

ہان بتاؤ کہ کس کا خلق عمیم
خاص اور عام کو کرے چاکر

ہان بتاؤ کہ کس کی تیغ کے ہین
گیسوے حور کی طرح جوہر

ہان بتاؤ کہ کس کے اشہب سی
برق شرمندہ اور خجل صرصر

ہان بتاؤ کہ کس کے لب کی دعا
روز رہتی ہے ہمعنانِ اثر

ہان بتاؤ کہ کس کے ہاتھ کو ہے
نسبت جودِ خالق اکبر

ہان بتاؤ کہ کس کی آنکھون مین
خود کرم بن گیا ہے شکلِ نظر

ہان بتاؤ کہ اس زمانے مین
کون کرتا ہے قدرِ فضل و ہنر

ہان بتاؤ کہ کس امیر کا آج
کون عاقل سا ہے ثنا گستر

وہی عاقل کہ جس کا مثل و نظیر
نہین دنیا مین اب سخن پرور

وہی عاقل کہ جس کی عقلِ سلیم
عقلِ کل کے لیئے بھی ہے رہبر

وہی جس کے خیال کے ہمراہ
دو قدم بھی نہ جائے وہمِ بشر

وہی جس کا نیاز بے پروا
بے نیازی نیاز سے بڑھ کر

وہی جس نے زبان جب کھولی
نطق خود فخر کرتا ہے اُس پر

وہی جس کا کہ پائے پایۂ نظم
نظمِ پروین کو مار دی ٹھوکر

وہی جس کی کہ نثر کا درجہ
نسرِ طائر سے بڑھ گیا یکسر

وہی جس کی کہ کلکِ عطر فشان
کرے تازہ دماغِ اہلِ ہنر

وہ جو اخبار کے وسیلے سے
ناصحون کا بھی ہے نصیحت گر

وہ جو کامل اگرچہ ہے لیکن
نقص قسمت کمال سے بڑھکر

وہ کہ جس کو ہجومِ عزت سے
ناتوانی مین زندگی دوبھر

وہ کہ تقدیر کے جو ہاتھون سی
جامۂ ہوش کا گریبان در

وہ کہ جو ہمسرون مین ہو ذی قدر
نہین ہوتی پر اُس کی قدر و ہنر

ہان خبردار باش اے عاقل
تم کہان تھے اور آگئے ہو کدہر

مدح حاضر ہین وہ پڑھو مطلع
جو کہ بہتر سے بھی ہو کچھ بہتر

مطلع
یون ہے سب پر تیری کرم کی نظر
جیسے اللہ کا کرم تجھ پر ×××

تیرے رُتبہ کو کون دیکھ سکے
وہ فلک اور فلک ہی حدِ نظر

یہہ بھی ہے انتہا کی بے ادبی
گر کہے کوئی تجھ سے تو بہتر

خُلق مین رحم مین سخاوت مین
کون عالم مین ہے ترا ہمسر

تیرے گھر سے جو نہ فیض نہ ہو
حیدرآباد مین ہے کونسا گھر

تو ہے بیشک امیر ابن امیر
خود امارت کو فخر ہے تجھ پر

ہون مین حاتم دعا بن دینی مین
تیرا ادنا کرم کا ہے یہہ اثر

پر کہون گا تیرے کرم کو بخیل
کہ دیا زر مگر دعا لے کر

ختم کرتا ہون اب قصیدہ کو
غزل عاشقانہ اک پڑھکر

اُن سے ہم کرتے ہین گلہ دلکا
ہو چکا آج فیصلہ دل کا

یون نکلتی ہے دل سے تیغ نگاہ
جس طرح سے نکلے حوصلہ دل کا

وہ چلے اُٹھکے ہمنے آہین کین
جا رہا ہے یہہ قافلہ دل کا

تم سے بیدرد پر یہہ مرتا ہے
حوصلہ سا ہے حوصلہ دل کا

جان کا بھی چکائین گے قصہ
طے تو ہو لے معاملہ دل کا

شب فرقت ہے تم بھی آجاؤ
دیکھنے کا ہے حوصلہ دل کا

بے طرح خار غم کھٹکتے ہین
پھوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

رہ گئی کھنچتے کھنچتے تیغ اُن کی
رہ گیا دل مین حوصلہ دل کا

دل بری کم سنی مین کیا جانین
کس سے اٹکا معاملہ دل کا

امتحان ناوک نظر سے واہ
دل سے کیجئے مقابلہ دل کا

دل مین وہ ہین یہ ذوق وحدت ہے
رہ گیا پھر بھی فاصلہ دل کا

درد دل اُن سے کہدیا عاقل
آج نکلا ہے حوصلہ دل کا

قصیدہ ناتمام در مدح عالیجناب معلی القاب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ

معین المہام و وزیر عدالت و امور عامہ سرکار عالی

کس پہ ہوگا حملہ آور آسمان — لے چلا انجم کا لشکر آسمان

صبح ہوتے ہی نیا عالم ہوا — ہے جہان مین نور گستر آسمان

سرخ جوڑا ہے شفق کا زیب جسم — بن گیا دولہا سراسر آسمان

یہہ معمّا ہم نہ سمجھے تھے مگر — اُمّ آدم کا ہے شوہر آسمان

جھلملائی شمع یان تارے وہان — رنگ لائے گا مقرر آسمان

نور کا تڑکا ہوا چہکے طیور — ہے شگفتہ باغ بن کر آسمان

جھومتے ہین نخل چلتی ہے نسیم — کھولتا ہے خلد کے در آسمان

ہے گل خورشید پر نازان کہ ہے — مثل گل جامہ سے باہر آسمان

عندلیبون کے ستانے کے لیے — بن گیا برگِ گلِ تر آسمان

خواب سے چونکے صبوحی کش مگر — مہر کا لایا ہے ساغر آسمان

دی موذن نے اذان اور بن گیا — جانماز مہر انور آسمان

اہلِ عالم کی نظر مین کھُب گیا — رنگ کچھ اپنا بدل کر آسمان

بیہانی مہ کی تھی شب کو اور اب — میزبانِ شاہ خاور آسمان

چاندنی کیسی کھلی تھی رات کو — تھا یہی چاندی کا بستر آسمان

درہم و برہم ہوا شب کا سمان — ہے پریشانی کا دفتر آسمان

شب کو یان تھی محفلِ عیش نظر — اب ہے سناٹے کا منظر آسمان

وصل مہرویان کے تھے کیا چرچے — مہربان تھا ہم پہ شب بھر آسمان

کون اُٹھا پہلو سے جو آغوش مین | لے کر آیا صبحِ محشر آسمان

کیا بگڑ جاتا بھلا اِس کا اگر | وہ ہی رہتا اور دم بھر آسمان

جھک کے چلتا ہے ستم کیواسطے | تیغ سے رکھتا ہے جوہر آسمان

اُودے اُودے ابر اُٹھتے ہین جو یہ | میرے حق مین ہین ستمگر آسمان

میرے ہی سر پر بلا نازل کرے | میرا دردِ آہ بن کر آسمان

کچھ نکالون مین بھی اب دل کا غبار | مجھ سے رہتا ہے مکدر آسمان

نالۂ مظلوم سے ڈر آسمان | مطلع | گوشۂ مہر و مہ نہ ہون کر آسمان

پھر رہا ہون آج مین بھی گردِ عرش | مجھ سے اب لائے نہ چکر آسمان

اُس کی خاکِ در مین ہما قل مل گیا | اب قدم رکھتے سمجھ کر آسمان

کس زمین پر لایا ہے بخت بلند | ذرہ ذرہ ہے جہان پر آسمان

آئینہ دار اب ہے **فخر الملک** کا | بن گیا بخت سکندر آسمان

مدح حاضر مین پڑھون مطلع کوئی | سن ذرا او کینہ پرور آسمان

جبہہ سا ہے تیرے در پر آسمان | مطلع | بن گیا میرا مقدر آسمان

تجھ پہ صدقہ ہونے کا بھوکا ہے یہ | رات دن کھاتا ہے چکر آسمان

شان ہے ہفت آسمان سے یون بلند | جس طرح سے آسمان پر آسمان

عدل پر ہے طبع اقدس چھپ رہے | میری آنکھون مین سمٹ کر آسمان

تا کہ ان تلوون سے مین آنکھین ملون | یون گرے قدمون کی اوپر آسمان

اِس قدر ہے ڈر تیری تلوار کا | ہٹ گیا سینہ چرا کر آسمان

راہ مدح رخش سے ہے دشوار تر | ہر قدم کھاتا ہے ٹھوکر آسمان

تیری آرائش کا ہے رتبہ بلند | مہر و مہ تکیئے ہین بستر آسمان
ہے کرم افتادگان پر یون ترا | جیسے چھایا ہے زمین پر آسمان
قلزم فیض آج طغیانی پہ ہے | اب کہان جائیگا بچ کر آسمان
اللہ اللہ جوش پر ہے اوج موج | دیکھ لو پانی کے اندر آسمان
تیرے منھ کو تکتی ہے امید یون | عاشقون کا جیسے منظر آسمان
شب کو ہے انجم کے زر کی فکر جمع | صبح کرتا ہے نچھاور آسمان
چشم بد کے واسطے ہر شام کو | ہین سپند اختر تو مجمر آسمان
چشم مہ مین یون ہے تیرا نقش پا | جیسے آنکھون مین کرے گھر آسمان
اس قدر ہے شوق پابوسی ترا | اب ہین چسپان آسمان در آسمان
یون ہے ہر گھر سے مکان تیرا نمود | دیکھتے ہین جیسے گھر گھر آسمان
جشن بسم اللہ خوانی ہے بپا | ہے دبستان اب بقدر آسمان
آفتابی دائرہ ہے آفتاب | اور تختی مشق کی ہر آسمان
کہکشان یا مد بسم اللہ ہے | طفل مکتب ہے یہان پر آسمان
خانخانان کا قدم آیا ہے یان | اب ہے مکتب کی زمین پر آسمان
خانخانان ہے بڑا بھائی ترا | ایک سے ہی ایک بڑھکر آسمان
رسم بسم اللہ اس نے کی ادا | اوج پر تختی ہے بن کر آسمان
دونون بھائی آفتاب و ماہتاب | کیون نہ چمکائے مقدر آسمان
ختم کرتا ہون غزل پر مدح اب | صدقہ ہو جس کی زمین پر آسمان

قصیدہ در مدح عالیجناب معلی القاب نواب فخر الملک بہادر دام اقبالہ

آئی ہے اب کے سال نئے رنگ سی بہار
جس دل کو دیکھیے وہ ہے داغوں سی لالہ زار

چمپا کے پھول کہتے ہین اہل نظر انھین
غم سے جو زرد زرد ہین عشاق کے عذار

مژگان پہ عاشقون کے ہین یون قطرہائی خون
جسطرح شاخ گل پہ گلِ سرخ آشکار

بنتا ہے گل کی شکل جو بلبل کا نقش پا
یعنے کہ عاشقون کے ہے زیر قدم بہار

قمری کا دل بڑہانے کو اللہ رے نمو
دو دو دکھائی دیتا ہے ہر سرو جویبار

شادی ہے آمد آمدِ فصل بہار کی
نالے ہین دردِ ہجر ہین یا نغمۂ ہزار

دیوانون کی بلا کو غرض ہے کہ جائین دشت
وحشت کو دن لگے کہ ہر اک گھر مین ہی بہار

فیض نمو بھی ہو گیا دیوانہ آج کل
ہے شاخ سبز جامۂ وحشی کا تار تار

کہتے ہین بوئے گل اُسے صاحبدلانِ دہر
حاصل جو ہے طبیعت عاشق کو انتشار

آہون سے عاشقون کی کھلی شاہدونکی آنکھ
با دصبا سے جیسے کھلے غنچہ ایک بار

بجلی تڑپ رہی ہے بہ ابرِ بہار مین
رونے مین دل کو عاشقونکے ہی جو اضطرار

چشم کرم ہے فصل بہاری کے خلق پر
آنسو یہہ بہہ رہے ہین کہ گلشن مین آبشار

معشوقون کا تو رنگِ جوانی نہ پوچھیے
وہ تو ہین سر سے پاؤن تلک موسم بہار

چھایا ہے باغِ حسن پہ ابر سیاہ کیا
رخ پر جو بکھری بکھری سی ہے زلف مشکبار

دل عاشقون کے ابروؤن مین ہین لگے ہوئے
گویا کہ نخل گل کی ہین دو شاخ غنچہ دار

رخسار مین گلاب کے پھولون سے شوخ رنگ
مژگان ہین پاس پہلوئے گل مین ہو جیسے خار

نور آگیا ہے دیدۂ نرگس مین آج کل
آنکھون کو دیکھکر بہکے ہے چشم روزگار

موتی برس رہے ہین یہ ابر بہار سے ۔ سرمہ لگا کے چشم سیہ کی جو اشکبار
سرخی وہی ہے اور وہی نازکی کا رنگ ۔ لب پر ہے پنکھڑی گل صدبرگ کی نثار
گویا دہن بھی غنچۂ گل زر بکف بنا ۔ ہنسنے مین دانت ہوتے ہین اس طرح آشکار
مستی لبون پہ ہا کہ یہہ سوسن کی ہے کلی ۔ کھلتے ہی اب گمان یہہ ہوتا ہے باربار
سینون کے تو ابھار کو دیکھو بچشم شوق ۔ گویا کہ سربلند جوانی کی ہے بہار
بچھا ہوا تمام زمین پر ہے فرش گل ۔ ہر جا بتون کے نقش قدم ہین جو آشکار
اللہ رے غرور کہ کتنا اکڑ گیا ۔ معشوقون کی جو صف مین ہوا سرو کا شمار
لالہ سے اُس کو دی ہے جو تشبیہہ کبک نے ۔ مہ کا دماغ چرخ پہ ہے ہو کے داغدار
پروانہ عندلیب ہوا اُس کو یہہ خبط ہے ۔ گل جھڑ رہے ہین شمع سے محفل مین بیشمار
نازک مزاج گل ہے تو کیسا بکھر گیا ۔ سن کر صدائے شیون ناکارہ ہزار
سُن عندلیب سُن اسے کہتے ہین زمزمے ۔ وہ درد دل سناؤن کہ دل ہو ن بیقرار
(مطلع) پھر مجھ کو کیا چمن مین کھلے پھول گر ہزار ۔ دل کی کلی کھلے تو مین سمجھون کہ ہے بہار
یون حسرتین بھنچی ہوئی ہین مرے دل مین جمع ۔ جس طرح بوئے گل کو رہے غنچہ مین فشار
یہان تو وہی خزان وہی بے رنگ خواہشین ۔ بدلے ہزار رنگ جہان چرخ کینہ کار
کیا قبر میری آرزون کی بنائے گا ۔ میری طرف سے چرخ کے دل مین جو ہے غبار
مجھ کو ملی ہے موت کی خواہش مین زندگی ۔ یعنے کہ زندگی مین رہے مرگ انتظار
ہر سانس ایک عمر ہے ہر عمر ایک حشر ۔ روز شمار کا بھی نہین کچھ رہا شمار
یا ہین وہی نہ شاہد و نکو جس کی تھی تلاش ۔ یا اب وہی ہون یاس و الم جس سے ہمکنار
یا تو یہہ جانتا تھا کہ ہے وصل ہی سے زیست ۔ اور اب تو زندگی کا سہارا ہے ہجر یار

جمعیت حواس مین یا تو شامل تھا — اب مثل زلف یار طبیعت کو انتشار
یا تو نکلتے کام سے بنتا تھا کام دل — اب کام کی بھی بات ہو تو بھی ہون ہیچکار
یا لاکھہ شعر کھہ کے طبیعت نہ بھرتی تھی — اب ایک شعر ہو تو سمجھتا ہون مین ہزار
یا اختیار طبع پہ تھا جبر کرنے کا — اب مین ہون اور مسئلۂ جبر و اختیار
یا تو کمال مجھہ کو سمجھتا تھا اپنا فخر — اور اب زوال کو مری نسبت سے ننگ و عار
یا ناز تھا وطن پہ کہ دھلی سا شہر ہے — اب مجھہ کو شرم بے وطنی نے کیا شکار
یا تو سمجھتا تھا کہ بنارس بہشت ہے — اب اُس کا دھیان جیسے کہ دوزخ کی جلن شرار
آخر کوئی تو پوچھنے والا مرا بھی ہے — اے چرخ کینہ کار خبردار ہوشیار
پوچھے گا کیا نہ خلق انم سے وہ میرا حال — نصفت پناہ اہل کرم معدلت شعار
وہ جس کے خوف داد سے کسریٰ کا وقت خواب — فریادیون کے شور سے ہے روز گیر و دار
وہ جس کے عدل کا جو ہے دھڑکا لگا ہوا — ڈر ڈر کے انقلاب مین رہتا ہے روزگار
وہ جسکی بوئے خلق کے فیضان وجود سے — زلف پری رخان زمانہ ہے مشکبار
وہ جس کا دست جود دیئے بن نہ پائے چین — جس طرح سے طبیعت عاشق کو اضطرار
عاقل بہہ عقل اور یہہ ابہام مدح مین — ہان نام سے بڑہاؤ قصیدہ کا تم وقار

مطلع
اے فخر ملک فخر جہان فخر روزگار — زیبا ہے تجھہ پہ فخر کرے ذات افتخار
کھوئی یہہ تیرے عدل نے دل کی شکستگی — کیا تاب دل جو توڑے کسی کا کوئی نگار
قوت یہہ بخشی ضعف کو انصاف نے ترے — تن سے نہین نکلتی ہے عاشق کی جان زار
لب تشنگی مرگ عدو کی بجھاتی ہے — دھارا ہے بحر فیض کا یا تیغ کی ہے دھار
رشتہ ہے یا کہ رشتۂ جان ظفر ہے یہہ — یہہ رشتہ ہے سر رشتۂ نصرت کا رشتہ دار

تاب اس کی خون ناب عدو کا بہائی ہے
قبضہ وہ قبضِ روح پہ ہے جس کو اقتدار

گھوڑے کی سوجھتی نہین تشبیہ دہر مین
کھتے ہین اس کو قدرتِ خلاق روزگار

کیا ایسے بدحواس سے تشبیہ اس کو دین
خود جلوہ اس کا دیکھ کے بجلی ہے بیقرار

سرعت جو ہے نگاہ جہان مین تو اس لیے
سرمہ بنایا اس کا جو پیچھے چھپا غبار

دو ایک گام ساتھ چلی تھی کبھی ہوا
اکھڑی ہے سانس جب سی ہوا ایسا انتشار

سمجھا مین اپنی طبع رسا نارسائی سے
قطرہ گرا پسینے کا اس کے جو ایک بار

یہہ بے مثال آئینہ خانہ مین جائے گر
سرعت سے آئینہ مین نہ ہو عکس آشکار

کھتا نہ اور مطلعِ دل چسپ حسب حال
پر کیا کرون کہ دل پہ نہین مطلق اختیار

(مطلع) برگشتہ بخت کھتا ہے مجھ سے کہ غم مدار
ان کی نگہ پہ چرخ کی گردش کا ہے مدار

سچ ہے کہ تو جو چاہے تو آسان ہے محال
مشکل کو سہل کرنا ترے آگے سہل کار

بیٹھا ترے کرم کا یہہ سکہ جہان پر
اٹھنا ہوا محال زمانے سے اعتبار

ارزان ہے یہہ سخا و عطا تیرے عہد مین
عشاق ایک بوسہ پہ دل دیتے ہین ادھار

حاتم سخی تھا اور تو ہے خاتم السخا
نقطہ نے تیرے دل کی یہہ کی رمز آشکار

مال و متاع جمع نہین کرتے ہین بخیل
تیرے کرم پہ بسکہ جہان کو ہے اعتبار

قطرون کو مینھ کے گننا سمجھتے تھے سب محال
تیرے کرم نے انگلیون پر کر دیا شمار

حدِ کرم سے بڑھ گیا تیرے کرم کا بخل
سائل کو تو جواب نہین دیتا زینہار

تیری نگاہ مہر دکھائے جو معجزہ
ذرہ ہو مہر قطرہ بنے دُرِ شاہوار

حسن طلب مین اس سے زیادہ کہون کیا
بگڑے ہین بہت سے کام کرم سے ترے سنوار

ہے زیر پا نہین تو بالائے مہر فلک
اے مرجع امید ہوا جاتا ہے فشار

اب مختصر دعا پہ کرون ختم مدعا
جس مین کہ شاعری کا نہ ہو رنگ آشکار

اتنی دراز عمر ہو تیری خدا کرے
ہر سانس زندگی جہان اور ہزار بار

قصیدۂ ناتمام در مدح عالیجناب نواب بہرام جنگ بہادر دام اقبالہ

قدردانون سے اکھاڑے مین غضب ہے ہلچل
پھلوانانِ رضا مین کا ہوا ہے دنگل

یہ ہر ایک شعر کے آتے ہین نظر دو مصرعے
باکہ خم ٹھونک کے دنگل مین وہ اترے دو یل

صفحۂ قرطاس کا شاید ہے اکھاڑے کی زمین
قلم اُستاد ہے چلتا ہے جو کرتا ہوا بل

یہ صریرِ قلم آواز ہے اُستادی کی
ڈانٹ دیتا ہے ہر ایک کو کہ خبردار سنبھل

نہین گرتا نہین گرتا کسی صورت سے کوئی
زور دونو کے برابر ہین ہوے جاتے ہین شل

گاؤ زوری بھی پھبتی بھی ہے ماشا اللہ
چشم بد دُور ہے دونون مین غضب کا کس بل

کیسے سُلجھے ہین یہ مضمون و معانی کے پیچ
جن کی فہمید مین الجھن نہ کوئی اور خلل

توڑ جوڑ ایسے تو ہمنے کبھی دیکھے نہ سُنے
قابل دید ہے ہوتی ہے عجب ردّ و بدل

پیچ کرتا ہے نیا مصرعۂ اول ہر ایک
دیتا ہے مصرعۂ ثانی بھی جواب اوّل

دونون ٹکر ہین برابر کی برابر چھوٹین
ہے مناسب یہی تا آئے نہ عزت مین خلل

مینھ برسنے لگا اب ٹھنڈی ہوا چلنے لگی
پڑھ ہون اک مطلع مستانہ کہان کا دنگل

مطلع

ساقیا فصل بہار آتی ہے ہان جلد سنبھل
دیکھ قبلہ سے وہ تعظیم کو اُٹھا بادل

میکدہ باغ بنا دیکھنے کے قابل ہے
کل تلک ہم بھی رہین یا نہ رہین آج ہی چل

سونگھو جس پھول کو بو ہے مے ناب آتی ہے
خوشہ انگور کا ہے دیکھیے جس نخل مین پھل

نخل گل کی یہہ نہین ٹھنیان آتی ہین نظر
ہاتھہ پیکش کے اوٹھے تیری دعا کو پھل

تلخ کامی بھی ہے گلزار مین اب شیرین کام
تلخی مے کی مشابہ ہے مزے مین حنظل

شیشۂ مے نظر آتی ہے ہر اک گل کی کلی
پھوٹ کر رنگ جو نکلا ہے تو جی ہے بیکل

ہے چٹکنے کی صدا غنچہ کی یا قلقلِ مے
گل احمر مے احمر کا ہے ساغر یہ مثل

شور مرغان چمن کرتے ہین یون گلشن مین
غل ہے مستون کے ہو مچاتے ہین جیسے ہل چل

غبان بلبلون کو خوف دلاتا ہے یون
لطفِ رندان مین ہو واعظ کے سبب جیسے خلل

جام جمشید مین شاید عرق انگور کا ہے
گل نرگس کے قدح مین جو ہے شبنم کا محل

موج مے سے نہین کم موجِ نسیم سحری
وہی آنکھون کی تراوت ہے وہی دلکی ہے کل

جھومتے دیکھ لیا مے کدے مین مستون کو
شاخین ہلتی ہین ہوا سے شجرونکی ہر پل

یہہ جمائی ہے کہ مے نوشیِ شب کا ہے خمار
صبح دم کھل گئین کلیان تو ہوا عقدہ یہ حل

ٹھنیان جھونک مین اُٹھین کہ چلی سرد ہوا
رند انگڑائیان لے لے کے اُٹھے کرتے پل

دیدنی سیر ہے فیض و کرم مستی کی
نہر پانی کی بنی چشمۂ مے خم کے بدل

سب کی آنکھین ہین لگی ہائے جوانی تیری
ساقیا تو ہے مگر باغ کی اُٹھتی کونپل

مستی بادِ بہاری کی یہہ خواہش ہے کہ آج
اور ایک مطلع مستانہ پڑھون حسب محل

مطلع

گر یونہی فصلِ بہاری کی رہے گی ہل چل
ہم بھی دیوانے ہین جنگل مین کرین گے منگل

ٹھہر کچھہ نہین گلشن پہ مگر لطف بہار
باغ ہے قدرت خلاق کا ہر دشت و جبل

چھوڑ جاتی ہے شگوفہ یہہ نسیم سحری
دشت وہ باغ ہے جس مین نہین گلچین کا عمل

ٹھیر محدود ہے یہان وسعت گلگشت چمن
باغ اللہ کی قدرت سے بنا ہے جنگل

کیسے مرغان چمن کیسے جو اٹاپ چمن
دشت سے جانورون کی کوئی دیکھے تو چہل

بادِ صرصر کا کہین نام نہین جنگل مین
جس طرف دیکھیے ہے بادِ صبا کی ہلچل

خسروِ بادِ بہاری کی یہی منزل ہے
یہہ مسطح ہے کہان باغ مین فرش مخمل

قدرتی ہین روشین جن کو کہین پگڈنڈی
ان مین وہ جوشِ صفا ہے کہ نظر جاتی ہے پھسل

جنگلی پھول کھلے ہین کہ خدا کی قدرت
جن سے ظاہر ہوئی صناعی صناعِ ازل

سبزہ جنگل کی اگر دیکھنی ہو اے نرگس
آنکھ مین روغنِ بادام کا دے لے کاجل

رشکِ شمشاد و صنوبر ہے بڑی اُنچی گھانس
سرو کیون اُتنا اکڑتا ہے نکل جائیگا بل

اس قدر جمع ہوا دشت مین سامان بہار
کہ خزان آنکھ سے ہر ایک کی ہوئی ہے اوجھل

جوشِ برسات کا ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
کہین نہرین کہین تالاب بھرے ہین جل تھل

چشمے جاری نہ سمجھنا کہ بہار آئی ہے
رات دن گریۂ شادی مین ہین مشغول جبل

ان کو بھی چرخ ستمگر نے ستایا ہے کہین
اُمڈے آتے ہین مرے دل کی طرح سے بادل

مینھ کی اس طرح سے گرتی ہین پیاپے بوندین
جیسے معشوق پہ عاشق کی آنکھین ہر پل

اللہ اللہ ری برسات کہ دل بھر آیا
جوشِ دیوانگی مین آج سناتا ہون غزل

مطلع

کعبہ مین جان دی اور یادِ صنم تھی ہر پل
غسل کو لائے بنارس سے کوئی گنگا جل

ہوش میخانے مین سر پیر کا رکھ اے واعظ
اپنے عمامے کے مانند نہ غصہ مین اُچھل

سخت نازک ہین تیرے پائے غرور او غافل
کسی اُفتادہ کی ٹھوکر نہ لگے دیکھ کے چل

وعدۂ روزِ قیامت ہے خدا خیر کرے
کل تو آوگے مگر آج نہین آئے گی کل

غصہ اعدا پہ تھا کیون ذکر کیا ہائے مرا
ہم نشین تو نے مگر دیکھا نہ موقع نہ محل

بر دا طراف ہے یہان دل کی تڑپ سے ہمدم
آج شاید ہوئی اغیار کی وہان گرم بغل

تا کہ حالت نہ مری وصل کی ہم معنی ہو
شب فرقت نہین آتی مری بالین پہ اجل

خالی جاتی ہے الٰہی یون ہی برسات کی رات ‫ ‫ نہ تو ساغر نظر آتا ہے کہین سے نہ بوتل

نام برسات کا آیا تو نمو فکر ہے ہے ‫ ‫ مطلعِ تازہ لکھا بھول گیا فکر غزل

گر یہی جوشش نمو ہے تو ہون گا اکمل ‫ مطلع ‫ عقل بڑھ جائے گی عاقل کو کہین کے اعقل

گر یہی جوشش نمو ہے تو بڑھے گی دنیا ‫ ‫ وہ نظر آئے گی ہر چیز مثال احول

گر یہی جوشش نمو ہے تو برآئی امید ‫ ‫ کیا عجب نخل تمنا مین جو پھوٹے کوپل

کرم و فیض سے یعنے وہ کرے مجھ کو نہال ‫ ‫ آرزو دے دل امید و تمنا سے امل

وہ کہ پہچانتا ہے مرتبۂ فضل و کمال ‫ ‫ مدح مین تجھ کو ابو الفضل سے سمجھے افضل

وہ کہ اقبال زمین و زمن و اہلِ زمان ‫ ‫ میر داور علی صدر نشینِ اول

مدح حاضر مین پڑھون مطلع پر شوکت وہ ‫ ‫ سینۂ قہر مین رستم کا بھی دل جائے دہل

سچ کہا ہے حکمانے کہ خلا مین ہے خلل ‫ مطلع ‫ فرش سے عرش تلک تیری نگہ کا ہی عمل

تیرے اقبال کی اقبال بھی کھاتا ہے قسم ‫ ‫ تیرے اجلال پر اجلال تصدق ہر پل

فیض کو تیرے اگر کاتب اعمال لکھین ‫ ‫ ہو زیادہ سے زیادہ بھی مفصل مجمل

میل تیرا ترے اقبال کی روشن ہے دلیل ‫ ‫ جس سے رتبے مین بلندی و تشبیہ مین جبل

کیون اسے میری سیہ بختی سے نسبت دیجے ‫ ‫ کیون کہین رنگ کو رنگ رخ لیلی بہ مثل

کیون کہین یہہ کہ سیاہی مین شب ہجران ہی ‫ ‫ کیون کہین یہہ کہ ہے دود دل عاشق کا محل

یون نہ کہیئے کہ ہے غیرت شب قدر رمضان ‫ ‫ کہ سیاہی سے نہ ظلمت مین کوئی آئے خلل

یون نہ کہیئے کہ سیاہی مین بھی ظلمت ہی نمود ‫ ‫ جبلِ طور سے تشبیہ ہے اعلے افضل

یون نہ کہیئے کہ ہے اس رنگ کی واجب تعظیم ‫ ‫ پوشش کعبہ سے اس دعوے کا عقدہ ہو حل

کوہ تمکین ہے ٹلے گا نہ وغا سے یہ کبھی ‫ ‫ جس طرح سے نہ ٹلے حکم خدا عزوجل

تمام شوخی کا نہین اس مین مہذب ہے یہ — اس کے بدلے بھی بلی گھوڑے کو تیرے چھل بل

مطلع — تیرا توسن ہے کہ ہے قدرت صناع ازل — ڈال دیتا ہے ارادے سے بھی پہلے ہل چل

سبزہ گل دار ہے یا ہے یہ چمن کا طاؤس — دُم اُسیطرح چنور ہے وہی گنڈے کا ہے بل

قدم ایسا نہ ملے پیٹ کا پانی مطلق — اور طے دو قدمون مین کرے سب دشت و جبل

اُس کی مشہور ہے شعلہ نفسی گرم روی — دو قدم برق بھی گر ساتھ چلے جائے وہ جل

چار چاند اس نے لگائے ہین زمین کے سونہ — کیون زمین سے نہ ملے رشک مین چرخ اوّل

ق — کھینچے تصویر مصور تو وہ خود حیران ہو — دل مین پچتائے کہ کیا ہو گیا اے عز و جل

یعنے سب عضو تو بن جائین بہ ہر شکل مگر — پاؤن جس وقت بنائے نہ چلے کوئی بھی کل

ہاتھ سے کاغذ تصویر اڑے ہوش کی طرح — جیسے آندھی مین اوڑے کاغذ بادی بہ مثل

اس کے قدمون کی لگے ہاتھ اگر خاک کہین — اُس سے آئینۂ شمشیر پہ کیجئے صیقل

مطلع — یعنے یہہ تیری عداوت کا عدو کو ملے پھل — کہ اس آئینہ مین آجائے نظر شکل اجل

قصیدہ در مبارکبادی شادی نواب بہرام جنگ بہرام الدولہ میرزا داور علی خان بہادر دام اقبالہ

کس کی شادی کے ذکر کی ہے بہار — صفحہ کاغذ کا ہو گیا گلزار

بیلچہ باغبان کا چلتا ہے — ہے قلم اس طرح روان ہربار

دائرے ہین درختون کے تھالے — پھول مین حرف نقطہ ہین اثمار

ہے دو چشمی ہے غنچہ کی صورت — اب کھلے گا یہ ہے گمان ہربار

نہین بین السطور چھوٹے ہین
قدرتی ہین چمن مین بہہ انہار

بے تکلف ہے دامن گل چین
جس قدر ہین حروف دامن دار

ہر الف ہے نہال سرو سہی
ہے خجل جس سے قدِ گل رخسار

شاخ گل کیون کہین نہ اہل نظر
کششون ہر اسی طرح ہے بہار

ہے کہ شوشے ہین پاس نقطون کے
پھول کی پنکھڑی ہے جس پہ نثار

کیا کھلا ہے چمن فصاحت کا
جو کھٹکتا ہے لفظ ہے وہ خار

جدولین پٹریون سے کیا کم ہین
صاف جس سے دل حقیقت کار

صفحہ پر پڑتی ہے نظر ایسی
جیسے گلگشت مین کوئی عیار

لفظ مین اس طرح نہان معنی
جیسے پھولون مین بو ہو وقتِ بہار

چہچہاتے ہین جیسے مرغ چمن
بول اٹھتا ہے قافیہ ہر بار

پھر پڑھون ایک مطلعِ دلچسپ
کہین عاقل مجھے جو ہین ہشیار

مطلع
کس کی شادی کا ذکر ہے ہر بار
ہے صریرِ قلم کہ نغمۂ یار

ہے بپا محفلِ نشاط و کرم
گا کے مانگین لگے ہین گدا ہشیار

مژدۂ شادی بپا ہوا اتنا
میرے طالع بھی ہو گئے بیدار

اور اگر کچھ نہین تو پیر فلک
کہکشان کا بجھا رہا ہے ستار

غم امروز نے غم فردا
یون گذرتی ہے اپنی لیل و نہار

بیٹھ واعظ نہ مسجدون مین آج
کہ اٹھا دین گے یہان سے بادہ گسار

اللہ اللہ رے سخاوت عیش
جان دینی بھی ہو گئی دشوار

ہے خریدہ فروش کثرت سے
دشت مین بھی لگاؤ ایک بازار

ہان خدارا ذرا سنو تو سہی — ہے اذان یا نوائے موسیقار
اس طرح خوش ہے آج تو کوئی — کہ بغل مین ہو جیسے کوئی نگار
پتلیون کا تماشا دکھلائین — مردم دیدہ کیون رہین بیکار
کس کی یہہ محفل عروسی ہے — ناچتے ہین کھڑے در و دیوار
دیکھنا ان گلون کی قسمت کو — ہو گئے ہین گلے کا کس کے ہار
چشم بد دور کھ کے دیکھو تو — کس کے سر پہ ہے طرۂ زرتار
مہر داور علی کی شادی ہے — جس پہ شادی ہزار جان سے نثار
ق
سہرے کا باندھنا مبارک ہو — تو بہو اکدخدا مبارک ہو
ہجر کے دن کٹے الٰہی شکر — وصل کا مدعا مبارک ہو
گوش گل مین یہہ چپکے چپکے سے — کہہ رہی ہے صبا مبارک ہو
ہو مبارک خدا بنے کو بنی — اور بنی کو بنا مبارک ہو
عاقل مدح خوان خوش گوئی — یہہ دعا یہہ ثنا مبارک ہو

قصیدہ در مدح کمال پرور کمال شناس معلی القاب قمر رکاب ہز اکسلنسی امیر اکبر سر آسمانجاہ جنت آرامگاہ سابق مدار المہام سرکار عالی

حاصل کیا ہے فصل بہاری نے یہ کمال — زائل کبھی نہ ہوگا خزان کا بھی اب زوال

اِس سمت چہچہے ہین تو اُس سمت قہقہے
مرغان باغ کا ہے خوشی مین عجیب حال

غنچہ چٹخ گیا جو سُنا شورِ عندلیب
آخر ہنسی ہنسی مین یہہ پیدا ہوا ملال

مانند زلف یار پریشان ہے بوئے گل
نازک دماغیون کا مگر آ گیا خیال

باد صبا نے چھوڑا شگوفہ کوئی نیا
غنچہ کے کھل کھلانے سے ہوتا ہے احتمال

کیا ہے کہ آج گل کی بھی رکتی نہین ہنسی
شاید کہ آیا نغمۂ بلبل سے اُسکو حال

قمری کو اپنے سر پہ بٹھایا ہے سرو نے
مستی بہار کی بھی بدلنے لگی خصال

خاموشیون مین کہ گیا مطلب بہار کا
ہر برگ گل نے کی ہے یہہ پیدا زبان حال

رگ رگ مین خون کی طرح سے جوش بہار ہے
گل کا سرورِ عیش سے چہرہ ہے لال لال

باد صبا سے جھوم رہے ہین تمام نخل
رندان بادہ کش کا ہو مے پیکے جیسے حال

بیگانون کو ہے حکم کہ گلشن مین کیون رہین
باد صبا نے کردیا سبزہ کو پائمال

بلبل جو سرو پر ہے تو گل پر ہے فاختہ
کس طرح بے خودی مین ہو تمیز کا خیال

اٹکھیلیون سے پاؤن زمین پر نہین رکھا
کچھ آج تو نسیم سحر کی نئی ہے چال

فیض بہار سے یہہ ہوئی عاشقون کی قدر
بلبل کا نقش پا بھی بنا پھول کی مثال

گلشن کا آج نخل تمنا ہرا ہوا
ہر شاخ سرفراز ہے ہر نخل ہے نہال

اللہ رے نمو نظر اشتیاق کا
غنچے نہین بہار کے ہین سربسر جمال

کیا جانئے کس کے پاؤن کے سر ہوگا اسکا خون
مینہدی کی ٹٹیون نے کیا دل کو پائمال

عاشق ہے چرخ اور ہے شاہد زمین باغ
تارِ نگاہِ شوق سے بارش کو دو مثال

نادم ہوا ہے کیا ہی بہار زمین سے یہ
بارش ہے یا کہ چرخ کا ہے آب انفعال

شرمندہ ہے پرست ہے ابر بہار بھی
ہے جائے آب مے کا لگاطرہ اتصال

پانی سے ہین درخت نکے تھالے بھری ہوئی
یا سے کی ہیم سبیل یہ افضال ذوالجلال

آنکھین ہون گر تو دیکھہ لو نرگس کی بھی بہار
ساغر بکف ہو جیسے کہ ساقی نیک فال

بابل کدھر ہے جھوم رہا ہے وہ نخل گل
گرتا ہے مست ہو کے خدا کے لیے سنبھال

گل کس طرف ہے سن تو ذرا شور عندلیب
دل کو دکھا رہی ہے اسے باغ سے نکال

مجھکو ہے قدر درد کہ مین اہل درد ہون
ان نالون سے حواس مین رہنا مرا محال

ای ہم صفیر باغ سے جانے دے اب مجھے
کیسی بہار کس کا چمن دل ہی ہے نڈھال

ساغر اٹھا کہ غم سے ہوئی زندگی حرام
دل جس کا خوش ہو اسکے لیے می بھی ہے حلال

ہمدم خدا کے واسطے قصہ میرا نہ سن
یہ بدنصیبون کا بہت مختصر ہے حال

مطلع
راحت کا خواب مین بھی اگر آگیا خیال
آنکھین جو کھولتا ہون تو گذرے ہزار سال

کم ظرف ہے فلک نہین کچھہ نفع کی امید
کب آب چاہ مین ہو گہر بھر کی سثال

مشکل ہے رستگاری جان اسکے ہاتھہ سے
شمشیر کی طرح سے معلق ہے اسکی چال

دیتا ہے کب غریب کو ظالم غذاے گوشت
تنکا اگر ہوا بھی میسر ہے خلال

بیدسا ہے اس لئے یہ دل خون گشتہ کو میرے
ہر ہر نفس کے ساتھہ اڑاتا ہون مین گلال

پہلے کتاب مین نظر آتا ہے حرف لا
جب اپنی بہتری کے لیے دیکھتا ہون فال

گردون گھٹا گھٹا کے بناتا ہے ماہ نو
اک شب جو مثل بدر مین حاصل کرون کمال

یہہ لاغری مین آتش غم کا ہجوم ہے
تار شعاع مہر کا ہوتا ہے اشتعال

بھرتا ہون آہ سرد روان چشم سے ہین اشک
یان متحد ہین موسم سرما و برشکال

اقلیم فہم عشرۂ محرم کا ہو گئی
آیا حواس ظاہر و باطن مین اختلال

قربت سے مہوشون کی بھی تسکین نہین نصیب
انگر یہ ہے سپند رخ آتشین کا خال

شاید میری سرشت ہے گرد ملال سے ۔ رہتی ہے خاک میری جان پر ملال
کیا دردِ دل میں ہے کہ اسی اضطرار میں ۔ مطلع ایک اور سوجھ گیا اپنے حسب حال

مطلع

زندہ ہون اور نہین مجھے دم لینے کی مجال ۔ گویا کہ زندگی مین ہوا اپنا انتقال
ناسور دل کو دیکھ کے کہتے ہین چارہ گر ۔ یہہ زخم وہ نہین ہے جو پا جائے اندمال
یہہ زندگی کی فکر نے مجھکو سکھایا ہے ۔ تار نفس کا ہونے لگا مجھ پہ احتمال
ایسا ہوا ہون خاک زمانہ کے ہاتھ سے ۔ جیسے بنائے گل سے کوئی آدمی کلال
آغاز لاغری مین ہوئی محو سرنوشت ۔ آئینہ جبین مین نہین صورت ملال
گویا جبین کی پھینک دیا آسمان نے ۔ جس طرح سے کہ پان کا بیکار ہوا گال
اے بخت خفتہ تجھ کو مگر موت آگئی ۔ سویا ہے اس طرح کہ ہوا جاگنا محال
خط شکستہ سے مگر اپنی ہے سرنوشت ۔ مجھ سا جہان مین کوئی نہین ہے شکستہ حال
اظہار حال زار کا یارا نہین مجھے ۔ لبریز خون دل ہے دہن اور زبان ہے لال
اللہ رے دل پہ حسرت و ارمان کا ہجوم ۔ عشاق و کوئی یار کا ہوتا ہے احتمال
جلتا ہے جسم اور ہین آہین شررفشان ۔ نخل چنار سے یہ برستے لگی ہے رال
مین راستی کی فکر مین سوکھا تو کیا خوشی ۔ کہنے لگے ہین لوگ الف کلمۂ ملال
میرے ہی بخت خفتہ نے فوراً جگا دیا ۔ گر بعد عمر خواب مین آئی شب وصال
مہ طلعتون کی کیون کہ ہو صحبت مجھے نصیب ۔ مثل کتان دریدہ ہے میرا بیان حال
بزم فروغ چشم زدن مین بگڑ گئی ۔ بڑھ کر ہوا تھا بدر مین گھٹ کر ہوا ہلال
مانند شمع کاٹتا ہے سر میرا فلک ۔ گویا فروغ اس کا ہے سر کا میرے وبال
عالم کو اجتناب ہے کیون میرے نام سے ۔ کیا مین کسی کی خاطر عاطر کا ہون ملال

ہر آشنا کو مجھ سے ہے تنفر نہین فقط
ہو قصد ڈوبنے کا تو پانی بھی دے اچھال

نیرنگی فلک سے ہین احباب بیخبر
میرے زوال کو جو سمجھنے لگے کمال

غم تھا یہی کہ خوش ہین میری غم سے یارب
مطلع یہہ لکھ کے فکر نے مجھکو کیا بحال

مطلع
میرے کمال کو نہ کبھی آئے گا زوال
یعنے مجھے زوال مین حاصل ہوا کمال

مژدہ سنا دے کوئی یہ امید زیست کو
قسمت ضعیف ہے تو ہے دم توڑنا محال

خوش ہون کہ ایسے غم مین بھی بھولا نہین ہون مین
یاد ثنائے جان و دل بخشش و نوال

نصفت شعار و قدر شناس و کرم پناہ
خورشید آسمان شرف مرجع کمال

عادل کریم باذل و فیاض و نکتہ دان
اقبال آسمان فر زمین مہبط جلال

کیوان خدم سپہر حشم آفتاب ور
مریخ قہر و زہرہ نگاہ و قمر جمال

معنی شناس صورت دل داری صفا
صورت پرست معنی جان آئینہ مثال

امید آرزوئے دل عاقل حزین
رتبہ شناس بندۂ مسکین و پر ملال

ہے آسمان جاہ مین اکبر امیرون مین
لکھتا ہے جسکے مدحیہ جبین بندہ سان ہلال

ہان اب شرف خطاب کا عاقل کر حصول
ہے خائبانہ مدح مین کیون اتنی قیل و قال

مطلع
ثانی ہے ممکنات مین تیرا بہت محال
اپنی نظیر آپ ہے اپنی ہے خود مثال

پرتو سے رخ کے کرتا ہے کسب صفائی قلب
آئینہ دیکھتا ہے ترا اگر کبھی جمال

رتبہ ملا ہے عدل کو یہ تیرے عہد مین
بے خوف بن گیا ہے ہر ایک شخص کوتوال

رائج یہ تیرے عہد ظفر مہد مین ہے عدل
ہے ظالمون کا خوف سے ایسا ضعیف حال

پیلان کوہ پیکر و گردان شیر گیر
چھپتے ہین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے نقش سم غزال

جب دیکھتا ہے بچۂ بز گرم آنکھ سے
دہشت سے گرگ بھاگتے ہین صورت شغال

چوری کا چھپنا چوری سے دشوار تر ہوا — کیسا ہی گرد لیر ہو کوئی پہ ہے محال
بہہ انتظام شعلۂ الفاظ سے ترا — لگ جائے چور شمع کو اتنی نہین مجال
وزد حنا رہے کف معشوق مین اگر — اس کو لکیرین ہاتھ کی باندھین پچھاکی چال
معشوق کوئی دل نہ کسی کا چرا سکے — اور گر چرائے بھی تو ہے رکھنا اُسے محال
سفاک شاہدون کے لیئے بزم غیر مین — دزدیدگی نگاہ کی مشکل ہوئی کمال
لیجا نہ شاعرون کو اسی باعث سے کہا ہمین — مضمون کوئی کسی کا چرائے یہ کیا مجال
رہ جائے چور زخم مین مجروح کے اگر — آجائے چارہ گر کو ابھی آب انفعال
واجب ہوا اس کا رشتہ سوزن کو التیام — مرہم کو فرض عین ہو پھر اُس کا اندمال
قاتل سے جیسے شوخ کو سنانی تھی بار بار — شمشیر موج سے ... ہوئی ہلال
[illegible] — ہے وہ بھی ایک صاعقۂ قہر ذو الجلال
اندازہ ہے لچک کا کہ رشک میان مور — جوہر ہین یا پری نے یہ کھولے ہین سر کے بال
ہے عیب بال تیغ مین ابرو مین کیون کہون — ہون موشگاف کھینچتا ہون بال کی بھی کھال
وہ بال ہو گئے ہین یہان جوہرون کی شکل — ابروے یار کہنے مین پھر کیون ہو قیل و قال
کیا وصف ہے اشہب چالاک کا لکھون — کاغذ پہ حرف کھنچتے نہین صورت غزال
وہ برق وش ہے دیو نژاد و پری لقا — غیرت فزائے زلف عروسان ہے جسکی یال
اُس نے ہین چار چاند لگائے زمین کو — ہر نقش نعل کا اُس کے ہے غیرت دہ ہلال
رونق فزائے خانۂ زین تو جو ہین ہوا — ہان کھلکے اُس کو ڈانٹنے کا آگیا خیال
ہے دل مین آئی پہنچی نہ نوبت الف تلک — اس عرصہ مین دکھائی یہ اُس برق وش نے چال
اک پاؤن شرق مین تھا تو اک پاؤن غرب مین — اک پاؤن تھا جنوب مین اک پاؤن تھا شمال

تو وہ عطا شعار ہے کہ شہر بخش دے ۔ سائل طلب کرے جو کوئی تجھ سے ایک تال

تیرے جو دستِ فیض کو عادت ہے جود کی ۔ رکھنا گرہ مین کان کو زر ہو گیا محال

اتنا دیا جہان کو زر تو نے بے طلب ۔ دامانِ بے نیازی مین چھپنے لگا سوال

عالم غنی ہوا تیری دولت سے اے کریم ۔ دے اور لا زبان سے کہنا ہوا محال

ہے مجھ کو احتمال کہ یہہ حرف ترک ہون ۔ تیری زیادہ بخشی سے اے کُہ نوال

لکھین نہ اب حروفِ تہجی مین لام الف ۔ ہو حرف یا کے ساتھ نہ مربوط حرف دال

کچھ ساکنانِ دہر کا کیسہ نہ پُر کیا ۔ آیندگانِ ملکِ عدم کا بھی ہے یہہ حال

اطفال پیدا ہوتے ہین دنیا مین خالی ہاتھ ۔ باعث یہ ہے کہ دیتا ہے تو مفلسون کو مال

جب ہے کرم کا ذکر تو پھر کیون مین چپ رہون ۔ گر تو سنے تو کیون نہ کرون اپنا عرض حال

موقع غنیمت آج ملا حسب اتفاق ۔ تجھ سا کریم مجھ سا گدا اے غنی خصال

غربت نصیب مین تھی ہوا امداد وقت سے ۔ اس شہر مین وطن کی طرح گزرے آٹھ سال

اخبار کا شیوع ہوا میری ذات سے ۔ بلدہ مین ورنہ تھا نہ کسی کو کبھی خیال

میرے قلم کے زور نے کیا کچھ دکھا دیا ۔ مین نے کیے معاملے کتنے ہی انفصال

ہر شخص جانتا ہے میری خیر خواہیان ۔ ہر روز اس خیال کو ہوتا رہا کمال

حیرت نہ کیون ہو جب ہین تکفل ادھی تہا ۔ پہلے ہی سے خطاب ملا ہے نمک حلال

اب جس قدر عنایت سرکار مجھ پہ ہے ۔ سچ تو یہہ ہے کہ میرے لیے ہو وہی وبال

لیکن کہ آبرو کا ہوا اس قدر ہجوم ۔ مجھ جیسے ناتوان سے سنبھلنا ہوا محال

اب آبرو بچے تو بچے کس طرح بھلا ۔ دس پانچ غرض سو ہوئے حسد جو کی کھال

اس کا بھی کچھ گلہ نہین پر یہ تو کہ سکون ۔ ناقدردانیون نے مٹایا مرا کمال

یہہ کچھ مبالغہ نہین کچھ شاعری نہین — سچ سچ مین عرض کرتا ہون کچھ شعر حسب حال

کامل نہین ہوا ہون اگرچہ ابھی تلک — پر فن شاعری مین گنوائے ہین بیس سال

ہندو دکن مین اٹھتی ہین ہر سمت انگلیان — ناقص اگر رہا بھی تو ہون صورت ہلال

ہر قسم شعر پر میری قدرت ہے آشکار — شاعر ہون گو یہ جھوٹ کہون کیا میری مجال

دعوے ہو جس کو آکے وہ کرلے مقابلہ — پر تجھ سا قدردان ہو منصف کرم خصال

فریاد رس جہان کی ہے ذات با صفات — اس واسطے ہوی ہے مجھے عرض کی مجال

مقصود تھا کہ سن کے ملے مجھکو میری داد — ورنہ یہ ایک شعر ہی کافی تھا حسب حال

تو اور میرے دل کا نہ مطلب سمجھ سکے — ہین اور تیرے سامنے کھولون لب سوال

کے سی۔ اور آئی۔ ای۔ جو ملا ہی تجھے خطاب — سرکار قیصری کی عنایت پہ ہے یہ دال

یہہ بھی خدا کے لطف کی اک صاف ہی دلیل — خلعت دیا حضور نے جب خوش ہوی کمال

ان دو مسرتون کا ہوا اس قدر وفور — دہری خوشی مین (١٨٨٦) مژدہ ہی بس ہوگیا یہ سال

عاقل کی یہہ دعا ہے کہ جب تک جہان رہے — تو اور تیرا فیض جہان مین ہو بے مثال

ہو اس نئے طریق سے تیری دراز عمر — ہر سال کے حساب مین نکلین ہزار سال

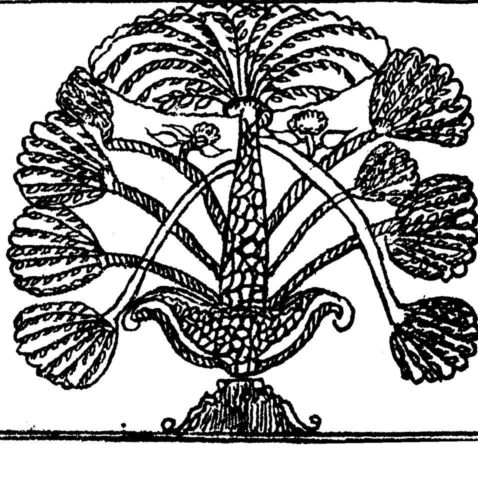

از نتیجۂ فکرِ صائب رشکِ عرفی و صائب یکتائے زمن اُستادِ فن جناب مولوی حاجی سید محمد کاظم حسین صاحب شیفتہ کنتوری

فصاحت بلاغت ہے دیوان مین باہم — نرالی تھی طبعِ سخن دانِ عاقل
بلند اُن کا پایہ ہے فکرِ سخن مین — ہوا طبع دیوان بڑھی شانِ عاقل
طبیعت کی جدت مضامین کی شوخی — یہہ دونون تھے ہر وقت مہمانِ عاقل
کبھی خشک ہونگے نہ گل ہائے مضمون — ہمیشہ رہے تازہ گلستانِ عاقل
سرِ وجد سے لکھ دیا سالِ ہجری — چھپا ہے بہت خوب دیوانِ عاقل
١٣١٩ھ

از نتیجۂ فکرِ شاعرِ نازک خیال ناظمِ شیرین مقال جناب مرزا محمد بہادر صاحب وکیل درجۂ اول سرکارِ عالی شاگردِ حضرتِ عاقل مرحوم

اس کو ہم دیوان کہین یا مخزنِ علم کلام — حرفِ شگون جس کا فرخ روزِ عید عقل ہے
مصرعۂ تاریخ اس کا کلکِ یاور نے لکھا — عاقلِ مغفور کا دیوان کلیدِ عقل ہے
١٨٩٨ع

دیگر

اُستاد کا دیوان جو ہوا طبع دکن مین — یاور نے لکھا فکر مین تاریخ کی اُس آن
دوبار ذرا پڑھ کے اسے دیکھ لین عاقل — ہے چھپ ہی گیا عاقلِ مرحوم کا دیوان
١٣١٦ھ

ایضاً

جمع ہین گل ہائے مضمون اس مین سب — اک ریاضِ فکر کا بستان ہے
مصرعۂ تاریخ یاور نے لکھا — عاقلِ خوش طبع کا دیوان یہہ ہے
١٣١٦ھ

دیگر	
باد صبا ترا در جنت گذر چو افتد باد و چنان نوشتہ تاریخ طبع دیوان	بهر کلام عاقل یک جا چو جمع آمد لگو عاقل سخن ور دیوان بہ طبع آمد ۱۳۱۶ھ

از نتیجۂ فکر شاعر شیوا زبان ناظم فصیح البیان جناب مولوی غلام محمد صاحب عرب متخلص بہ شوق حیدرآبادی صیغہ دار مجالس وکلیات و اُٹپہ خانہ و دار الضرب وکاغذ مہور وغیرہ محکمہ معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ سرکار عالی

بہ فنِ شاعری استادِ کامل
سخن سنج و سخن دان و سخن ور
نکو خُلق و نکو دانش نکو رائے
ز آلِ مصطفیٰ اولادِ حیدرؓ
نماند او در جہان لیکن کلامش
کنون چون این سفینہ گشت تیار
بگو شوق از سر الحمد سالش

جناب سید سلطان عاقل
شبستان سخن را شمع محفل
مرا ور ا بود بس نیکو خصائل
گزین بود از ہمہ افضل فضائل
دل مارا بہ یادش کرد مائل
رسیدہ کشتیٔ مقصد بہ ساحل
چنین مطبوع شد دیوان عاقل
۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ مترشحۂ قلم گوہر رقم شاعر باکمال عالی خیال جناب آغا حسین میرزا صاحب متخلص بہ ہجر خلف جناب میرزا خانی صاحب ناصر جنگ مغفور لکھنوی

بہ امدادِ نواب بہرام جنگ
کہی ہجر نے اُس کی یہہ سالِ طبع

بہ شکلِ تصاویرِ خوبان چھپا
بہت خوب عاقل کا دیوان چھپا
۱۳۱۹ھ

ایضاً

نواب کے باعث سے کلامِ عاقل
تاریخ کہو طبع کے اُس کی یہہ ہجرؔ

چھپکر ہوا مکتوب انیقہ دیوان
ہے گنجِ مضامین و قبیقہ دیوان
۱۳۱۹ھ

ریختۂ کلکِ جواہر سلک جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب ناجیؔ دام مجدہم

بہت خوب دیوان عاقل چھپا
کیا سال ناجیؔ سے جس دم طلب

عنایاتِ ربِ دو عالم ہوئی
کہا ۔ روحِ عاقل کی خرّم ہوئی

ایضاً

بہ حکمِ محکمِ بہرام جنگ آسمان شوکت
کہا مصرعِ سالِ طبع اس کا طبع ناجیؔ نے

یہہ دیوان چھپ گیا جب نام عاقل کا ہوا زندہ
بہ لطفِ ذوالجلال اب نام عاقل کا ہوا زندہ
۱۳۱۶ھ

من تصنیف جناب میر ذاکر حسین صاحب ذاکرؔ خلف میر اکبر حسین صاحب کوکبؔ

اے زہے شانِ کلامِ عاقلِ نیکو لقب
گفت ذاکرؔ مصرعِ تاریخ طبعش فی البدیہہ

ہست حسنِ حورِ معنی داغ رشکِ ولعب
این کتاب بیمثال و بے عدیل و بوالعجب
۱۳۱۹ھ

من تصنیف جناب ولایت حسین خاں صاحب جیسؔ شاگرد جناب میر انیس صاحب مغفور

دیدم کلامِ عاقلِ مرحوم این زمان	اے حبذا کمال زہے رفعتِ سخن
برجیس گفت مصرعِ تاریخِ انطباع	دیوان بے مثال بشد طبع در دکن
	۱۳۱۹ھ

طبعزادِ جناب میر اکبر حسین صاحب رضوی کوکب شاگرد جناب میر نفیس صاحب مرحوم مغفور

یہ فرمان نواب بہرام جنگ	کلام سخن سنج ذی شان چھپا
کیا نظم کوکب نے مصراع سال	بہت خوب عاقل کا دیوان چھپا
	۱۳۱۹ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب میر کوثر علی صاحب نبیرہ سوکی میر کوثر تخلص مہربرمنشی دفتر جاگیر اعلیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر

نہ کیون دل چسپ ہو یہہ نظمِ عاقل	کہ طرزِ غالب شیرین زبان ہے
کہی تاریخ فصلی ہم نے کوثر	کلام شاعر شیرین بیان ہے
	۱۳۱۰ف

ریختۂ کلک جواہر سلک جناب میر محمد علی صاحب سنج تخلص شاگرد نواب فصیح الملک مرزا داغ دہلوی

طبع یون تو سیکڑون دیوان ہوئے	ہان مگر عاقل کا یہہ دیوان ہی خوب
مصرعۂ تاریخ لکھا سنج نے	کس قدر عاقل کا یہہ دیوان ہی خوب
	۱۳۱۵ہجری

ایضاً

در صنعت منقوط

عجب دیوان ہے فرحت فزا یہہ | نہیں دیوان اک گلشن کھلا ہے
کہا ہے رنج نے منقوط میں سال | کلام حضرتِ عاقل چھپا ہے
۱۳۱۵ھ

در فصلی

واہ عجب دیوان کہا ہی واہ عجب دیوان یہہ ہی | کیوں نہ رکھیں آنکھوں پہ اسی سب ہاتھہ جب آئی ایسی شئی
دل میں خیال آیا جو یکایک سال ہوا یہ فصلی میں رقم | رنج نے بھی تاریخ کہی یوں نظمِ عاقل صاحب ہی
۱۳۰۷ف

مترشحہ قلم جواہر رقم جناب سید صادق حسین صاحب غبار دہلوی

می کند بزمِ سخن دان روشن | رشکِ طور است کلامِ عاقل
مصرعۂ سال رقم کرد غبار | شمعِ نور است کلامِ عاقل
۱۳۱۹ھ

ولہ

چہ دیوانی کہ یکتا بے گمان است | وقارش بر سخن سنجان عیان است
غبار از روئے بہجت گفت سالش | کلامِ عاقل جنت مکان است
۱۳۱۹ھ

ولہ

کہہ دوں منقوط میں لاکھہ میں پچیس میں | فرد یہہ دیوان ہے دنیا میں بیش بہا
صوری و ہم معنوی سنہ کہہ غبار | طبع رنگین نیرہ سواد نیس میں
۱۳۱۹ھ

حبذا اوجِ خیالِ عاقل	ولہ	بود کم یاب مثالِ عاقل
مصرعۂ سال رقم کرد غبار		بہترین ست کمالِ عاقل
		۱۳۱۹ھ
عجب دیوان ہوا ہی مشتہر جو فرد و یکتا ہے	ولہ	مضامین صاف بندش چست ہی اہلِ سخن دیکھیں
غبارؔ دہلوی نے سال صوری معنوی لکھا		چھپا دیوانِ نامی تیرہ سو انیس ہجری میں
		۱۳۱۹ھ
خوب دیوان ہے یہ کیا کہنا	ولہ	جس سے بڑھتا ہے طمطراقِ عشق
دیکھ لو اے غبارؔ فصلی مین		اس کی تاریخ ہے مذاقِ عشق
		۱۳۱۱ھ

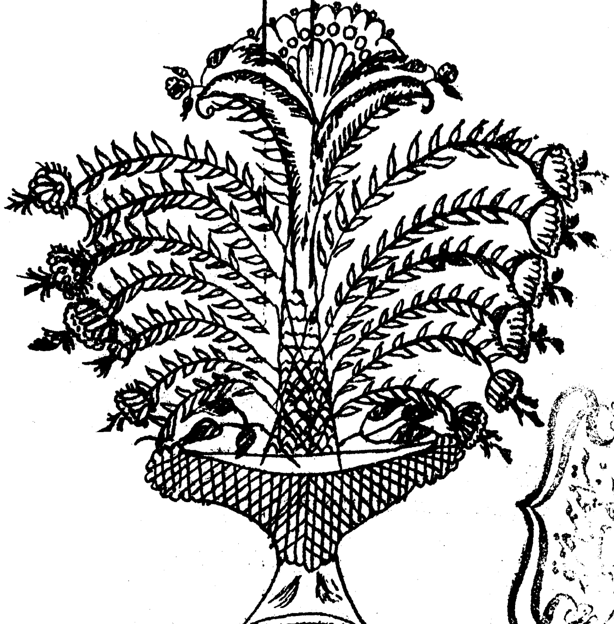

ضروری التماس

گو بلدہ حیدرآباد مین کثرت سے پریس جاری ہین مگر جیسا کہ مطبعون کو پبلک مین وقار پیدا کرنا چاہیئے تقریباً معدوم ہی۔ جسکے دو قومی سبب معلوم ہوتے ہین۔

ایک تو یہ کہ خود صاحبان مطابع نے صرف پریس اور پتھرون ہی کو فراہم کرلینا اپنا فرض سمجھ لیا ہی۔ نہ ہوشیار کاریگر ہین نہ سمجھدار سنگساز نہ خوشخط و واقف کار کاتب نہ مصور۔ اور نہ ذی لیاقت مصحح جنکو مطبع کا زیور کہنا چاہیئے۔

دوسرے پبلک کی کم شوقی اور بیجا کفایت شعاری کا خیال۔ اگر کسی صاحب نے بلس ز: کو رۂ بالا امور کا خیال کرکے کام کے قابل اشخاص کو بہم پہنچایا بھی تو بعد چند روز کے خسارہ نے ہمت کو توڑ دیا۔ اور جو صاحب شوق ہین انکا یہ عقیدہ ہی کہ حیدرآباد مین عمدگی سے طبع کا کام ہونا ممکن نہین۔ اس خیال سے وہ اپنا کام باہر دیدیتے ہین۔

گو یہ کہنا کہ ہم سب کچھ کرسکتے ہین بیجا سمجھا جائی تاہم صاحبان تالیف و تصنیف کی خدمت مین التماس ہی کہ اس مطبع سی ایک دفعہ خدمت لیجیے۔ انشاء اللہ جیسا کہ باہر سے آپکو کام ملتا ہی ویسا ہی ہوگا اور کفایت بھی ہوگی۔ کیونکہ اس مطبع نے اچھا کام اور صاحب فرمائش کی خوشنودی کو ذریعۂ ترقی فرض کرلیا ہے۔

خاکسار۔ سید محمد طاہر رضا مالک و مہتمم مطبع انوار الاسلام

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

891d315

ع - ر

دیوان عاقل

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

[illegible]

فقط